س[illegible]كال الى ما يحل ويحرم

من الارزاق والاموال



طبع في المطبع مفيد عام

في بلدة اگره في سنة [illegible]

الهجرية



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی امر المومنین بما امر به المرسلین من اکل الطیبات والصلوٰة والسلام علی من فضله الله علی جمیع الکائنات وعلی آله وصحبه اولی الدرجات العالیات

امابعد اس رسالۂ مختصر مین بیان کرنا اموال ومکاسب ومطاعم ومشارب حلال وحرام کا مقصود ہے اسلئے کہ کسی بشر کو رزق سے چارہ نہین ہے ہر انسان واسطے بقاء حیات کے تحصیل مال مین ساعی رہتا ناچار معلوم کرنا حلال وحرام مال ورزق کا ہر بشر مومن پر فرض ہے تاکہ مال حلال پیدا کر کے اپنی زندگی بسر کرے اور رزق حرام سے بچکر عار ونار سے محفوظ رہے یہ رسالہ ایک مقدمہ او [illegible] خاتمہ پر مشتمل ہے **مقدمہ** حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ [illegible] وسلم نے فرمایا ہے ای لوگو اللہ تعالیٰ طیب ہے قبول نہین کرتا مگر طیب اور بیشک اللہ نے [illegible] کیا ہے مومنون کو اوسی کام کا جسکا حکم رسولون کو کیا ہے فرمایا یا ایھا الرسل کلوا من [illegible] واعملوا صالحا اور فرمایا یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات [illegible] پھر حضرت نے ذکر کیا ایک شخص کا جو لمبا سفر کرتا ہے پریشان صورت غبار آلودہ ہے [illegible] رہا ہے دونون [illegible]

اپنے طرف آسمان کے کہتا ہے ای رب ای رب حالانکہ مطعم اوسکا حرام ہے اور مشرب اوسکا حرام ہے
اور ملبس اوسکا حرام ہے اور غذا دیا گیا ہے وہ حرام سے اب کس طرح اوسکی دعا قبول ہو اخرجہ مسلم
والترمذی لفظ حدیث کا اشعث اغبر ہے دیبغ نے کہا اشعث وہ ہے جو بعید العہد ہو وہن غسل
ونظافت سے اسی طرح اغبر انتہی سفر مین آدمی سے انتظام نہانے دہونے سر و بدن صاف کرنیکا
نہین ہوتا ہے گرد آلودہ پریشان صورت رہتا ہے طلب رزق مین دور دور تک مارا پہرتا ہے اللہ
پاک سے دعا کرتا ہے وسعت رزق چاہتا ہے لکن دعا قبول نہین ہوتی اسلئے کہ کہانا پینا پہننا سب
تو مال حرام سے ہوتا ہے اور اللہ حرام قبول نہین کرتا اسلئے وہ دعا نامقبول رہتی ہے معلوم ہوا کہ
قبول دعا کے لئے حلت رزق کی شرط ہے قید سفر کی اس جگہہ اتفاقی ہے ورنہ جسکی غذا حضر مین
رزق حرام سے ہے اوسکی دعا بہی قبول نہین ہوتی ہے عدم قبول دعا دلیل ہے عدم قبول عبادات
پر اسلئے کہ دعا عبادت بلکہ مخ عبادت ہے سو جب عبادت قبول نہوئی اور یہ شخص بے عبادت ٹہیرا تو
اب لائق مغفرت وجنت کے نہوگا بلکہ مستحق نار کا ہوگا اس حدیث مین حث وتحریص فرمائی ہے
کسب رزق حلال پر تحذیر کی ہے کسب مال حرام سے خولہ انصاریہ کہتے ہین حضرت فرماتے تہے
کچہہ لوگ تخوض کرتے ہین اللہ کے مال مین ناحق اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو اخرجہ البخاری
والترمذی دیبغ نے کہا مراد تخوض سے یہ ہے کہ ہر طرح اخذ وتملک مال کا بغیر حق کرے جس طرح
کوئی آدمی پانی مین دائین بائین اپنے ہاتہہ پاؤن مارتا ہے انتہی یعنے اسی طرح یہ شخص بہی
ہر طرف سے مال لیتا ہے کچہہ پروا حلال حرام کی نہین کرتا ہے حق ناحق کو نہین پہچانتا ہے ابوہریرہ کا
لفظ مرفوع یہ ہے آویگا لوگون پر ایک زمانہ پروا نکریگا آدمی کہ کہانے کیا حلال سے یا حرام سے
رواہ البخاری والنسائی رزین نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پہر اوسوقت اونکی دعا قبول نہوگی
وہ زمانہ یہی زمانہ ہے بلکہ ایک عمر دراز سے اہل زمان نے تمیز سے حلال وحرام رزق کے آنکہہ بند کرلی ہے
کانون مین تیل ڈالکر بیٹہہ رہے ہین مطلب حصول مال سے رکہا ہے نہ حرام وحلال سے
عبداللہ بن مسعود مرفوعًا کہتے ہین نہین کماتا کوئی بندہ مال حرام پہر صدقہ دیتا ہے اوسمین سے

اور وہ قبول ہو اوس سے اور نہیں نفقہ کرتا ہے اوس مال حرام سے پہر برکت دیجاوے اوسمین اور نہین چہوڑ جاتا ہے اوسکو بعد اپنے مگر ہوتا ہے وہ زاد راہ اوسکا طرف آگ کے اللہ برائی کو برائی سے نہین مٹاتا ہے لکن برائی کو بہلائی سے مٹاتا ہے ناپاک کیا ناپاک کو محو کریگا رواہ احمد وکذا فی شرح السنۃ معلوم ہوا کہ صدقہ دینا مال حرام سے موجب دخول نار کا ہے نہ سبب مغفرت پروردگار کا صدقہ دینے سے آدمی آگ دوزخ سے بچتا تہا اسی لئے حدیث مین آیا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ اور صدقہ اللہ کے غضب کا بجہانیوالا ہوا تہا کما قال صلعم الصدقۃ تطفی غضب الرب لکن جب یہ صدقہ مال حرام سے واقع ہوتا ہے تو پہر صدقہ دینے والے کو سیر جہنم کی کراتا ہے اللہ کو اوسپر غصہ آتا ہے اوسنے تو یہ صدقہ اسلئے دیا تہا کہ کفارہ اوسکی سئیات کا ہوگا لکن وہ صدقہ سبب اوسکے دخول نار کا ہوگیا جس طرح کوئی شخص مثلا رشوت کا مال جمع کرے پہر اوس مال کو کسی امر خیر مین صرف کرے کہ یہ صدقہ اوسکے لئے جالب بلا ہو جاویگا نہ رادقضا ابو ہریرہ مرفوعا کہتے ہین جسنے جمع کیا مال حرام پہر صدقہ دیا تو نہین ہے واسطے اوسکے کچھہ اجر بلکہ اوسپر اوسکا اصر ہے رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما ورواہ ابوداؤد فی المراسیل عن القاسم بن مخیمرۃ لفظ ابوداؤد کا یہ ہے جسنے کمایا مال گناہ سے پہر صلہ رحم کیا یا صدقہ دیا یا راہ خدا مین خرچ کیا تو وہ سارا مال جمع کرکے جہنم مین پہینکدیا جاویگا مراد اس سے جانا صاحب مال حرام کا ہے دوزخ مین جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے داخل نہوگا جنت مین وہ گوشت جو اگا ہے سحت یعنی مال حرام سے ہر گوشت جو اگا ہے سحت سے نار لائق تر ہے ساتہہ اوسکے رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان معلوم ہوا کہ حرام خوار دوزخ مین جائیگا ابو ہریرہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا تہا کون چیز لوگون کو اکثر داخل نار کرتی ہے فرمایا فم وفرج رواہ الترمذی یعنی مال حرام کہانا حرامکاری کرنا عطیہ سعدی مرفوعا کہتے ہین بندہ درجہ متقین کو نہین پہنچتا ہے یہان تک کہ چہوڑدے وہ چیز جسمین کچہہ ڈر نہین ہے واسطے حذر کے اوس چیز سے جسمین کہ ڈر ہے رواہ الترمذی وابن ماجۃ یعنی واسطے حصول مرتبہ التقوی کے یہ بہی ضرور ہے کہ مباحات سے بچے کچہہ نہ ہی حرام

چیزسے ہی بچنا کسیکو متقی نہین بنا دیتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہین داخل نہوگا جنت مین
وہ جسد جو غذا دیا گیا ہے حرام سے رواہ البیھقی فی شعب الایمان ابن عمر کا لفظ یہ ہے جسنے
خرید کیا کوئی کپڑا دس درہم کو اور اوسمین ایک درہم حرام ہے قبول نہین کرتا اللہ نماز اوسکی جبتک
کہ وہ کپڑا اوسکے بدن پر ہے پھر داخل کین ابن عمر نے دونون اونگلیان اپنے دونون کانون مین
اور کہا بہرے ہو جائین یہ کان اگر اونہون سنے اس حدیث کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
نہ سنا ہو کہ وہ اسی طرح فرماتے تہے رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان وقال اسنادہ
ضعیف معلوم ہوا کہ جب ناپاک مال اگرچہ قلیل ہو کسی مال پاک مین اگرچہ کثیر ہو ملجاتا ہے تو اوس
سارے مال کو ناپاک کر دیتا ہے جس طرح کوئی شخص سو روپیہ پر ایک دو روپیہ سود کا لیوے تو
یہ سود اوس سارے روپیہ کو ناپاک بنا دیتا ہے حلال مال ناحق ذرا سے اختلال سے حرام ٹہیرجاتا ہے
یا مشتبہ ہو جاتا ہے ایک جماعت اہل علم کا یہی قول ہے دوسری جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب
حرام کثیر اور حلال قلیل ہوتا ہے تو اوسکا یہی حکم ہے اور اگر حلال کثیر اور حرام قلیل ہے تو پھر سارا
مال حرام نہین ہوتا اسکی تنقیح باب ششم رسالہ ہذا مین آئیگی **ف** اسلئے طلب حلال مین تاکید
شدید آئی ہے حدیث عبد اللہ مین فرمایا ہے طلب کرنا حلال کمائی کا فریضہ ہے بعد فریضہ کے رواہ
البیھقی فی شعب الایمان یہ طلب اوس شخص پر فرض ہوتی ہے جو اپنی جان کے لئے محتاج مال کا
ہے یا جسکے سر پر مؤنت اہل وعیال کی پڑی ہے ہر شخص مخاطب ساتھ اس فرضیت کے نہین ہے
کیونکہ اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جنکا نفقہ دوسرون کے ذمہ پر ہوتا ہے مراد فریضہ ہونیسے بعد
فریضہ کے یہ ہے کہ پہلا فریضہ نماز روزہ حج وغیرہا تہا اوسکے بعد کمانا رزق حلال کا اسلئے فرض ٹہیرا
کہ کسب حلال اصل ورع واساس تقوی ہے انس کا لفظ مرفوع یہ ہے طلب کرنا حلال کا واجب
ہے ہر مسلمان پر رواہ الطبرانی فی الاوسط ابو سعید خدری کا لفظ مرفوعاً یون ہے جسنے کہایا
پاک یعنی رزق حلال اور عمل کیا سنت پر اور امن مین رہے لوگ اوسکے بوائق یعنی شرور وغوائل
سے وہ داخل ہوگا جنت مین رواہ الترمذی ابن عمرو مرفوعاً کہتے ہین حضرت نے کہا چار چیزین

ہین جب تجھہ مین ہونگی تو نہین کچھہ ڈر تجھپر جو فوت ہوا دنیا سے حفظ امانت صدق حدیث حسن خلق
عفت طعمہ رواہ احمد ابو سعید نے مرفوعًا کہا ہے جس شخص نے کمایا مال حلال پھر کھلایا اپنی جان
کو اور پہنایا تو اب جو کچھہ اوسکے سوا ہے وہ اوسکے لئے زکوۃ ہے رواہ ابن حبان فی صحیحہ انس
نے کہا حضرت نے ایک دانہ کھجور کا راہ مین پڑا پایا فرمایا اگر یہ ڈر نہوتا کہ کہین صدقہ کا ہو تو مین اوسکو
کھاتا رواہ البخاری و مسلم مراد حلال سے یہ ہے کہ حرام متیقن نہو تا کہ شامل مشتبہ ہے حدیث
مین جو حکم تنزہ کا مشتبہ سے آیا ہے بطور احتیاط کے ہے نہ بطریق فرض کے کذا فی المرقاۃ لکن جو شخص
مشتبہات سے نہین بچتا ہے وہ متقی نہین ہوتا ہے اوسکے لئے ڈر وقوع کا حرام مین ہر دم لگا
ہوا ہے حدیث نعمان بن بشیر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا حلال کھلا ہوا
ہے حرام کھلا ہوا ہے ان دونون کے بیچ مین مشتبہات ہین جنکو اکثر لوگ نہین جانتے سو جو
کوئی بچا شبہات سے اوسنے پاک صاف کیا اپنے دین و آبرو کو اور جو کوئی گر پڑا شبہات مین وہ گر پڑا
حرام مین جیسے چرنے والا گرد چراگاہ کے قریب ہے کہ چرنے لگے وہ چراگاہ مین سن رکھو ہر بادشاہ کا
ایک چراگاہ ہوتا ہے اللہ کا چراگاہ اوسکے محارم ہین جسد مین ایک پارہ گوشت ہے جب وہ درست
ہوا تو سارا جسد درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ گیا تو سارا جسد بگڑ جاتا ہے وہ پارہ گوشت دل ہے
متفق علیہ و بیع نے کہا ہے اخرجہ الخمسۃ اس حدیث کی شرح بہت دراز ہے ہمنے کتاب
دلیل الطالب مین لکھی ہے یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے دار مدار بہت سے احکام حلال و حرام کا
اسی حدیث پر ہے سلمان فارسی و ابن عباس کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے
حلال وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب مین حلال کیا ہے حرام وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب
مین حرام فرمایا ہے اور جس شئے سے اللہ نے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے تم خواہی نخواہی اوسکا
سوال نکرو اخرجہ رزین حدیث طویل ابن مسعود مین مرفوعًا آیا ہے تم شرماو خدا سے حق
شرمانے کا پھر فرمایا یہ شرمانا یون ہوتا ہے کہ تحفظ البطن و ما حوی یعنے پیٹ کو رزق حرام
سے محفوظ رکھے رواہ الترمذی معاذ کا لفظ مرفوعًا یون ہے جنبش نکرینگے قدم بندے کے

دن قیامت کو یہانتک کہ سوال کیا جائیگا وہ چار چیزون سے منجملہ اونکے ایک یہ فرمایا وعن مالہ
من این اکتسبہ وفیم انفقہ رواہ البیھقی وغیرہ یعنے تو نے مال کہانسے کمایا اور کس
جگہہ اوٹھایا کعب بن عجرہ کہتے ہین حضرتؐ نے مجسے فرمایا اے کعب داخل نہین ہوتا ہے جنت
مین وہ گوشت وخون جو اگا ہے سحت پر یعنی مال حرام سے نار اولی تر ہے ساتہہ اوسکے اے کعب
لوگ دو طرح صبح کرتے ہین ایک اپنی جان کو چہڑا لیتا ہے دوسرا اوسکو ہلاک کر دیتا ہے رواہ
الترمذی یعنی اگر صبح کو اوٹھکر رزق حلال طلب کیا تو ناجی رہا اور اگر مال حرام کمایا تو ہلاک
ہوا حسن بن علی علیہما السلام کہتے ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات یاد کر لی ہے
کہ چھوڑ دے تو اوس شئے کو جو شک مین ڈالے تجھکو اور لے تو وہ شئے جو شک مین نڈالے تجھکو
رواہ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جس مال کی حلت وحرمت مین شک پڑے
اوسکو ترک کر دے معلوم ہوا کہ مال مشتبہ الحال سے بچنا ضرور ہے ابن عمر مرفوعاً کہتے ہین افضل دین
ورع ہے یعنی پرہیز کرنا لقمہ مین رواہ الطبرانی فی معاجمہ الثلثۃ حذیفہ کا لفظ مرفوع یہ ہے
بہتر دین تمہارا ورع ہے یعنی پرہیزگاری کرنا رواہ الطبرانی فی الاوسط ✤

باب اول

اس بیان مین کہ بہتر رزق وہ ہے جسکو اپنے ہاتہہ نے کمایا ہے اور طلب رزق مین اجمال چاہئے
نہ حرص مال پر مقدام بن معدیکرب مرفوعاً کہتے ہین نہین کمایا کسی شخص نے کوئی طعام بہتر
اس سے کہ اپنے ہاتہہ کے عمل سے کہاوے نبی اللہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتہہ کے کام سے
کہاتے تہے رواہ البخاری حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تہے اسکا ذکر قرآن شریف
مین بہی آیا ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام اہل حرفہ تہے حرفہ مین
اگر عیب ہوتا تو اللہ اپنے نبیون کو اوس سے بچاتا نوح علیہ السلام نجار تہے ابراہیم علیہ السلام
بزاز تہے اسمعیل علیہ السلام صیاد تہے ہمارے حضرتؐ نے شبانی گوسفند کی کی تہی صحابہ اکثر

تجارو مزارع تھے ابن عمر کہتے ہین حضرت سے پوچھا کون سا کسب افضل ہے فرمایا کام کرنا آدمی کا اپنے ہاتھ سے اور ہر بیع مبرور رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر یعنے ہاتھ سے مزدوری کرکے کھانا افضل کسب ہے کعب بن عجرہ کہتے ہین ایک آدمی کا گزر حضرت پر ہوا اصحاب نے اوسکی مضبوطی ونشاط دیکھکر کہا اے رسول خدا اگر یہ حال اسکا راہ خدا مین ہوتا تو کیا اچھا ہوتا فرمایا اگر یہ اسلئے باہر نکلا ہے کہ اپنی جان پر سعی کرکے اوسکو عفیف بنالے تو یہ راہ خدا مین ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ اپنی اولاد صغار پر سعی کرے تو بھی یہ راہ خدا مین ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ بوڑہے ماں باپ کے لئے سعی کرے کمائے تو بھی یہ راہ خدا مین ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ ریا وتفاخر مین سعی کرے تو پھر راہ شیطان مین ہے رواہ الطبرانی معلوم ہوا کہ کسب کرنا مال کا اپنے اور والدین اور اولاد کے لئے موجب اجر جزیل کا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ کمانا مال کا واسطے ریا وفخر کے گناہ ہے بعض لوگ جنکے پاس مال بقدر کفاف بلکہ حاجت سے زیادہ موجود ہوتا ہے نوکری چاکری کرتے پھرتے ہین دو مطلب سے ایک واسطے جمع مال کے بلا امتیاز حرام وحلال کے دوسرے واسطے طلب حکومت وعلو کے سو یہ دونون صورتین راہ شیطان کی ہین اللہ پاک نے قرآن مقدس مین فرمایا ہے تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین **ف** عبداللہ بن سرجس مرفوعًا کہتے ہین کہ سمت وتؤدت واقتصاد ایک جزو ہے چوبیس اجزاء نبوت سے رواہ الترمذی مراد اقتصاد سے میانہ روی ہے ہر کام مین کسب مال ہو یا اکل حلال جابر نے مرفوعًا کہا ہے تم دیر نہ سمجھو رزق مین کیونکہ نہین مرتا ہے کوئی بندہ یہانتک کہ اپنے آخر رزق کو پہنچے جو اوسکے لئے مقدر ہے تم اجمال کرو طلب مین حلال لو حرام کو چھوڑو رواہ ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوا کہ رزق مقدر ضرور ہی ملتا ہے خواہ اوسکے لئے کوشش کرے یا نکرے ؎

بے مگس ہرگز نماند عنکبوت	رزق را روزی رسان پر میدہد

یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع مال وکسب منال مین بالکل ہمہ تن منہمک ومستغرق نہو جائے کہ اُس شغل

عبادت وادائے فرائض ونوافل وادائے حقوق رب وعباد سے غافل ہوکر رات دن تلاش معاش واخذ
مال مین مبتلا رہے حلال حرام کا فرق اوٹھا دے دوسرے لفظ جابر کا مرفوعًا یہ ہے اے لوگو ڈرو تم اللہ سے
اجمال کرو طلب مین کوئی نفس نہین مرتا ہے یہانتک کہ اپنا رزق پورا کرلیتا ہے اگرچہ دیر مین
ہو سو تم تقوی واجمال کرو طلب مین لو جو حلال ہے اور چھوڑدو اوسکو جو حرام ہے رواہ ابن
ماجۃ مراد اجمال سے یہ ہے کہ انہماک تام جمع حطام مین نکرے حرام سے بچکر حلال پر قانع
رہے کیونکہ قلیل کافی بہتر ہوتا ہے کثیر ملہی سے ابوحمید ساعدی مرفوعًا کہتے ہین تم اجمال کرو طلب
دنیا مین اسلئے کہ ہر شخص آسان کیا گیا ہے واسطے اوس رزق کے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے
رواہ ابن ماجۃ یعنی خواہ تم سعی وافر کرو یا نکرو رزق مقسوم ہر طرح پر تمکو بآسانی ہاتھہ آئیگا

	شاہ مارا دہ دہ ست نہد		رازق ما رزق بے منت دہد	

ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اے لوگو غنا کثرت سامان سے نہین ہوتی ہے غنا نفس کی غنا ہے
یعنی تونگری بدل ست نہ بمال اللہ عزوجل اپنے بندہ کو وہ رزق دیتا ہے جو واسطے اوسکے لکھہ
رکہا ہے تم اجمال کرو طلب مین لو حلال چھوڑو حرام رواہ ابو یعلی حذیفہ نے کہا حضرت سے
کھڑے ہوکر لوگون کو پکارا کہا آؤ لوگ آئے حضرت نے بیٹھہ کر فرمایا یہ رسول ہین رب العلمین
کے جبریل علیہ السلام انھون نے میرے دل مین یہ بات پھونکدی ہے کہ نہین مرتا ہے کوئی
نفس یہانتک کہ کامل کرلیتا ہے رزق اپنا اگرچہ اوسکے ملنے مین کچھہ دیر ہو سو ڈرو تم اللہ سے
اور اجمال کرو تم طلب مین آمادہ نکرے تمکو تاخیر رزق کی اس بات پر کہ لو تم اوسکو معصیت خدا
سے کیونکہ جو چیز پاس اللہ کے ہے وہ نہین ملتی ہے مگر اللہ کی طاعت بجالانے سے رواہ
البزار معلوم ہوا کہ معصیت مانع ہوتی ہے حصول رزق سے رہی یہ بات کہ ہم دیکھتے ہین کہ پاس
اکثر اہل معاصی کے افراط رزق کی ہوتی ہے اور مومنین متقین کے پاس رزق کم ہوتا ہے
سو اگر وہ اہل معاصی اصحاب کفر ہین تو اونکو زیادت رزق کی اسلئے ہے کہ آخرت مین اونکا کچھہ
حصہ نہین ہے قال تعالی اذھبتم طیباتکم فی الحیاۃ الدنیا اور اگر وہ اہل فسق وفجور ہین

تو اونکے ساتھہ استدراج منظور ہے قال تعالی الهاکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون الآیہ علاوہ اسکے جو اموال بذریعہ معاصی جمع ہوتے ہین اوسمین ہرگز کسیطرح کی برکت نہین ہوتی ہے وہ مال بہت جلد فنا ہو جاتا ہے بہت دیکہا اور سناگیا ہے کہ جسنے مال رشوت یا سود سے جمع کیا ہے وہ چندروز مین جاتا رہا صاحب مال مفلس و محتاج ہوگیا پہر اگر وہ اتفاقاً مفلس نہین ہوا تو اوسکی اولاد محتاج رہی کچہہ نفع اونکو اوسکے مال سے حاصل نہوا اور اگر اتفاقاً اونکے ہاتھہ آیا تو اونہون نے گناہ و بدی مین برباد کردیا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہین ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو پڑہنے لگے و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب یہانتک اس آیت کی تکرار کی کہ مین اونگہ گیا مجہسے فرمایا ای اباذر اگر لوگ اس آیت کو پکڑین تو اونکو کفایت کرجائے رواہ الحاکم یہ اسلئے کہ اس آیت و حدیث مین وعدہ ہے اس بات کا کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا اور حرام مال و رزق سے بچتا ہے تو اللہ اوسکو اپنے خزانہ غیب سے جہان اوسکا وہم و خیال بہی گذر نہین کرتا ہے رزق دیتا ہے اسکا تجربہ حق مین ایک سواد اعظم اہل اللہ کے ہوچکا ہے وللہ الحمد ابن عمر کہتے ہین حضرت نے ایک درخت کہجور کا پڑا ہوا پایا اوسکو اوٹہا کر ایک سائل کو دیا اور فرمایا کہ اگر تو اسکے پاس نہ آتا تو یہ تیرے پاس جاتا رواہ ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوا کہ جس طرح ہر انسان طالب رزق کا ہوتا ہے اسی طرح ہر رزق طالب اپنے مرزوق کا ہوتا ہے رزق مقدر و مقسوم کسی بشر سے ہرگز فوت نہین ہوتا

آنچہ نصیب است بہم میرسد	٥	گر نہ ستانی بستم می رسد	

ابن مسعود مرفوعاً کہتے ہین بندہ کے لئے اوسکا رزق مقرر ہے اگر ثقلین یعنے جن و انس جمع ہون کہ کچہہ اوسمین سے روکدین تو ہرگز وہ اسکی طاقت نہین رکہتے ہین رواہ الطبرانی منذری نے کہا ہے بیشبہہ ان یکون موقوفا دونون بیٹے خالد کے پاس حضرت کے آئے آپ کچہہ گہر بناتے تہے جب فارغ ہوئے فرمایا تم حرص نکرو رزق مین جب تک کہ ہلتے ہین سر تمہارے انسان کو اوسکی مان لال جنتی ہے اوسپر چہلکا نہین ہوتا پہر اللہ اوسکو رزق دیتا ہے

رواہ ابن حبان ابوالدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے نہین نکلتا ہے سورج کبھی لیکن بہیجتا ہی اللہ طرف اوسکے دونون پہلو کے دو فرشتے وہ پکارتے ہین اور ساری زمین والے اوسکو سنتے ہین مگر ثقلین کہ اے لوگو آؤ طرف اپنے رب کے جو چیز تہوڑی ہے اور کفایت کرتی ہے وہ بہتر ہے اوس بہت چیز سے جو غفلت مین ڈالتی ہے اسی طرح جب سورج ڈوبتا ہے تو دو فرشتے اوسکے پہلو مین یہ ندا کرتے ہین جسکو ساری زمین والے بجز ثقلین کے سنتے ہین اے اللہ دے تو خرچ کرنیوالے کو عوض و خلف اور دے ممسک و بخیل کو تلف رواہ احمد عمران بن حصین کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص منقطع ہوا طرف اللہ کے کفایت کرتا ہے اللہ اوسکی مؤنت کو اور دیتا ہی اوسکو وہان سے جہان کا گمان بہی نہین ہے اور جو کہ منقطع ہوا طرف دنیا کے سونپ دیتا ہے اللہ اوسکو طرف دنیا کے رواہ ابوالشیخ فی کتاب الثواب والبیہقی کعب بن مالک نے مرفوعاً کہا ہے نہین بگاڑ کرتے ہین دو گرگ گرسنہ جو کہ بکریون مین چھوڑ دئے گئے ہین زیادہ تر فساد آدمی کی حرص سے مال و شرف پر رواہ احمد والترمذی وابن حبان فی صحیحہ یعنے حرص مال و شرف کی دین کو بالکل تباہ کردیتی ہے ابوہریرہ مرفوعاً کہتے ہین دل بوڑہے آدمی کا دو چیز کی محبت مین جوان رہتا ہے حب عیش یا طول حیات اور حب مال رواہ الشیخان ترمذی کا لفظ یہ ہے طول حیات و کثرت مال ع مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد دوسری روایت مین پناہ مانگنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفس غیر مشبع سے آیا ہے رواہ النسائی انس کا لفظ مرفوع یہ ہے اگر پاس بنی آدم کے دو جنگل مال کے ہون تو وہ ایک تیسرا جنگل اور چاہے گا س

ہمچنان در بند اقلیم دگر		ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ

پیٹ نہین بہرتی جوف ابن آدم کو مگر مٹی اور قبول کرتا ہے اللہ توبہ تائب کی رواہ البخاری س

یا قناعت پر کند یا خاک گور		گفت چشم تنگ دنیادار را

منذری نے کہا ذم حرص و حب مال مین احادیث کثیرہ آئی ہین +

باب۲ بیان مین بیوع حرام کے

معتبر خرید فروخت مین تراضی مجرد ہوتی ہے کیونکہ حقیقت تراضی کی سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا ایجاب و قبول یا تعاطی ایک امارت ہے تراضی کی الفاظ مخصوصہ جنکا اعتبار بعض اہل علم نے کیا ہے بے دلیل ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے تجارۃ عن تراض اس سے معلوم ہوا کہ مناط بیع کا یہی مجرد تراضی ہے لکن اس تراضی پر کوئی دلیل چاہیے سو وہ لفظ ہے یا اشارہ یا کنایہ کسی لفظ سے کسی صفت پر کسی اشارہ مفیدہ سے حاصل ہو کیونکہ حدیث مین آیا ہے حلال نہین ہے مال کسی مسلمان کا مگر اوسکے جی کی خوشی سے سو جب ہمراہ تراضی کے طیبت نفس پائی جائیگی تو پہر کسی اور چیز کا اعتبار نہوگا **ف** شراب[۱] و مردار[۲] و خوک[۳] و اصنام[۴] کا فروخت کرنا یا خریدنا حرام ہے اسلیے کہ حدیث جابر مین نزدیک شیخین کے مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ نے حرام کیا ہے بیع خمر و میتہ و خنزیر و اصنام کو انتہی معلوم ہوا کہ جو مال ان چار چیزون کے ذریعہ سے کمایا جاتا ہے وہ سندق حرام ہے زواجر مین کہا ہے کہ فروخت کرنا عنب و زبیب و نحوہما کا ہاتھہ اوس شخص کے جو اسکو شراب بنائیگا اور فروخت کرنا امرد کا اوس شخص کے ہاتھہ جو اوس سے فجور کریگا اور کنیز کا اوسکے ہاتھہ جو اوس سے کسب کراوئیگا اور لکڑی کا اوسکے ہاتھہ جو اوس سے آلات لہو طیار کریگا اور ہتھیار کا اوسکے ہاتھہ جو اوس سے مسلمانون پر قتال کریگا اور بیچنا شراب کا اوسکے ہاتھہ جو اوسکو پیئیگا اور بیع کرنا بہنگ وغیرہ مسکرات کا اوسکے ہاتھہ جو اوسکو استعمال مین لائیگا گناہ کبیرہ ہے اسلیے کہ انمین ضرر عظیم ہے اور وسائل کو ایسے محلات مین حکم مقاصد کا ہوتا ہے سو یہ سارے مقاصد کبائر ہین لہذا انکے وسائل بہی کبائر ہین شیخ الاسلام علائی نے کہا ہے کہ اصحاب نے نص کی ہے اس بات پر کہ بیع خمر کی کبیرہ ہے متعاطی اوسکا فاسق ہوجاتا ہے یہی حکم شرائے خمر و اکل ثمن خمر و حمل و سعی کا بہی ہے انتہی **مسئلہ** بیع سگ و گربہ کی حرام ہے بدلیل حدیث ابی مسعود مرفوعاً نہی فرمائی ہے حضرت نے ثمن سگ سے رواہ الشیخان اسلیے بات

صحیحین مین حدیث ابی جحیفہ کی بہی آئی ہے حدیث جابر مین نزدیک مسلم کے نہی ثمن کلب وسنور یعنی گربہ دونون سے فرمائی ہے ہان نسائی کی روایت مین کلب صید یعنی سگ شکاری کو مستثنا کیا ہے شافعی بیع کلب کو حرام کہتے ہین ابوحنیفہ رح نے جائز بتایا ہے اور متلف کو ضامن ٹھیرایا ہے مگر خلاف ظاہر حدیث ہے یا مراد اوس سے سگ شکاری ہو مگر یہ مراد خلاف ظاہر روایت

فقہ ہے **مسئلہ** خون کا بیچنا حرام ہے بدلیل حدیث ابی جحیفہ کے نزدیک شیخین کہ حرام کیا ہے حضرت نے ثمن دم یعنی قیمت خون کو **مسئلہ** جفتی کرنی نر پر کرایہ لینا حرام ہے بخاری مین ابن عمر سے آیا ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے عسب فحل سے اسی طرح صحیح مسلم مین بہی ہے مراد عسب فحل سے کرایہ دینا ہے نر کا واسطے جست کے مادہ پر گویا اوسکے پانیکے دام لینا ہے اس باب مین کئی حدیثین آئی ہین ہان بغیر کسی شرط کے بطور کرامت دینا رخصت ہے زواجر مین منع فحل کو کبیرہ کہا ہے بدلیل حدیث بریدہ کہ حضرت نے فرمایا اکبر کبائر منع آب زائد و منع فحل ہے رواہ البزار جلال بلقینی نے بہی اسکو کبیرہ گنا ہے لکن بعد اوسکے یہ کہا ہے کہ اسناد اس حدیث کی ضعیف ہے اور ضرر اس کبیرہ کا برابر اور کبائر کے نہین ہے انتہی الکن منع اعارت فحل واسطے ضراب کے مؤید تکبیر منع فحل ہے غایت الامر یہ ہے کہ مکروہ یعنی حرام ہو **مسئلہ** مردار کی چربی بیچنا حرام ہے حدیث جابر مین نزدیک صحیحین وغیرہما کے آیا ہے کہ حضرت نے بیع شحوم میتہ کو حرام فرماکر کہا ہے قتل کرے اللہ یہود کو جب حرام کردیا اللہ نے اونپر چربی کو تو اونہون نے اوسکو صاف کرکے اور بیچکر اوسکی قیمت کہائی معلوم ہوا کہ یہ مال جو اس طرح آتا ہے وہ حرام ہے ابن عباس کا لفظ یہ ہے لعنت کرے اللہ یہود کو حرام کی گئین اونپر چربیان سو بیچا اوسکو اور کہایا اونکی قیمتون کو اور بیشک اللہ جب حرام کرتا ہے کسی قوم پر کسی شئے کو تو حرام کرتا ہے اونپر قیمت اوس شئے کی حافظ ابن القیم نے کہا ہے حرام ہونیکے دو مطلب ہین ایک یہ کہ یہ کام حرام ہے دوسرے یہ کہ بیع حرام ہے اگرچہ خریدار نے اوسکو واسطے اسی کام کے خرید ا ہو بنیاد ان دونون قول کی اس بات پر ہے کہ سوال اونکا بیع سے واسطے اس انتفاع کے تہا یا انتفاع سے تہا قول اول کو شیخ الاسلام

ابن تیمیہ رح نے اختیار کیا ہے اور یہی اظہر ہے اسلئے کہ حضرت نے اولاً اونکو خبر تحریم انتفاع کی نہین دی اور نہ انتفاع مذکور سے منع کیا سو درمیان جواز بیع اور علت منفعت کے کچھ تلازم نہین ہے انتہی لکن ظاہر حدیث اَولی بالعمل ہے حرام چیز سے انتفاع لینا بھی نچاہیئے واللہ اعلم

مسئلہ فروخت کرنا آب زائد کا حرام ہے حدیث ایاس بن عبد مین بیع فضل ما سے نہی فرمائی ہے رواہ احمد واھل السنن وصححہ الترمذی اصل نہی مین تحریم ہے ابن القشیری نے حدیث مذکور کو شرط شیخین پر بتایا ہے حدیث جابر مین بھی اسیکی لگ بھگ مضمون آیا ہے رواہ مسلم واحمد وابن ماجۃ صحیحین مین بروایت ابوہریرہ مرفوعاً یہ قید بھی آئی ہے کہ منع نکرے آب زائد کو کہ منع کرے بسبب اوسکے گھاس کو مسلم کا لفظ یہ ہے کہ لا یباع فضل الماء لیمنع بہ الکلاء معلوم ہوا کہ آب دریا آب چشمہ آب ابگیر آب نہر آب چاہ وغیرہ کا فروخت کرکے اوسکی قیمت کہانا حرام ہے **مسئلہ** بیع کرنا ایسی شئے کا جسمین دہو کا فریب دغابازی ہو حرام ہے جیسے بیچنا پرندہ کا ہوا مین مچھلی کا پانی مین حدیث ابوہریرہ مین نزدیک مسلم وغیرہ کے آیا ہے کہ نہی کی ہے حضرت نے بیع غرر سے احمد کا لفظ ابن مسعود سے مرفوعاً یون ہے کہ مت خرید کرو تم مچھلی کو پانی مین کہ یہ غرر ہے اسکی اسناد مین یزید بن ابی زیاد ہے بیہقی نے اسکے وقف کو راجح کہا ہے لکن داخل ہے بیع غرر مین مسوّی شرح موطا مین امام مالک رح سے نقل کیا ہے کہ ایک صورت غرر ومخاطرہ کی یہ بھی ہے کہ کسی شخص کا جانور گم گیا ہو یا غلام بہاگ گیا ہو جسکی قیمت پچاس دینار ہون کوئی آدمی کہے کہ مین اوسکو بیس دینار پر خرید کرتا ہون اگر خریدار نے اوسکو پالیا تو بائع کے تیس دینار گئے اور اگر نپایا تو بیس دینار خریدار کے گئے **ف** لفظ غرر شامل ہے اون جملہ صور کو جنمین عرفاً کوئی دہوکا فریب ظاہر یا مخفی ہو ایسی چیز کا بیع وشرا کرنا ممنوع ہے اور قیمت اوسکی حرام ہے **مسئلہ** بیع حبل الحبلہ حرام ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ نہی فرمائی ہے حضرت نے بیع حبل الحبلہ سے اخرجہ مسلم وغیرہ صحیحین مین آیا ہے کہ اہل جاہلیت گوشت اونٹون کا حبل الحبلہ تک فروخت کرتے تھے

حبل الحبلہ اوسے کہتے ہین کہ اونٹنی بچہ جنے پہر وہ بچہ باردار ہویا جو بچہ فی الحال اونٹنی کے شکم
مین موجود ہے اوسکو بیچدے یا اوس بچے کا بچہ فروخت کردے حالانکہ حدیث ابو سعید مین
خریداری سے بچہ ہای شتر کے جو اندر پیٹ کے ہین نہی آئی ہے رواہ احمد و ابن ماجہ
والبزار والدار قطنی سعید بن مسیب کہتے ہین حیوان مین ربا نہین ہوتی ہے لکن تین
نوع سے منع فرمایا ہے ایک مضامین یعنے وہ بچے اونٹ کے جو ہنوز شکم مادر مین ہین دوسرے
ملاقیح یعنے وہ بچے اونٹ کے جو پشت پدر مین ہین تیسرے بہی حبل الحبلہ منہاج مین انکی
نہی ایک حدیث سے بہی روایت کی ہے **مسئلہ** بیع منابذہ حرام ہے منابذہ اسکو
کہتے ہین کہ ہر ایک بائع و مشتری مین سے اپنا اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پہینکدے کچہ تامل
نکرے اور رکہدے کہ یہ اسکے عوض ہوگیا سو اس طرح کی بیع ممنوع اور قیمت اوسکی حرام
ہے **مسئلہ** بیع ملامسہ حرام ہے ملامسہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو ہاتہہ سے چہولے اور
اوسکو کہولے نہین کہ اندر کا حال معلوم ہو یا رات کو خرید کرے اور اندر کا حال نجانے حدیث
ابو سعید مین آیا ہے کہ نہی فرمائی ہے حضرتؐ نے ملامسہ و منابذہ سے بیع مین رواہ الشیخان
واخرج مالک نحوہ فی الموطا من حدیث ابی ہریرۃ اس باب مین الس سے نہی نزدیک
بخاری کے آیا ہے اہل علم بہی اسی پر ہین **ف** فروخت کرنا دودہ کا تہن مین اور غلام
گریختہ کا اور فروخت کرنا مال غنیمت کا قبل تقسیم کے اور بیچنا پہل کا قبل صلاحیت کے اور بیع
کرنا صوف کا پشت حیوان پر اور گہی کا دودہ مین ناجائز ہے اسلئے کہ حدیث متقدم ابو سعید
خدری مین مرفوعاً نہی آئی ہے خرید کرنیسے اوس شئے کے جو بطون انعام مین ہو اسمین وہ چیز
بہی داخل ہے جو اندر تہن کے ہو اسی طرح خریدنا غلام گریختہ کا داخل بیع غرر ہے حدیث
ابن عباس مین بیع غنائم سے یہانتک کہ قسمت پذیر ہون نہی آئی ہے رواہ النسائی و رواہ
احمد و ابو داؤد عن ابی ہریرۃ اسی طرح نہی آئی ہے بیع ثمر سے یہانتک کہ لائق کہانے کے
ہون اور نہی آئی ہے بیع صوف سے پشت پہ اور دودہ سے تہن مین اور سمن سے لبن مین

حدیث ابن عباس مین رواہ البیھقی والدارقطنی سند بیہقی مین عمر بن فروخ کو یحیی بن معین نے ثقہ کہا ہے جو احادیث نہی مین بیع غرر سے آئی ہین وہ سب ان احادیث کی معاضد ہین اسلئے کہ ان سب صورتون پر غرر صادق آتا ہے ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ نہی فرمائی حضرت نے بیع ثمار سے یہانتک کہ نمایان ہو صلاح اونکی فروشندہ و خریدار دونون کو اس کام سے منع کیا ہی اخرجہ الشیخان مسلم نے اسکو ابوہریرہ سے اور صحیحین مین انس سے بھی اسیکی لگ بھگ روایت کیا ہے مطلب یہ کہ میوہ باغات کا درخت پر اوسوقت خرید فروخت کیا جاوے جبکہ پختہ یا گدر ہو جاوے جب تک کہ صلاحیت اوسکی ظاہر نہین ہوئی ہے تب تک بیع و شرا اوسکی حرام ہے امام مالک کہتے ہین بیع کرنا خرپزہ اور ککڑی اور تربز اور گاجر وغیرہا کا وقت بدو صلاح کے نزدیک ہمارے حلال و جائز ہے مشتری تا انقطاع ثمر اوسکا مالک ہے اسکے لئے کوئی وقت موقت مقرر نہین ہے کیونکہ وقت اوسکا معروف ہے کبھی یہ ہوتا ہے کہ کوئی آفت پہلون پر آجاتی ہے تو وقت سے پہلے اوس پہل کو کاٹ لیتے ہین سو جب وہ آفت بقدر تہائی یا زیادہ مقدار کے ہوگی تو اوتنا ہی خریدار کو چھوڑ دیا جاویگا **ف** بیع محاقلہ مزابنہ معاومہ مخاضرہ ممنوع ہے محاقلہ یہ ہے کہ کھیتی کو عوض طعام معلوم الکیل کی بیچدے مالک کا لفظ یہ ہے محاقلہ کہتے ہین زمین کو گیہون پر کرایہ دینے کو مسوی کا لفظ یہ ہے محاقلہ فروخت کرنا کشت کا ہے بعد خوب سخت ہو جانے دانہ کے مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کا عوض چند وسق تمر کے بیچدے مالک کا لفظ یہ ہے کہ مزابنہ کہتے ہین خرید کرنے پہل کو درخت پر عوض تمر کے یعنی تر میوہ کا عوض خشک میوے کے بیچنا مسوی کا لفظ یہ ہے مزابنہ فروخت کرنا ثمر کا ہے شجر پر اوسکی جنس کے ساتھ زمین پر مالک نے کہا حضرت نے نہی فرمائی ہے مزابنہ سے تفسیر مزابنہ کی یہ ہے کہ ایک شئے کو تخمینہ سے جسکا پیمانہ و وزن و عدد معلوم نہین ہے عوض ایک ایسی شئے کے فروخت کرین جسکا کیل و وزن و عدد معلوم ہے معاومہ یہ ہے کہ پہل درخت کا ایک ہی عقد مین سال بہر سے زیادہ کے لئے فروخت کردیا جاوے کیونکہ اسمین غرر و جہالت ہوتی ہے مخاضرہ یہ ہے کہ سبز پہل کو قبل بدو صلاح کے بیچدیا جائے یہ نہی حدیث انس مین

نزدیک بخاری کے آئی ہے اس باب مین اور بہی احادیث آئی ہین **ف** حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین بیع عربون سے نہی فرمائی ہے اخرجہ احمد والنسائی وابوداؤد عربون کہتے ہین بیعانہ دینے کو قبل بیع کے مثلاً خریدار نے ایک درہم فروشندہ کو اس شرط پر دیا کہ اگر مین اوس چیز کو مول نہ لون تو یہ درہم تیرا ہوا بغیر کسی شئے کے حدیث زید بن اسلم جسمین حلت عربون کی آئی ہے اخرجہ عبدالرزاق وہ اولاً تو مرسل ہے ثانیاً اوسمین ابراہیم راوی ضعیف ہے اسلئے معارض اس حدیث باب کی نہین ہو سکتی ہے موطا و منہاج مین بہی ذکر عدم صحت اس بیع کا آیا ہے **ف** فروخت کرنا عصارۂ انگور کا ایسے شخص کے ہاتہہ جو اوس سے شراب بنائیگا حرام ہے بدلیل حدیث انس مرفوعاً ملعون ہے بائع وشارب ومشتری وعاصر خمر رواہ الترمذی وابن ماجۃ ورجالہ ثقات واخرج نحوہ احمد وابن ماجۃ وابوداؤد وصححہ ابن السکن دوسری حدیث مین دربارۂ خمر دس نفر پر لعنت آئی ہے اونمین بائع و مشتری وساقی وحامل ومحمول الیہ وغیرہ بہی داخل ہین بریدہ کا لفظ مرفوع یہ ہے جسنے روکا انگور کو ایام قطاف مین تا کہ فروخت کرے اوسکو ہاتہہ کسی یہودی یا نصرانی کے یا ایسے شخص کے جو اوسکو شراب بنائیگا تو بیشک وہ گہسا آگ مین بصیرت پر رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ حسن یعنی دیدہ و دانستہ جہنم مین گیا حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ ثمن خمر علی الاطلاق حق مین ہر شخص کے فروشندہ ہو یا خریدار حرام ہے گو مسلمان کے ہاتہہ فروخت نکرے بلکہ کسی کافر ہی کے ہاتہہ کیون نہ بیچے تجارت خمر کا نام آجکل آبکاری ہے امرا و رؤسا اس تجارت وحرفہ پر محصول لیتے ہین یہ سارا مال حرام خالص ہے مالک کہتے ہین کچہہ لوگون نے منجملہ اہل عراق کے ابن عمر سے یہ کہا تہا کہ ہم کچہہ پہل کہجور و انگور کے خرید کر کے شیرہ اونکا بطور خمر کے نکال کر بیچتے ہین کہا مین گواہ کرتا ہون تمپر اللہ اور اوسکے فرشتون کو اور جو کوئی جن و انس سے اس بات کو سنتا ہو اوسکو اس بات پر کہ مین حکم نہین دیتا ہون تمکو کہ تم اونکو خرید و یا بیچو یا نچوڑو یا پلاؤ کہ وہ ایک رجس ہے عمل شیطان سے مسوی مین کہا ہے

وعلیہ اہل العلم **ف** بیع کالی بکالی حرام ہے مراد یہ ہے کہ قرض کو قرض سے فروخت نکرے
حدیث ابن عمر مین آیا ہے کہ منہی فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیع سے
رواہ الدارقطنی والحاکم وصححہ رافع بن خدیج کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ نہی عن بیع الکالی
بالکالی دین بدین اخرجہ الطبرانی اسکی سند مین موسی زبدی ضعیف ہے امام احمد نے کہا اس
باب مین کوئی حدیث صحت کو نہین پہنچی لیکن لوگون کا عدم جواز بیع دین بدین پر اجماع ہے جو
احادیث اشتراط تقابض مین آئی ہین جیسے حدیث اذا کان یدا بید وحدیث مالم یتفرقا
وبینکما شئی وہ تقویت اس حکم کی کرتی ہین **ف** جس چیز کو خرید کیا ہے اوسکا فروخت کرنا قبل
قبض کے حرام ہے بدلیل حدیث جابر مرفوعا جب خرید کیا تو نے طعام یعنی غلہ تو فروخت نکر تو اوسکو
جب تک کہ پورا نہ لیلے یعنی تول کر تیرے قبض مین نہ آجاوے اخرجہ مسلم دوسرا لفظ مسلم کا
یہ ہے کہ منہی فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے سلع یعنے رخت وسامان
سے یہانتک کہ استیفاء کرلے اوسکا لفظ سلع کا شامل ہے غلہ وغیرہ اشیاء کو جنکا لین دین ہوتا
رہتا ہے حدیث زید بن ثابت مین اتنا اور آیا ہے یہانتک کہ اوٹھا لائین اوسکو تجار اپنے
گھرون مین جمہور بھی اسی طرف گئے ہین حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ بعض کہتے ہین کہ یہ
حکم مخصوص ہے ساتھ طعام کے اسلئے کہ اکثر الاموال تعاور واحتیاج مین یہی غلہ ہے اگر
استیفاء اوسکا نکریگا تو بائع اوسمین تصرف کرسکتا ہے اس صورت مین قضیہ دائر ہوگا
اور بعض نے کہا ہے کہ یہ حکم ہر منقول مین جاری ہے اسلئے کہ مظنہ تغیر وتعیب کا ہے
اس صورت مین خصوصیت ورنہ خصوصیت ہوگی ابن عباس کا قول یہ ہے کہ لا احسب کل
شئی الا مثلہ سو یہی قول موافق تر ہے ساتھ قیاس کے بوجہ علت مذکورہ انتہی مسوی
مین امام مالک سے نقل کیا ہے کہ امر مجتمع نزدیک ہمارے جسمین کچھ اختلاف نہین یہی ہے کہ
جسنے کوئی طعام خرید کیا جیسے گیہون جو جوار باجرہ سُلت یا کوئی اور شئے حبوب قطنیہ سے یا جو
مانند اوسکے ہے وجوب زکوۃ مین یا کوئی شئے ادم مین سے جیسے تیل گھی شہد سرکہ پنیر دودہ شیرقہ

وغیرہ تو خریدار اوسکو فروخت نکرے جب تک کہ اوسکا قبض واستیفا نکرلے شرح سنہ مین کہا ہے اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ خریدار طعام کو بیع کرنا اوس طعام کا قبل قبضہ کے جائز نہین ہے ہان ماسوای طعام مین اختلاف ہے شافعی و محمد کے نزدیک طعام و ملبوس و عقار مین کچہہ فرق نہین ہے یعنی جیسا حکم غلہ کا ہے ویسا ہی حکم ہر سامان و زمین کا ہیکہ قبل قبض کے کسی کو بیع نکرے ابو حنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک بیع زمین کی قبل قبض کے جائز ہے نہ بیع منقول کی مالک کے نزدیک ماسوای مطعوم کے بیع قبل قبض کی جائز ہے انتہی امرا اکثر لوگون کو بابت ارزاق و عطیات کے چٹہیات لکہدیتے تہے لوگ اوس کاغذ کو قبل قبض کے فروخت کردیتے تہے خریدار خریدکر کے قابض ہوجاتا اسکا نام بیع صکوک تہا واللہ اعلم **ف** بیچنا طعام کا قبل جاری ہونے دو صاع فروشندہ و خریدار کے ناجائز ہے حدیث عثمان مین مرفوعًا آیا ہے تو جب کچہہ مول لے تو تول کر لے اور جب کچہہ بیچے تو تول کر بیچ رواہ احمد والبخاری جابر کا لفظ یہ ہے منع کیا ہے حضرت نے بیع طعام سے یہانتک کہ جاری ہون اوسمین دو صاع ایک بائع کا دوسرے مشتری کا رواہ ابن ماجۃ والدارقطنی والبیہقی اسکی اسناد مین ابن ابی لیلی ہے اس باب مین ایک حدیث ابو ہریرہ کی باسناد حسن آئی ہے جمہور کا مذہب بہی یہی ہے **ف** استثناء کرنا بیع مین صحیح نہین مگر جبکہ معلوم ہو بدلیل حدیث مرفوع جابر کہ منع کی ہے حضرت نے بیع ثنیا سے اخرجہ مسلم وغیرہ نسائی و ترمذی و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ معلوم ہو جابر نے اپنا اونٹ حضرت کے ہاتہہ بیچا تہا اپنی سواری اوسپر تا مدینہ مستثنی ٹہیرالی تہی **ف** تفریق کرنا درمیان محارم کے بیع مین جائز نہین ہے حدیث ابو ایوب مین مرفوعًا آیا ہے جسنے تفرقہ کیا درمیان والدہ و ولد کے تفرقہ کریگا اللہ درمیان اوسکے اور اوسکے احباب کے دن قیامت کو اخرجہ احمد والترمذی والدارقطنی والحاکم وصححہ علی مرتضی نے دو غلام برادر یکدیگر جدا جدا فروخت کیے تہے جب حضرت سے ذکر آیا فرمایا پہیر لو فروخت نکرو اونکو مگر مجموع اخرجہ احمد وصححہ ابن خزیمۃ و ابن جارود و ابن حبان والحاکم وغیرہم حدیث ابو مو

مین حضرت نے لعنت کی ہے اوس شخص پر جو جدائی ڈالے درمیان والدہ و ولد واخوین کے رواہ ابن
ماجۃ والدارقطنی باسناد لاباس بہ علی مرتضی نے ایک کنیز اور اوسکے بچے کو الگ الگ
بیچا تہا حضرت نے نہی فرمائی اور بیع رد کردی اخرجہ ابوداؤد والدارقطنی والحاکم وصححہ
اسکی سند مین انقطاع ہے بعض نے کہا یہ حکم مجمع علیہ ہے مگر اسمین تامل ہے زواجر مین اس تفریق
بیع کو کبیرہ کہا ہے اور حرمت تفریق مین یہ شرط لکہی ہے کہ یہ فراق درمیان کنیز اور اوسکے
ولد غیر ممیز کے ہو بسبب صغر یا جنون کے اور تفریق بسفر کو بہی حرام بتایا ہے **ف** فروخت
کرنا حاضر یعنی شہری کا واسطے بادی یعنی دہاتی کے ناجائز ہے حدیث ابن عمر مین نہی آئی ہے
اس بات سے کہ کوئی حاضر واسطے بادی کے بائع بنے اخرجہ البخاری جابر کا لفظ نزدیک
مسلم وغیرہ کے یہ ہے چھوڑ دو لوگون کو رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے انس کا لفظ صحیحین
مین یون ہے ہم منع کئے گئے اس امر سے کہ بیع کرے شہری واسطے دہاتی کے اگرچہ اوسکا حقیقی
بہائی کیون نہو اسی پر اہل علم ہین منہاج مین اسکی مثال یہ لکہی ہے کہ کوئی مسافر دہاتی ایسی چیز
لاوے جسکی حاجت عام ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اوس دن کے نرخ پر اوسکو فروخت کردے شہری
اوس سے یہ کہے کہ تو اسکو میرے پاس چھوڑ جا مین بتدریج اوسکو فروخت کردونگا وقایہ مین
کہا ہے کہ بیع حاضر کی واسطے بادی کے بطمع گرانی قیمت زمان قحط مین مکروہ ہے **ف**
تناجش کرنا بیع مین حرام ہے تناجش یہ ہوتا ہے کہ کسی شئے کی قیمت دوسرے شخص کے
دہوکا دینے کو بڑہادی اور خود اوسکا خریدنا اسکے جی مین نہو صحیحین مین حدیث ابوہریرہ سے نہی آئی
ہے نجش کرنیسے اسی طرح حدیث ابن عمر مین نزدیک شیخین کے واخرجہ مالک ایضا اسی
اہل علم بہی ہین وقایہ مین بہی نجش کو مکروہ کہا ہے زواجر مین نجش کو گناہ کبیرہ شمار کیا ہے
اور لکہا ہے کہ النجش ھو ان یزید فی الثمن لا لرغبۃ بل لیخدع غیرہ **ف** بیع پر بیع کرنا
حرام ہے حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے بیع نکرے کوئی تم مین بیع پر اپنے بہائی کی رواہ
احمد والنسائی ونحوہ فی الصحیحین من حدیث ابی ھریرۃ بلفظ لا یبیع الرجل علی بیع اخیہ

یہ بھی آیا ہے کہ جسنے بیع کی دو آدمی سے تو وہ شئے واسطے خریدار اول کے ہے اخرجہ احمد و
ابوداؤد والنسائی والترمذی وحسنہ وصححہ ابوزرعة وابوحاتم والحاکم موطا مین ابن عمر
سے مرفوعًا آیا ہے کہ بیع نکرے بعض تمہارا البعض پر یعنی ایک شخص نے ایک چیز ٹھیرا لی اب دوسرا
شخص نہ کہے کہ اسکو تو میرے ہاتہہ بیچدے یہی مذہب ہے شافعی کا منہاج مین کہا ہے قبل
لزوم کے بیع پر بیع کرنا منہی عنہ ہے یعنی بائع مشتری سے یہ نکہے کہ تو شراء فسخ کردے رہی شراء
بالای شراسو وہ یون ہوتی ہے کہ بائع سے کہے تو بیع فسخ کردے مین تجکو زیادہ دام دونگا زواجر
کا لفظ یہ ہے بیع علی البیع یون ہوتی ہے کہ مشتری سے زمن خیار مین یون کہے کہ تو اسکو پھیر دے
مین اسی قیمت پر تجکو بہتر اس سے فروخت کردونگا یا مثل اسکے اس قیمت سے کم پر دونگا
شراء علی الشراء یہ ہے کہ بائع سے زمن خیار مین یون کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کردے مین
تجھسے اسکو زیادہ قیمت پر خرید کرلونگا شافعیہ کہتے ہین نرخ کرنا نرخ پر بغیر اذن کے اس طرح پر کہ قیمت
بڑہادی بعد تصریح واستقرار قیمت کی یا مشتری پر رخیص تر کو عرض کرے اسکی تحریم اوپر بیع قبل لزوم کے
سخت تر ہے **ف** تلقی رکبان ممنوع ہے یعنے جو بیوپاری باہر سے شہر مین آتے ہین اونکو آگے بڑہکر لینا اور
قبل اسکے کہ اونکو نرخ شہر پر اطلاع ہو اونسے سودا کرلینا حرام ہے کیونکہ اونکو اختیار ہے کہ جب غبن معلوم کرین تو بیع قائم
رکھین یا نرکھین ابوہریرہ کہتے ہین منع کی ہے حضرت نے تلقی جلب سے پس اگر تلقی کرکے کسی انسان نے
خریداری کی ہے تو صاحب سلعہ کو خیار ہے وقت آنے بازار کے رواہ مسلم وغیرہ ابن مسعود
کا لفظ صحیحین مین یون ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے تلقی بیوع سے ونحوہ فیہما من حدیث
ابن عمر وابن عباس مالک کا لفظ ابوہریرہ سے مرفوعًا یہ ہے کہ تلقی نکرو تم رکبان یعنے کاروان کے
واسطے بیع کے اسی پر اہل علم بھی ہین **ف** احتکار کرنا حرام ہے ابن عمر مرفوعًا کہتے ہین جسنے
احتکار کیا طعام کا چالیس رات وہ بری ہوا اللہ سے اور بری ہوا اللہ اوس سے رواہ احمد والحاکم
وابن ابی شیبة والبزار وابو یعلی اسکی سند مین اصبغ بن زید ہے وفیہ مقال مسلم کا لفظ مرفوع
حدیث معمر بن عبداللہ سے یہ ہے احتکار نہین کرتا مگر خاطی واخرج نحوہ احمد والحاکم من حدیث

ابی هریرۃ اسی پر اہل علم ہین نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ جو احتکار محرم ہے وہ خاص
اقوات مین ہوتا ہے جیسے کہ وقت گرانی کے غلہ خرید کرکے رکھہ چھوڑے فی الحال فروخت نکرے
تاکہ جب نرخ اوسکا خوب مہنگا ہو تب اوسکو بیچے سوای اقوات کے اور کسی چیز مین احتکار کرنا منع نہین
ہے ہدایہ مین احتکار اقوات آدمی و بہائم کو مکروہ کہا ہے جبکہ شہر مین بسبب اوس احتکار کے
ضرر ہو زواجر مین احتکار طعام کو منجملہ کبائر ذنوب کے شمار کیا ہے اسلئے کہ احادیث مین احتکار
پر وعیدات شدیدات آئی ہین جیسے لعنت و برات خدا و رسول و ضرب جذام و افلاس وغیرہا اسی لیے
اہل احتیاط تجارت غلات کی نہین کرتے ہین **ف** حاکم کو درست نہین ہے کہ نرخ غلہ جات کا اپنی
طرف سے مقرر کرے حدیث انس مین آیا ہے کہ حضرت سے کہا تہا کہ آپ نرخ مقرر فرماوین کہا
مسعر قابض باسط رزاق اللہ ہے مین امید کرتا ہون کہ ملون مین اللہ سے اور مطالبہ نکرے
کوئی تم مین کا مجھسے بابت کسی مظلمہ خون و مال کے رواہ احمد و اہل السنن واللفظ للترمذی
والبزار و ابو یعلی وصححہ ابن حبان والترمذی ہدایہ مین کہا ہے کہ اگر غلہ فروش قیمت مین
زیادتی بیحد کرین اور قاضی حفاظت حقوق مسلمین سے بدون تسعیر یعنی تقرر نرخ کے عاجز
ہو تو بمشورہ اہل رای و بصر سلطان کا نرخ مقرر کر دینا لاباس بہ ہے **ف** وضع کرنا جوائح
کا واجب ہے جائحہ کہتے ہین آفت کو جو ثمار و اموال کو ہلاک کرتی ہے حدیث جابر مین آیا ہے
کہ حضرت نے جوائح کو وضع کیا ہے اخرجہ احمد والنسائی و ابوداود و مسلم کا لفظ یہ ہے کہ امر فرمایا
وضع جوائح کا دوسرا لفظ مسلم کا یہ ہے اگر تو نے ہاتھ اپنے بہائی کے پہل فروخت کیا ہے اور اوس
پہل کو کچھ آفت پہنچی ہے تو حلال نہین ہے تجکو کہ لے تو اوس سے کچھ کس طرح لیگا تو مال اپنے
بہائی کا یہ حدیث عام ہے زراعت و باغات وغیرہما کو اس باب مین عائشہ و انس سے بہی صحیحین
مین مرفوعًا آیا ہے یہی مذہب ہے شافعی و ابو حنیفہ و لیث و سائر کوفیین کا لکن اسکو مستحب
کہتے ہین اور ظاہر حدیث وجوب ہے **ف** سلف و بیع حلال نہین ہے جسطرح کوئی شخص
کسی شخص سے یون کہے کہ مین تیری یہ چیز اتنی قیمت پر لیتا ہون اس شرط پر کہ تو مجھکو

فلان چیز قرض دے سو یہ عقد بیع ناجائز ہے اسی پر اہل علم ہین شرح السنہ مین مثال اسکی یہ لکہی
ہے کہ مثلاً یون کہے کہ مین اس کپڑے کو دس درہم پر بیچتا ہون اس شرط پر کہ تو مجکو دس درہم
قرض دے مراد سلف سے اسجگہ قرض ہے **ف** صحیح نہین ہین دو شرطین ایک بیع مین
مثلاً یہ کہنا کہ مین اسکو ہزار درہم پر بیچتا ہون اگر تو نقد لیتا ہے اور دو ہزار پر دیتا ہون اگر
تو اودہار لیتا ہے یا یون کہے مینے یہ کپڑا تیرے ہاتہہ بیچا اسکا دہونا یا سینا مجہپر ہے حجہ بالغہ
مین اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ مثلاً حقوق بیع کے سوا کوئی اور شرط خارج اوس سے مقرر کرے جیسے
یہ کہ اوسکو فلان شئے ہبہ کر دیگا یا اوسکی سفارش نزدیک فلان کے لیجائیگا یا اگر ضرورت فروخت
کرنے اوس شئے کی ہوگی تو سوا اسکے دوسرے کے ہاتہہ نہ بیچے گا اور مثل اسکے کہ یہ دو
شرطین ہوتی ہین ایک صفقہ مین حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے حلال نہین سلف و
بیع اور نہ دو شرطین ایک بیع مین اور نہ ربح اوس شئے کا جسکا ضامن نہین ہے اور نہ بیع
اوس چیز کی جو پاس تیرے نہین ہے اخرجہ احمد وابوداود والنسائی والترمذی و
صححہ وکذلک صححہ ابن خزیمۃ والحاکم **ف** دو بیع کرنا ایک بیع مین ممنوع ہے
شرح السنہ مین اسکی دو صورتین لکہی ہین ایک یہ کہ یہ کپڑا نقد دس درہم پر اور اودہار بیس
درہم پر ہے ایک سال کے لئے سو یہ بیع نزدیک اکثر اہل علم کے ناجائز ہے یہ وہی شکل
سابق ہے دوسری صورت یہ ہے کہ مینے اس غلام کو بیس دینار پر تیرے ہاتہہ فروخت
کیا اس شرط پر کہ تو اپنی کنیز میرے ہاتہہ بیچدے حدیث ابوہریرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ
نہی فرمائی ہے حضرت نے دو بیع سے ایک بیع مین رواہ احمد واہل السنن وصححہ
الترمذی ابوداود کا لفظ یہ ہے جسنے دو بیع کین ایک بیع مین اوسکے لئے انقص اونکا
ہے یا ربا واخرجہ احمد من ابن مسعود بلفظ نہی عن صفقتین فی صفقۃ **ف** ربح مالم
یضمن ممنوع ہے اسکی دلیل اوپر گذر چکی اسکی صورت یہ ہے کہ ایسی شئے فروخت کرے جو کہ
اسکے ضمان مین داخل نہین ہوئی ہے جیسے بیچنا کسی چیز کا قبل قبض کے **ف** بیع ادہو

کی جو پاس بائع کے موجود نہین ہے منع ہے حکیم بن حزام نے کہا تھا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی شخص میرے پاس آکر مجھسے سوال بیع کا کرتا ہے وہ شئے میرے پاس موجود نہین ہوتی ہے مین اوسکے ہاتھ اوسکو بیچ دیتا ہون پھر بازار سے خرید کر کے دیتا ہون فرمایا لاتبع مالیس عندك اخرجه احمد واهل السنن وصححه الترمذی وابن ماجة مراد وہ چیز ہے جو اسکے ملک وقدرت مین نہین ہے گویا غیر کے مال کو بغیر اوسکے اذن کے فروخت کرتا ہے اسمین دہوکا ہے معلوم نہین ہے کہ غیر اجازت دیگا یا نہین یہ قول شافعی کا ہے ابو حنیفہ کے نزدیک بیع فضولی جائز ہے اجازت مالک پر موقوف ہے لکن خلاف ظاہر حدیث ہے یہ تفصیل حضرت نے نہین فرمائی اہل علم کے نزدیک بیع قطوط کے جب تک کہ نزدیک مکتوب الیہ کے نہ پہونچین اور وہ اونکا مالک ہوکر فروخت نکرے تب تک جائز نہین ہے مراد قط سے صک ہے ومنه قوله تعالی عجل لنا قطنا **ف** بیع کرنا بشرط عدم خداع کے جائز ہے ابن عمر سے صحیحین مین آیا ہے ایک آدمی بیوع مین دہوکا کہایا کرتا تھا لوگ اوسکو ٹھگ لیتے تھے حضرتؐ نے اوس سے فرمایا تو یون کہدیا کر لاخلابة یعنی اگر اسمین کچھ فریب دغابازی ہوگی تو یہ بیع قائم نرہیگی اس باب مین حدیثین آئی ہین خلابت سے مراد خدیعت ہے ظاہر یہ ہے کہ جسنے یہ بات کہی اوسکو خیار حاصل ہے خواہ مغبون ہو یا نہو **ف** خیار مجلس کا ثابت ہے جب تک کہ دونون جدا نہون حدیث حکیم بن حزام مین آیا ہے حضرتؐ نے فرمایا ہے بیعان یعنے بائع ومشتری خیار رکہتے ہین جب تک کہ متفرق نہون رواه الشیخان **وفیهما** نحوه من حدیث ابن عمر موطا مین لفظ ابن عمر کا مرفوعا یہ ہے ہر ایک دونون متبایع سے خیار رکہتا اپنے صاحب پر جب تک کہ جدا نہون مگر بیع خیار دفی الباب احادیث ایک جماعت صحابہ کا مذہب ثبات خیار مجلس ہے ایک جماعت تابعین بہی اسکی قائل ہے نقل ذلك عنهم البخاری بلکہ ابن حزم نے یہانتک مبالغہ کیا ہے کہ لایعرف لهم مخالف من التابعین الا النخعی وحده حنفیہ ومالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب صفقہ یعنی بیع واجب ہوگئی تو اب خیار نرہا لکن حق

قول اول یہی ہے *

باب ۳ بیان مین مکاسب محرمہ کے

منجملہ ان مکاسب کے ایک ربا یعنی سود خواری ہے قال تعالیٰ احل اللہ البیع وحرم الربٰوا وقال تعالیٰ ذروا ما بقی من الربٰوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ربا کبیرہ ہے اور عقد ربا باطل اور بجز رد راس المال کے کچھ واجب نہین آتا ہے اور تنگدست کو آسودگی تک مہلت دینا چاہیے

مسئلہ بیچنا سونے کا سونے سے چاندی کا چاندی سے گیہون کا گیہون سے جو کا جو سے کھجور کا کھجور سے نمک کا نمک سے حرام ہے مگر مانند کا مانند سے دست بدست ہان جب یہ اجناس مختلف ہون تو پھر جس طرح چاہے فروخت کرے مگر ہاتھون ہاتھ ان چھ چیزونکی تحریم بیع منصوص احادیث صحیحہ ہے جسقدر حدیثین صحیحین وغیرہما کی اس بارہ مین آئی ہین انکین اسنہین اشیاء شش گانہ کا ذکر ہے پس بس لکن حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ فقہاء نے تفطن کیا ہے کہ ربا محرم سوا ان چھ چیزون کے اور اشیاء مین بھی جاری ہوتی ہے یہ حکم اسلئے متعدی ہو کر طرف ہر شئے ملحق کے جاتا ہے شرح سنہ مین کہا ہے کہ ان چھ اشیاء مین ربا ہونے پر تو اہل علم کا اتفاق ہے اسلئے کہ حدیث مین نص ہے اسپر رہے عامۂ علماء سو وہ ربا کو ان چھ پر مقصور نہین بتاتے ہین بلکہ اثبات ربا کا وجود وصف پر کر کے یہ کہتے ہین کہ یہ اوصاف جن اشیاء مین ہونگے حکم ربا کا اونکی طرف متعدی ہوگا ربا کو دراہم ودنانیر مین ایک وصف سے اور باقی چار اشیاء مین دوسرے وصف سے ثابت کرتے ہین پھر اوس وصف مین اختلاف ہے شافعی نے دراہم ودنانیر مین وصف نقدیت کا ثابت کیا ہے ابو حنیفہ رح وزن کو علت ٹھیراتے ہین لوہے تانبے روئی مین جریان ربا کا بتاتے ہین پہلے تو شافعی اشیاء اربعہ مین اعتبار وصف طعم کا مع کیل دوزن کے کرتے تھے یہی قول

سعید بن مسیب کا بھی تھا پھر قائل نہ رہے وصف طعم کے ہوئے اور ساری اشیاء مطعومہ مین
جیسے میوے و پھل و ساگ و دوا وغیرہا ہین اونمین ربا ثابت کی بدلیل حدیث الطعام بالطعام
مثلا بمثل کیونکہ اس حدیث مین تعلیق حکم کی اسم طعام پر کی ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ
ماخذ اشتقاق علت حکم ہے ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ اشیاء اربعہ مین وصف کیل ہے یہانتک کہ
گچ یعنی چونے و نورہ مین بھی ربا جاری ہوتی ہے **مسئلہ** الحاق غیر کا ساتھ انکے مختلف
فیہ ہے یعنی تحریم تفاضل و نساء مین باوجود اتفاق جنس کے اور نری تحریم نساء مین باوجود
اختلاف جنس و اتفاق علت کے حکم یکسان ہے یا نہین ظاہریہ کہتے ہین انکا غیر ساتھ انکے
ملحق نہین ہوتا ہے سبل السلام شرح بلوغ المرام مین اسکو ترجیح دیکر ایک رسالہ مستقلہ قول
مجتبی نام مین اس مسئلہ پہ کلام کیا ہے جسکی تفصیل بیٹے مسک الختام اور فرزند ارشد نے
فتح العلام مین لکھی ہے باقی اہل علم مشترک العلۃ کو ملحق بناتے ہین اگرچہ تعیین علت مین اختلاف
کیا ہے کسی نے کہا ہے کہ اتفاق جنس و طعم کا ہے کسی نے کہا ہے کہ اتفاق جنس و تقدیر کا
ہے کیل و وزن اور قوت مین کسی نے کہا اتفاق جنس و وجوب زکوٰۃ کا ہے کسی نے کہا کہ فقط
اعتبار جنس و تقدیر مذکور کا ہے اب جو شخص کہ قائل الحاق کا ہے اوسکی دلیل حدیث عبادہ و
انس ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے شئی موزون مثل بمثل ہے جبکہ ایک نوع ہو اور شئے مکیل بھی
اسی طرح ہے ہان جب دونون نوع مختلف ہون تو کچھ ڈر نہین ہے اخرجہ الدار قطنی والبزار
حافظ ابن حجر نے کتاب تلخیص مین اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے لکن اوسپر تکلم نہین کیا
اسکی سند مین ربیع بن صبیح ہے ابو زرعہ نے اوسکی توثیق کی ہے اور ایک جماعت نے
تضعیف یہ حدیث جس طرح کہ دلیل ہے الحاق غیر ستہ پر ساتھ اشیاء ستہ کے اسی طرح
دلیل ہے اس بات پر کہ علت حکم کی اتفاق کیل و وزن کا ہے ہمراہ اتحاد جنس کے دوسری حدیث
جو دلیل ہے ثبوت ربا پر غیر ان اجناس مین حدیث ابن عمر ہے صحیحین مین کہ نہی فرمائی ہے
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مزابنہ سے کہ فروخت کرے کوئی شخص پھل اپنے باغ کا

اگر نخل ہے کھجور خشک سے ماپ کرا ور اگر انگور ہے تو زبیب سے ماپ کرا ور اگر کھیتی ہے تو طعام
سے ماپ کر اس سب سے منع فرمایا ہے مسلم کا لفظ یہ ہے ہر ثمر سے جسکا تخمینہ کیا جائے سو یہہ
حدیث دال ہے ثبوت ربا پر انگور و زبیب مین اور روایت مسلم عام تر ہے اس سے تیسری
دلیل الحاق پر حدیث سعید بن المسیب ہے موطای مالک مین مرفوعاً آیا ہے کہ نہی فرمائی
ہے حضرتؐ نے بیع لحم سے ساتھہ حیوان کے اسکو شافعی و ابو داؤد نے مراسیل مین ذکر
کیا ہے دار قطنی نے موصول کرکے تضعیف وصل کی اور تصویب ارسال کی ہے ابن عبدالبر
بہی انہین کے تابع ہین اس حدیث کا ایک شاہد ابن عمر سے نزدیک بزار کے آیا ہے اوسکے
سند مین ثابت بن زہیر ضعیف ہے یہ حدیث بطریق نافع بہی آئی ہے مگر ابو امیہ بن یعلی اوسکی
سند مین ضعیف ہے ہان ایک شاہد اس حدیث کا اقوی تر اس سے بروایت حسن عن سمرہ نزدیک
حاکم و بیہقی و ابن خزیمہ کے آیا ہے اور جو حدیث رافع بن خدیج و سہل بن ابی حثمہ کے نزدیک
ترمذی کی بمقدمہ رخصت عرایا آئی ہے اوسمین یون ہے کہ نہی فرمائی ہے بیچنے سے انگور
کے بعوض زبیب کے اور ہر ثمر سے جسکا خرص یعنے اندازہ نظر سے کیا جائے **ف** دلیل اس بات
پر کہ معتبر اتفاق وزن کا ہے حدیث ابو سعید ہے اس لفظ سے کہ مت فروخت کرو تم سونے کو
سونے سے اور نہ چاندی کو چاندی سے مگر جبکہ وزن برابر وزن کے اور ایک مثل دوسرے کے
سوا ء بسواء ہو رواہ احمد و مسلم ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے سونا عوض سونے کے ہے وزن
برابر وزن کے مثل برابر مثل کے چاندی عوض چاندی کے ہے وزن بوزن مثل بمثل
رواہ احمد و مسلم والنسائی فضالہ بن عبید کا لفظ مرفوع یہ ہے مت بیچو تم سونا عوض
سونے کے مگر وزن بوزن **ف** اعتبار کیل مین حدیث متقدم ابن عمر ہے جسمین یون
آیا ہے کہ اگر انگور ہو تو اوسکو زبیب سے ماپ کر بیچے اسی طرح بیع صبرہ طعام سے جس کا
ماپ معلوم نہین ہے منع کیا ہے ہان وقت اختلاف اجناس کے تفاضل یعنے زیادتی جائز
ہے جب کہ دست بدست ہو بخاری مین عبادہ بن صامت سے مرفوعاً آیا ہے کہ زر بزر

بسیم بسیم گندم بگندم جو بجو تمر بتمر نمک بنمک مثل بمثل سواً بسواء دست بدست ہوتا ہے پہر
جب یہ اوصاف مختلف ہون تو بیچو تم جس طرح چاہو جبکہ ہاتہون ہاتہ ہو اس باب مین
اور بہی حدیثین آئی ہین **ف** جنس کا جنس سے بیچنا باوجود معلوم ہونے تساوی کے
جائز نہین ہے اسلئے کہ احادیث صحیحہ مین آیا ہے مثلاً بمثل سواءً بسواءٍ وزناً بوزن
یہ دلیل ہے اس بات پر کہ فروخت کرنا کسی شئے کا اوسیکی جنس کے ساتہہ جائز نہین ہے مگر
جبکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہو کہ دونون مین مماثلت ومساوات ہے دوسری دلیل اسپر حدیث
جابر ہے مرفوعاً نہی فرمائی ہے بیع صبرہ تمر سے جسکا کیل معلوم نہین ہے ساتہہ کیل مسمی
کے تمر سے اخرجہ مسلم وغیرہ یعنی کہجور کی ڈہیر کو بے ماپے بیچنا ممنوع ہے یہ دلیل ہے
اس بات پر کہ بیع اوسکی جائز نہین مگر بعد علم کے پہر اگر احد المثلین کے ساتہہ کوئی اور شئے
ہو تو اوسکو کچہہ تاثیر اس بارہ مین نہوگی فضالہ بن علبید کہتے ہین دن خیبر کے مینے ایک
تلادہ یعنی گلوبند بارہ دینار کو خرید کیا اوسمین سونا اور دانی تہی مینے اوسکو الگ کیا
تو بارہ دینار سے زیادہ کا مال نکلا یہ ذکر مینے حضرت سے کیا فرمایا فروخت نکیا جائے یہانتک کہ
جدا کر لیا جائے ایک جماعت سلف کا یہی مذہب ہے عمر بن خطاب وشافعی واحمد واسحق اسکے
قائل ہین ایک جماعت وحنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہمراہ مصاحبت شئے آخر کے تفاضل جائز ہوتا ہے
جبکہ وہ زیادت مساوی مقابل کے ہو **ف** میوہ تر کا میوہ خشک سے بیچنا درست نہین ہے
بدلیل حدیث متقدم ابن عمر جسمین نہی فرمائی بیع ثمر حائط سے اگر نخل ہے ساتہہ تمر کے کیلاً اور
اگر انگور ہے ساتہہ زبیب کے کیلاً اسی طرح بدلیل حدیث رافع بن خدیج وسہل بن ابی حثمہ
جو اوپر گذر چکی ہین ایک شخص نے پوچہا تہا کیا ہم تمر سے رطب خرید کرین یعنے خشک پہل دیکر تر
پہل لین سعد نے کہا مینے سنا حضرت کو فرماتے تہے کیا کم ہوجاتا ہے میوہ تر خشک ہو جانے سے
کہا ہان فرمایا اس طرح مت خرید کرو شافعی اسی پر ہین یہ حدیث اصل ہے عدم جواز بیع شئے
مطعوم مین ساتہہ اوسی کی جنس کے جبکہ ایک رطب یعنی تر اور دوسری یابس یعنی خشک ہو

جیسے فروخت کرنا رطب کا تمر سے اور عنب کا زبیب سے اور بیچنا گوشت تازہ کا قدید یعنی گوشت خشک سے اکثر اہل علم اسیکے قائل ہین مالک و شافعی و صاحبین اسی طرف گئے ہین تنہا امام ابو حنیفہ قائل اسکے جواز کے ہین یہ قول اونکا قیاسًا ہے ابن القیم نے فساد اس قیاس کا ثابت کیا ہے کیونکہ نص کے مقابلہ مین قیاس مقبول نہین ہو سکتا **ف** اس بیع سے اہل عرایا مستثنی ہین یہ استثنار حدیث زید بن ثابت مین نزدیک بخاری وغیرہ کے ثابت ہوا ہے زید کہتے ہین رخصت دی ہے حضرتؐ نے بیع عرایا مین کہ اندازہ کین کا کر فروخت کیا جائے دوسرا لفظ صحیح کا یہ ہے کہ رخصت فرمائی ہے عریہ مین کہ لین اوس کو گھر والے اندازہ سے تمر دیکر اور کھائین اوسکو تر و تازہ جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اذن دیا عرایا مین اس بات کا کہ فروخت کرین بعد اندازہ کرنیکے ایک وسق دو وسق تین وسق چار وسق اس باب مین اور حدیثین بہی آئی ہین مطلب یہ ہے کہ فقراء کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اجازت دی تہی کہ تمر خشک کہجور دیکر مطابق اندازہ کے تر کہجور جو درخت پر لگی ہے لیکر کہائو یہ اسلئے کہ اونکے پاس کوئی باغ و درخت نہ تہا جمہور کا مذہب یہی ہے اور جو کوئی برخلاف انکے ہے احادیث اوسپر رادّ ہین **ف** زواجر مین آیات ربا کی تفسیر اور صور ربا کو مفصلاً پانچ ورق تک لکہا ہے اور کہا ہے کہ ربا تین طرح پر ہوتی ہے ایک ربا فضل یعنی بیع کرنا ہمراہ زیادت احد العوضین متفقی الجنس کے آخر پر دوسری ربا ید یعنی بیع کرنا ہمراہ تاخیر قبض عوضین کے یا قبض کرنا ایک کا تفرق مجلس یا تخایر سے بشرط اتحاد علت ہر دو جیسے کہ دونون مطعوم ہون یا دونون نقد ہون گو جنس مختلف ہو تیسری ربا النسا یعنی بیع کرنا دو مطعوم یا دو نقد متفقی الجنس یا مختلفی الجنس کا ایک مدت تک اگرچہ ایک ہی لحظہ کیون نہو گو دونون برابر ہون اور مجلس مین تقابض ہوا ہو پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو کمتر ایک صاع گندم سے یا زیادہ اوس سے فروخت کرے یا ایک درہم سیم کو دوسرے درہم سیم سے کم یا زیادہ پر بیع کرے خواہ تقابض کرے

یا نکرے اور مدت ٹھیرائے یا نہ ٹھیرائے دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو ایک صاع گندم سے یا ایک درہم زر کو ایک درہم زر سے یا ایک صاع گندم کو ایک صاع جو سے یا اکثر سے یا درہم زر کو درہم سیم سے یا اکثر سے فروخت کرے لکن قبض کرنا ایک کا ان دونوں مین سے مجلس سے متاخر ہو یا تخایر ہو تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم مثلاً ایک صاع گندم سے یا ایک درہم سیم ایک درہم سیم سے فروخت کرے لکن ایک مین تاجیل ہو گو ایک ہی لحظہ کیون نہو اگرچہ متساوی ہون یا مجلس مین تقابض واقع ہو متولی نے ایک قسم چہارم اور زیادہ کی ہے اوسکا نام ربا قرض ٹھیرایا ہے لکن حقیقت مین وہ راجع طرف ربا فضل کے ہوتی ہے اسلئے کہ اوسمین کوئی ایسی شرط ہے کہ جس سے مقرض کو نفع حاصل ہوتا ہے گویا اوسنے اس شئے کو قرض بمثل دیا ہے اور یہ نفع اوسپر زیادہ ہے سو یہ چارون اقسام ربا کے بنص آیات واحادیث واجماع حرام ہین ہر قسم کو ایک انواع مین سے وہ وعید شدید شامل ہے جو مطلقاً حق ربا مین آئی ہے یہ اور بات ہے کہ بعض انواع اوسکے معقول ہین اور بعض تعبدی جاہلیت مین جو ربا مشہور تھی وہ یہی ربا نسیہ تھی انتہی حاصلہ یہ قول بعض اہل علم کا کہ ربا دار الحرب مین لینا جائز ہے مردود ہے احادیث صحیحہ سے کیونکہ وعیدات ربا کی مطلقاً آئی ہین مقید ساتھ کسی قید کے نہین ہین اور حلت وحرمت کسی شئی کی حکم شارع سے ثابت ہوتی ہے نہ قیاس سے اور جو قیاس مصادم نص کا ہوتا ہے وہ باتفاق اہل علم فاسد الاعتبار ہے واللہ اعلم **ف** حیلہ نکالنا ربا وغیرہ مین حرام ہے یہی قول ہے امام مالک وامام احمد کا بلکہ اسکو گناہ کبیرہ کہتے ہین شافعی وابوحنیفہ کے نزدیک ربا مین حیلہ نکالنا جائز ہے دلیل شافعی کی وہی حدیث عامل خیبر کی ہے جسمین بیع تمر ردی کی درہم سے پھر خرید کرنا تمر جید کا درہم سے آیا ہے دلیل قائلین حرمت کی آیت قرآن ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو صید روز شنبہ سے منع فرمایا تھا اونہون نے حیلہ نکال کر روز یکشنبہ صید کرنا شروع کیا اللہ نے اونکو بندر سور کر دیا یہی حال اون لوگون کا ہے جو واسطے ربا وغیرہ کے حیلہ انگیزی

کرتے ہین اللہ پر الکا حیلہ مخفی نہین رہ سکتا ہے ابو ایوب سختیانی نے کہا ہے یخادعون اللہ کما یخادعون آدمیا ولو اتوا الامر عیانا کان اھون علیھم انتھی ابن القیم نے اعلام الموقعین مین بحث تحلیل ومحتالین کی خوب ہے کشف وتفصیل سے لکہی ہے کہ بعد اوسکے کوئی شبہ حرمت تحلیل مین باقی نہین رہتا وللہ الحمد **ف** فروخت کرنا گوشت کا عوض جاندار کے منع ہے حدیث سعید بن مسیب مین آیا ہے نھی عن بیع الحیوان باللحم اسکو سعید نے میسر اہل جاہلیت کا بتایا ہے وہ لوگ گوشت کو بعوض ایک دو بکری کے فروخت کر دیتے تہے ابو الزناد نے کہا ہے جتنے اہل علم پائے سب کو اس بیع سے منع کرنیوالا دیکہا خواہ یہ بیع اوسکے جنس سے کرے یا غیر جنس سے ماکول سے ہو یا غیر ماکول سے شرح السنہ مین کہا ہے ایک جماعت صحابہ وتابعین کا مذہب تحریم ہے شافعی بہی اسی طرف گئے ہین حدیث ابن مسیب ہر چند مرسل ہے لکن عمل صحابہ نے اوسکو قوی کر دیا ہے اور شافعی نے اس مرسل کا استحسان کیا ہے ہان فروخت کرنا ایک حیوان کا دو حیوان یا زیادہ سے اوسکی جنس کے ساتھ درست ہے حدیث جابر مین آیا ہے کہ خرید کیا حضرت نے ایک غلام عوض دو غلام کے رواہ احمد واھل السنن وصححہ الترمذی انس کا لفظ یہ ہے کہ خرید کیا حضرت نے صفیہ ام المومنین کو عوض سات سر کے دحیہ کلبی سے اخرجہ مسلم حدیث طویل ابن عمر مین خرید کرنا ایک اونٹ کا واسطے لشکر کے بعوض دو دو تین تین قلائص صدقہ کے آیا ہے اخرجہ احمد وابوداؤد اسکی سند مین محمد بن اسحق ہے وفیہ مقال لکن فتح الباری مین اس اسناد کو قوی کہا ہے حدیث حسن مین نہی آئی ہے بیع حیوان بحیوان سے بطور نسیہ رواہ احمد واھل السنن وصححہ الترمذی وابن الجارود لکن یہ حدیث بروایت حسن عن سمرہ ہے اور حسن نے سمرہ سے سماعت نہین کی ہے شافعی نے کہا ہے مراد نسیہ سے دونون طرف سے ہو یہ بیع کالی بکالی ہی نہ ایک طرف سے کہ وہ جائز ہے موطا مین آیا ہے کہ علی مرتضی رض نے اپنا اونٹ عصیفر نام عوض بیس اونٹ کے مدت معلوم تک فروخت کیا تہا اور ابن عمر نے ایک راحلہ عوض چار اونٹ کے

ضمانت پر خرید کیا تھا کہ مقام ربذہ مین وہ چارون اونٹ دینگے ابن شہاب سے پوچھا گیا تھا
کہ دو حیوان کا ایک حیوان سے ایک مدت پر بیچنا کیسا ہے کہا لا باس بہ ہے شافعی نے کہا یہ بیع
جائز ہے خواہ دونون ایک جنس ہون یا مختلف پھر ماکول اللحم ہون یا غیر ماکول اللحم خواہ ایک کو
ایک سے فروخت کرے یا ایک کو دو سے ابو حنیفہ کہتے ہین یہ بیع جائز نہین ہے اور بیع
حیوان بحیوان بطور نسیہ مختلف فیہ ہے **ف** بیع عینہ جائز نہین ہے عینہ بکسر عین یہ بیع
یون ہوتی ہے کہ تاجر اپنا مال قیمت کر کے ایک مدت تک فروخت کرے پھر اوسی مال کو
کم قیمت پر مشتری سے خرید لے حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے جب لوگ بخل کرینگے درہم
و دینار مین اور لین دین کرینگے ساتھ عینہ کے الخ تو نازل کریگا اللہ اونپر بلا الحدیث اخرجہ
احمد وابوداؤد والطبرانی وابن القطان حافظ ابن الحجر نے کہا ہے اسکے رجال ثقات
ہین دوسری دلیل اسپر روایت ابو اسحق سبیعی کی ہے کہ ام ولد زید بن ارقم نے عائشہ
سے کہا تھا کہ مینے ایک غلام ہاتھہ زید بن ارقم کے آٹھہ سو درہم پر ادھار فروخت کیا ہے پھر
اوسکو چھہ سو درہم پر نقد خرید کر لیا ہے عائشہ نے کہا یہ تیرا لین دین بہت برا ہوا اوس کا
جہاد ساتھہ حضرتؐ کے برباد گیا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اخرجہ الدارقطنی لکن شافعی ابن
کثیر نے اسکی تضعیف کی ہے مالک وابو حنیفہ واحمد کا مذہب عدم جواز بیع عینہ ہے شافعی
وشافعیہ قائل جواز کے ہین بیہقی نے اپنے سنن مین دربارۂ نہی بیع عینہ ایک باب منعقد
کیا ہے **ف** غش کرنا یعنی دہوکا دینا بیع وغیرہ مین جیسے تصریہ گناہ کبیرہ ہے تصریہ یہ ہے
کہ دودہ جانور کا نہ دوہے تاکہ زیادہ معلوم ہو اس بارہ مین احادیث عامہ وخاصہ آئی ہین
مسلم نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے من غشنا فلیس منا حضرتؐ کا گذر ایک
صبرۂ طعام پر ہوا یعنے غلہ کی ڈھیر پر اوسمین ہاتھہ ڈالا تو غلہ کو تر پایا فرمایا اسکو اوپر کیون نہ کیا کہ
لوگ دیکھتے پھر حدیث مذکور فرمائی رواہ مسلم وابن ماجۃ والترمذی ابو ہریرہ نے
ناحیۂ حرہ مین ایک آدمی کو دیکھا کہ دودہ مین پانی ملاتا ہے یعنے واسطے فروخت کے کہا

تو کیا کہیگا جب کہ قیامت کو تجھسے کہا جائیگا کہ اس پانی کو دودھ سے جدا کر رواہ الاصبہانی بیہقی نے
کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا تشوبوا اللبن للبیع زواجر مین غش فی البیع کو منجملہ کبائر
کے گنا ہے اور بیان مین صور غش کی بہت تطویل کی ہے غرضکہ جس بیع مین کوئی صورت غش یا
غرر کی ہوتی ہے وہ بیع ناجائز و حرام ہے **ف** آزاد کو فروخت کر کے اوسکی قیمت کہانا حرام
ہے ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے تین آدمی ہین جنکا مین خصم ہونگا دن قیامت
کو اونمین ایک وہ شخص ہے جسنے کسی آزاد کو فروخت کر کے اوسکی قیمت کہائی ہے
الحدیث رواہ البخاری وابن ماجۃ زواجر مین اسکو منجملہ کبائر ذنوب کے شمار کیا ہے یہ
طریقہ بردہ فروشی کا زمانہ جاہلیت مین تہا طحاوی نے کہا ہے کہ آزاد کو عوض قرض کے جو اوسکے ذمہ پر
ہوتا تہا اول اسلام مین فروخت کر لیتے تہے جبکہ اوسکے پاس کوئی مال نہوتا او سپر اللہ نے اس معاملہ
کو منسوخ فرمایا بقولہ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ **ف** منجملہ مکاسب حرام کے ایک
کہانا مال کا بیوعات فاسدہ سے ہے جنکا ذکر باب سابق مین گذر چکا ہے اسی طرح سائر وجوہ اکتساب
محرمہ کے منجملہ کبائر ذنوب کے ہوتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا
اموالکم بینکم بالباطل اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ مراد اکل بالباطل سے اس جگہہ کیا ہے بعض
نے کہا ربا قمار یعنی جوا غصب سرقہ خیانت شہادت زور اخذ مال بسوگند دروغ ہے ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا مراد وہ مال ہے جو انسان سے بغیر عوض کے لیا جاتا ہے بعض نے کہا مراد
عقود فاسدہ ہین ابن مسعود نے کہا یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہین ہوئی اور نہ قیامت تک منسوخ
ہوگی انتہی یہ اسلئے کہ اکل بباطل شامل ہے ہر ماخوذ بغیر حق کو خواہ بطور ظلم وستم ہو جیسے غصب خیانت
سرقہ یا بطریق ہزو ولعب ہو جیسے ماخوذ بہ قمار وملاہی یا بروجہ مکر وخدلعیت جیسے ماخوذ بعقد فاسد
بعض اہل علم نے کہا ہے یہ آیت اس بات کو بہی شامل ہے کہ خود آدمی اپنا مال باطل طور پر کہا لے
اس طرح کہ اوس مال کو فعل محرم مین خرچ کرے یا غیر کا مال بباطل خورد برد کر جائے جس طرح کہ
امثلہ مذکورہ ہین **وقولہ تعالی** الا ان تکون تجارۃ استثناء منقطع ہے اسلئے کہ تجارت

جنس باطل سے نہین ہے کوئی سے بہی معنی اوس سے مراد کیون نہون اور تاویل اوسکی سابقہ سبب کے آگہ استثنا متصل ٹہیرے نے محل ہے تجارت اگرچہ مختص بعقود معاوضات ہوتی ہے لکن الحاق قرض وہبہ ونحوہما کا ساتہہ اوسکے اور دلیلون سے ہے مراد اس لفظ سے عن تراض منکم طیب نفس ہر وجہ مشروع ہے تخصیص ذکر اکل کی آیت شریف مین کچہہ بطور تقیید کے نہین ہے بلکہ اسلئے ہے کہ اکل اغلب وجوہ انتفاعات ہوتا ہے جسطرح کہ کریمۂ ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا مین کہا گیا ہے اور اس بحث کے اور تفاصیل وارد اس بارہ مین سنت مطہرہ سے بہت کچہہ آئی ہین ذکر بعض ادلہ کا مقدمہ رسالہ ہذا مین ہوچکا ہے طبرانی کا لفظ باسناد حسن یہ ہے طلب الحلال واجب علی کل مسلم دوسرا لفظ طبرانی و بیہقی کا مرفوعا یہ ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفرائض تیسرا لفظ طبرانی کا یہ ہے خوشی ہو اوس شخص کو جسکا کسب طیب ہے جسکی سریرت صالح ہے جسکی علانیت کریم ہے اور شر اوسکا لوگون سے الگ ہے چوتہا لفظ طبرانی کا یون ہے ای سعد پاک کر تو مطعم اپنے کو یعنی حلال طعام کہا یا کر ہو جائیگا تو مستجاب الدعوۃ قسم ہے اوس شخص کی جسکے ہاتہہ مین ہے جان محمد صلعم کی بندہ ڈالتا ہے لقمہ حرام اپنے پیٹ مین قبول نہین کیا جاتا عمل اوسکا چالیس دن تک اور جس بندہ کا گوشت حرام سے اوگا ہے نار اولی تر ہے ساتہہ اوسکے **ف** بیہقی کا لفظ یہ ہے جسنے خریدی کیا مال چوری کا اور وہ جانتا ہے کہ وہ سرقہ ہے تو شریک ہوا وہ عار وگناہ وزدی مین حافظ منذری نے کہا ہے اس حدیث کی اسناد مین احتمال تحسین کا ہے اور اشبہ یہ ہے کہ موقوف ہو احمد کا لفظ بسند جید یہ ہے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے اگر کوئی شخص تم مین کا ایک رسی لیکے طرف پہاڑ کے جاکر لکڑی کاٹے پہر اوس لکڑی کو اپنی پیٹہہ پر لادکر لائے اور بیچکر کہائے یہ بہتر ہے اس سے کہ اپنے منہہ مین لقمہ حرام رکہے احمد وغیرہ کا لفظ بسند حسن یون ہے اللہ نے تقسیم کیا ہے درمیان تمہارے اخلاق کو جس طرح تقسیم کیا ہے تمہارے بیچ مین ارزاق کو اور بیشک اللہ دیتا ہے دنیا اوسکو جسکو محبوب رکہتا ہے اور محبوب نہین رکہتا اور

نہین دیتا دین مگر اوسی شخص کو جسکو محبوب رکھتا ہے الحدیث بطولہ بیہقی کا لفظ یہ ہے دنیا ہری
و میٹھی ہی جسنے کمایا اوسمین مال حلال اور صرف کیا اوسکو محل حق مین ثواب دیگا اللہ اوسکو وارد کریگا اوسکو جنت مین
اور جسنے کمایا مال غیر حلال اور خرچ کیا اوسکو غیر حق مین وارد کریگا اوسکو اللہ گھر مین خواری کے بہت
سے لوگ گھسنے والے ہین مال مین اللہ و رسول کے اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو اللہ تعالی کہتا ہے
کلما خبت زدناهم سعیرا ابن حبان کا لفظ یہ ہے لا یدخل الجنة لحم و دم نبتا من سحت
والنار اولی بہ ترمذی کا لفظ یہ ہے لا یربو لحم نبت من سحت الا کانت النار اولی بہ سحت کہتے
ہین حرام مال کو یا اسکا سب خبیثہ کو دوسرا لفظ بسند حسن یون ہے لا یدخل الجنة جسد غذی بحرام

ف زواجر مین اکل مال بباطل کو گناہ کبیرہ لکھا ہے یہ تکبیر صریح احادیث مذکورہ ہے یہ صراحت
ظاہر ہے اسلئے کہ یہ باب اکل مال مردم بباطل سے ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ داخل ہین اس باب مین
مکاس خائن سارق بطال آکل ربا موکل ربا آکل مال یتیم شاہد زور جاحد عاریت آکل رشوت منقص کیل
و وزن فروشندہ شئے عیب دار بلا اظہار عیب مقامر ساحر منجم مصور زانیہ نائحہ دلال جبکہ وہ اپنی اجرت
بغیر اذن بائع کے لیلے اور خبر دینے والا مشتری کو ساتھ زائد کے اور جسنے آزاد کو فروخت کر کے
اوسکی قیمت کھائی انتہی یہ قول مؤید ہے اوس بات کو جو زیر تفسیر آیہ گذر چکا ہے کہ اکل بباطل
شامل ہے ان سب اشیاء کو اور اوسکو جو کہ اس معنی مین ہو ہر شے سے اور بغیر وجہ شرعی لی گئی
ہو جیسے بھیک مانگ کر حدیث مین آیا ہے لائے جائینگے دن قیامت کو کچھ لوگ اونکے ہمراہ حسنات ہونگے
جیسے پہاڑ تہامہ کے جب وہ آوینگے تو اللہ اونکے حسنات کو ہباء منثور کر دیگا اونکو آگ مین پھینکدیگا
کہا ای رسول خدا یہ کیونکر ہوگا فرمایا وہ لوگ نماز پڑھتے روزہ رکھتے زکوۃ دیتے حج کرتے تھے
اتنی بات تھی کہ جب کوئی شئے حرام سامنے اونکے آتی تو اوسکو لے لیتے اللہ نے اونکے اعمال
حبط کر دئے انتہی زواجر مین اس حدیث کی تخریج نہین لکھی ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر
کہ مال حرام کمانا ایسا گناہ سخت ہے کہ اسکے مقابلہ مین ساری نیکیان عبادات سفر و حضر کی جنکو اوس
حرام خوار نے کیا ہے برباد ہو جاتے ہین وہ جہنم مین پھینک دیا جاتا ہے عیاذا باللہ **حکایت**

حکایت ایک شخص نے بعض صلحاء کو خواب مین دیکھا پوچھا اللہ نے تیرے ساتھہ کیا کیا کہا
اچھا کیا لکن مین جنت سے محبوس ہون عوض ایک سوئی کے جو مینے عاریت لی تھی پھیر واپس نہ کی
سفیان ثوری کہتے ہین جسنے خرچ کیا مال حرام طاعت مین وہ مثل اوس شخص کے ہے جس نے
پاک کیا کپڑے کو بول سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ہم نو عشر حلال کو ڈر سے وقوع کے حرام مین چھوڑ دیتے
تھے وہب بن ورد کہتے ہین تو اگر ستون کی طرح قیام کرے تو کچھہ نفع تجھکو نہوگا جب تک کہ تو
نہ دیکھے کہ تیرے پیٹ مین کیا جاتا ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک فرشتہ بیت المقدس پر
ہر دن یا ہر رات پکارتا ہے کہ جسنے حرام کہایا قبول نہین ہوتا اوس سے صرف اور نہ عدل یعنے
عبادت فرض و نفل ابن المبارک کہتے ہین ہین اگر ایک درہم شبہ کا واپس کردون تو یہ دوست تر
ہے مجھکو اس بات سے کہ مین صدقہ دون تین لاکھہ درہم دوسری حدیث مین آیا ہے جسنے حج
کیا مال حرام سے اور لبیک کہا تو اللہ تعالی فرماتا ہے لا لبیک ولا سعدیک وحجک مردود
علیک ابن اسباط کہتے ہین جوان آدمی جب عبادت کرتا ہے تو شیطان اپنے اعوان سے
کہتا ہے دیکھو اسکا کہانا کہان سے ہے اگر اوسکا مطعم طعام سوء ہوتا ہے تو کہتا ہے چھوڑ دو اوسکو
تھکا کرے تعب مین مبتلا رہے کوشش مین پڑا رہے وہ خود تمکو کافی ہوگیا یعنے یہ عبادت وجہد
اوسکا ہمراہ اکل حرام کے غیر نافع ہے قال تعالی عاملة ناصبة یعنے محنت کرتے تھکتے ہین
ابراہیم ابن ادہم کہتے ہین تو اپنا مطعم پاک کر یعنے طعام حلال بطرق طیب کہا تجھپر کچھہ الزام
نہین ہے کہ تو رات کو قیام نکرے دن کو روزہ نرکہے بخاری ونسائی مین مرفوعاً آیا ہے الحلال
بین والحرام بین وبینہما امور مشتبہة فمن ترک ما یشتبہ علیہ من الاثم کان لما
استبان اترک ومن اجترأ علی ما یشک فیہ من الاثم اوشک ان یواقع ما استبان
والمعاصی حمی اللہ ومن یرتع حول الحمی یوشک ان یواقعہ یہ حدیث دلیل ہے احتراز پر
مال مشتبہ سے جسکا حلال حرام ہونا معلوم نہین ہے چہ جای اوس مال کے جسکا حرام ہونا یقینی
قطعی ہے جیسے امثلہ مذکورہ وجہ مزید استحقاق نار کے واسطے حرام خوار کے یہی ہے کہ اموال

غالبًا متعلق بحقوق خلق اللہ و عباد اللہ ہوتے ہین سو حقوق عباد کے حصول عذاب و عقاب مین
دخیل تر ہین بہ نسبت حقوق خدا کے **ف** منجملہ مکاسب محرمہ کے ایک انفاق سلعہ بحلف
کاذب ہے حدیث مسلم اور سنن اربعہ مین وعید عذاب الیم کی واسطے ایسے تاجر کے آئی ہے
جو جھوٹی قسم کہا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے اسکو صاحب زواجر نے منجملہ کبائر ذنوب کے گنا ہے
بلکہ حلف پر کچہہ موقوف نہین ہے مطلق دروغگوئی سے لین دین خرید و فروخت کرنیکا بہی یہی
حکم ہے جب ایک درہم کے مال کو دس درہم کا مال بیان کیا خواہ حلف سے کہا یا بے حلف تو کاذب
ہوا یہ کذب سبب ہوا محو برکت کا مال سے اور موجب عذاب کا آخرت مین ٹہیرا یہ آدربات ہے
کہ یون کہے کہ مین اس مال کو اس قیمت پر دیتا ہون لو یا نہ لو یہ نہ کہے کہ مینے اسکو دس درہم پہول لیا ہے
حالانکہ نو یا اس سے بہی کم قیمت پر خریدا ہے مگر جہوٹ بول کر اور اس مقدار پہ نفع باندہنا بیجا
ہے کہ یہ علاوہ معصیت دروغ کے ایک طرحکی خدیعت بہی ہے ساتہہ مشتری کے واللہ اعلم
حدیث مین آیا ہے اہل نار پانچ آدمی ہین اونمین سے ایک وہ شخص بہی بتایا جو تجہکو صبح
و شام تیرے اہل و مال مین فریب دیتا ہے دوسری حدیث مین ہے المومن غر کریم والفاسق
خب لئیم یعنی ایماندار آدمی فریب کہا جاتا ہے بزرگ منش ہوتا ہے فاسق فریب دیتا ہے
نالائق نابکار ہوتا ہے **ف** منجملہ مکاسب محرمہ کے ایک وہ مال ہے جو کیل و وزن و ذراع
مین کمی کرکے کمایا جاتا ہے **قال تعالیٰ** ویل للمطففین یعنی خرابی ہے اون لوگون کی
جو گہٹاتے ہین اپنے لئے مال مردم سے ماپ تول کم کرکے اسیلئے بعد اسکے یون فرمایا ہے
الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون یعنی جب
لوگون سے خرید کرین تو بھرپور لیوین اور جب اونکو ماپ یا تول کرکے دیوین تو کم کردین پہر
فرمایا الا یظن اولئک انہم مبعوثون لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین یہ وعید
شدید ہے حق مین مطففین کے سدی نے کہا حضرت مدینہ مین آئے ابو جہینہ نام ایک شخص
تہا دو مکیال رکھتا تہا ایک سے لیتا دوسرے سے دیتا اوسپر یہ آیت اوتری ترمذی نے کہا

حضرتؐ نے اصحاب کیل ووزن کو فرمایا تم اسی امر کے والی ہوئے ہو جسمین اگلی امتین پہلے تمسے ہلاک ہوچکین ہین حدیث ابن عباس مین نزدیک طبرانی وغیرہ کے آیا ہے کہ نہین کرتی کوئی قوم ماپ تول کو لکن کم کردیتا ہے اللہ اونسے رزق کو زواجر مین اس بخس کیل ووزن وذراع کو کبائر ذنوب مین گنا ہے اسلئے کہ باب اکل مال مردم بباطل سے ہے **ف** منجملہ مکاسب محرمہ کے ایک یہ ہے کہ مال قرض بہ نیت عدم وفا کسی سے لیکر کہاجانا اور اوسکو تلف کردینا زواجر مین اسکو گناہ کبیرہ گنا ہے بخاری وغیرہ مین مرفوعاً آیا ہے جسنے لیا مال لوگون کا بارادہ اتلاف تو تلف کردیگا اللہ اوسکو طبرانی کا لفظ یہ ہے جسنے قرض لیا اور اوسکی نیت یہ ہے کہ ادا نکریگا پہر مرگیا تو اللہ عزوجل دن قیامت کو اوس سے کہے گا تونے گمان کیا کہ مین اپنے بندہ کا حق نہ لونگا پہر اللہ اوسکے حسنات لیکر اوس دوسرے کو دیدیگا اگر حسنات نہونگے تو اسکی سیئات اوسکے گلے باندہے جاوینگے ابن ماجہ وبیہقی کا لفظ یہ ہے کہ وہ اللہ سے سارق کی طرح ملیگا طبرانی کا لفظ یہ ہے جسنے خریدکی کوئی شے اس نیت سے کہ اوسکے دام ندیگا تو وہ خائن مریگا اور خائن نار مین جائیگا

ف اس باب مین جتنے مکاسب محرمہ کا ذکر نام بنام بطور شمار کیا گیا ہے ہر ایک کے حق مین وعیدات شدیدات آئی ہین زواجر مین ہر ایک کے لئے انمین سے ایک باب جدا گانہ منعقد کیا ہے خلاصہ اونکا ہمنے رسالہ **قواطع البشر** مین لکہا ہے حاجت ذکر کی اس جگہہ نہین ہے ان وجوہ مکاسب سے جس کسی وجہ پر آدمی مال کماویگا وہ مال اوسکا حرام ہوگا خواہ آپ کہائے یا اپنے اہل وعیال واقارب کو کہلائے خواہ کسی راہ خدا مین صرف کرے اسی طرح کہانا مال وقف یا لقطہ ناجائز یا مال وصیت یا ودیعت کا حرام ہے اسی طرح وہ مال جو بعوض رقص وسرود ومسخرگی ودروغگوئی ووکالت ناجائز واجارۂ ظالمانہ کے حاصل ہوتا ہے کہ یہ سب وجوہ حرام ہین ❖

باب بیان مین مطاعم واشربہ محرمہ کے

اصل ہر شئے مین حلت ہوتی ہے حرام وہی شئے ہے جسکو خدا ورسول نے حرام فرمادیا ہے اور جس

شئے سے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے قال تعالیٰ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس بیان نکرہ سیاق نفی مین آیا ہے دال ہے عموم پر حدیث سلمان فارسی مین مروی ہے کہ حضرتؐ سے سوال گھی و پنیر و پوست کا کیا تھا فرمایا حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب مین حلال کر دیا ہے حرام وہ ہے جسکو اللہ نے حرام ٹھیرا دیا ہے اور جس سے سکوت کیا ہے وہ اوس قسم سے ہے جو تمکو معاف کر دی گئی ہے اخرجہ ابن ماجۃ والترمذی اسکی سند مین سیف بن ہارون ضعیف ہے ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یون ہے جو کچھ حلال کیا اللہ نے اپنی کتاب مین وہ حلال ہے اور جو حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے سو قبول کرو تم اللہ سے عافیت اوسکی اللہ کسی شئے کا بھولنے والا نہین ہے وما کان ربک نسیا اخرجہ البزار وقال سندہ صالح والحاکم وصححہ ابو ثعلبہ مرفوعاً کہتے ہین اللہ نے فرائض فرض کئے ہین تم اونکو ضائع نکرو حدود مقرر کئے ہین تم اونسے تجاوز نکرو کچھ چیزون سے سکوت فرمایا ہے واسطے رحمت کے تمہارے نہ بغیر نسیان کے تم اونسے بحث نکرو اخرجہ الدار قطنی کتاب عزیز و سنت مطہرہ مین بہت سے براہین اس اصل کے تقریر کرتے ہین اسلئے توجہ اختصار کی رفع حل مین اوسی پر ہے جسمین کوئی دلیل تخصیص کی آئی ہے منجملہ تخصیص کے ایک یہ آیت ہے الا ان تکون میتۃ الخ اسی طرح قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ **ف** جس شئے کو اللہ نے کتاب اللہ مین حرام کیا ہے وہ حرام ہے قال تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ مراد میتہ سے وہ مردار ہے جو خود بخود مر گیا ہے والدم مراد دم سے خون رواں ہے جسکی تصریح دوسری آیت مین آئی ہے مفسر قاضی ہے مبہم پر اس سے قول اوس شخص کا جو یہ بات کہتا ہے کہ مبہم اپنے ابہام پر اور مفسر اپنی تفسیر پر باقی رہتا ہے منتقض ہو گیا اسلئے کہ اہل علم نے اس آیت مین تقیید مذکور پر اتفاق کیا ہے ولحم الخنزیر ہر شئے خوک کی حرام ہے ذکر گوشت کا بالخصوص بقصد عادت کیا گیا ہے خنزیر ایک ایسا جانور ہے جسکی صورت پر ایک قوم مسخ ہو گئی تھی

نوح علیہ السلام اور جو انبیاء و رسل بعد اونکے آئے وہ سب تحاک کو حرام کہتے رہے اور حکم دیا اوس سے دور رہین یہانتک کہ عیسی علیہ السلام بھی آسمان سے اوترکر قتل خنزیر کرینگے وما اھل لغیر اللہ بہ مراد اس سے ہر وہ حیوان ہے جسپر نام غیر اللہ کا پکارا گیا ہے خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر کا لیا جاوے یا نہ لیا جائے والمنخنقۃ یعنی گلا گھونٹا ہوا جو کہ اختناق کی وجہ سے مرگیا ہے والموقوذۃ یعنی چوٹیلا جو کسی لاٹھی یا پتھر وغیرہا سے مقتول ہوا ہے والمتردیۃ یعنی وہ جو کسی اونچی جگہ سے نیچے گرکر مرگیا ہے والنطیحۃ یعنی وہ جسکو کسی دوسرے جانور نے اپنی سینگ سے زخمی کرکے مارڈالا ہے وما اکل السبع یعنی وہ جو بچ رہا ہے کھانیسے درندے کے الا ما ذکیتم یعنی جسکو تمنے ذبح کرلیا ہے وما ذبح علی النصب اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو کسی تھان پر وان تستقسموا بالازلام اور یہ کہ ڈالو تم پانسے ذلکم فسق زواجر مین کہا ہے کہ مفسرین کہتے ہین کہ اللہ پاک نے اس آیت مین اباحت سے گیارہ نوع کو مستثنے فرمایا ہے انکی تحریم موافق عقول کے ہے مردار سے جو خود بخود مرگیا ہے دو چیزین مستثنے ہین ایک مچھلی دوسری ٹڈی اسلئے کہ اس باب مین دو حدیثین صحیح آئی ہین حدیث مین یہ بھی آیا ہے کہ ذکوۃ جنین کی وہی ذکات اوسکی مان کی ہے سو جب جنین مذکاۃ زندہ یا مردہ نکلیگا بحیات غیر مستقرہ تو وہ بہ تبعیت ام کی کے حلال ہوگا اگرچہ بڑا ہو اور اوسکے بال بھی ہون مراد میتۃ سے وہ ہے جسکی حیات زائل ہوگئی ہے لیکن بذکاۃ شرعیہ اسمین انواع آئندہ داخل ہین جنین مذکور اس سے خارج ہے اور صید جبکہ کسی ضغطہ یا ثقل سے مرجائیگا جیسے سگ وغیرہ اور ہر وہ جانور جسکی حیات زائل ہوگئی ہے بذکاۃ شرعیہ اگرچہ اوسمین روانی خون کی اور خود خون نہو ہان وہ خون جو رگون اور گوشت مین لپٹا ہوا رہ جاتا ہے وہ معاف ہے حالانکہ لفظ مسفوح سے جو دوسری آیت مین آئی ہے اور تقیید اطلاق آیت ہذا کرتی ہے خون خارج ہوچکا ہے پھر اس خون سے جگر و طحال بحدیث صحیح مستثنے ہین حالانکہ قید مسفوح بھی ان دونون کو خارج کرتی ہے کچھ حاجت استثناء کی نہین ہے بعض اہل علم نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ خون حرام ہے اگرچہ مسفوح یعنے روان نہو اور قول ابوحنیفہ کو رد کیا ہے ساتھ حلت غیر

غیر مسفوح کی ولیس کے مازعم خنزیر کی طبیعت اخلاق ذمیمہ پہ ہوئی ہے جیسے حرص فاحش
رغبت شدید منہیات مین بے غیرتی اسلئے انسان پر اوسکا کھانا حرام کیا گیا ہے تاکہ یہ کیفیت
قبیحہ آدمی مین پیدا نہو اسی لئے جو قوم اسکو کہاتی ہے اوسمین یہ کیفیات پیدا ہو جاتی ہین بخلاف
گوسفند کے کہ اونکی ذات ان سب اخلاق ذمیمہ سے عاری ہے اس جگہہ فقط لحم خوک کو حرام فرمایا ہے
حالانکہ سارا خوک حرام ہے کیونکہ مقصود ذاتی یہی اوسکا گوشت ہوتا ہے قرطبی نے کہا اسمین
خلاف نہین ہے کہ سارا خنزیر محرم ہے مگر بال اوسکے کہ اوس سے دوخت کرنا جائز ہے انتہی
یہ بات قرطبی نے مطابق اپنے مذہب مالکی کے کہی ہے صاحب زواجر کہتے ہین ہمارا مذہب
بھی یہی ہے بخلاف اوس شخص کے جسنے شافعی سے تحریم اوسکی نقل کی ہے اور خوک آبی
ہمارے نزدیک ماکول ہے **ما اہل لغیر اللّٰہ بہ** سے وہ جانور مراد ہے جو نام پر کسی بت
کے ذبح کیا گیا ہے اہلال کہتے ہین رفع صوت کو وہ لوگ وقت ذبح کے باسم اللات والعزیٰ
کہتے تھے اسلئے یہ ذبیحہ حرام کیا گیا اس صورت مین معنی ما اہل لغیر اللّٰہ بہ کے یہ ہوئے
ما ذبح للطواغیت والاصنام یہی قول ہے ایک جماعت کا دوسرون نے کہا ہے مراد
ما ذکر علیہ غیر اسم اللّٰہ ہے فخر رازی کہتے ہین یہی قول اولی ہے اسلئے کہ خوب ہی
مطابق لفظ آیت ہے علما نے کہا ہے اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور قصد اوسکے
ذبح سے تقرب الی غیر اللہ ہے تو وہ مرتد ہو گیا اور وہ ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے ہان ذبائح اہل کتاب
حلال ہین بدلیل **قولہ تعالیٰ** وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم لکن اگر اہل کتاب
باسم مسیح ذبح کرینگے تو وہ ذبیحہ نزدیک ائمہ اربعہ وغیرہم کے حلال نہوگا اور ایک جماعت نے
کہا کہ مطلقاً ذبیحہ اونکا حلال ہے لکن یہ قول مردود ہے اسلئے کہ ما اہل لغیر اللہ بہ خاص ہی خاص
عام پر مقدم ہوتا ہے **حکایت** ابن عطیہ نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ کسینے ایک
عالم سے استفتا کیا تھا کہ ایک عورت آسودہ حال نے ایک اونٹ واسطے اپنی لعب کے نحر
کیا ہے اوس مفتی نے فتوی دیا کہ اوسکا کھانا حلال نہین ہے اسلئے کہ وہ واسطے صنم کے

ذبح کیا گیا ہے انتہی مین کہتا ہون اکثر مفسرین نے تفسیر لفظ ما اهل به مین قید ذبح کی لگائی
ہے اسلیئے کہ مشرکین عرب اہل جاہلیت ذبح حیوانات واسطے اصنام کے کرتے تھے اور وقت
ذبح کے اونکا نام لیتے تھے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی لیکن بطریق اطلاق تاکہ شامل ذبائح مذکورہ
وغیر مذکورہ دونون رہے اور جس ذبیحہ پر نام غیر اللہ کا پکارا جائے اوسکا بھی یہی حکم ہو
خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر اللہ کا لے یا نہ لے میل فخر رازی کا بھی اسی طرف ہے
کیونکہ اونہون نے فقط اعتبار ذکر غیر اسم اللہ کا کیا ہے وقت ذبح کے قید نہین لگائی
اس سے معلوم ہوا کہ جس گاؤ کو مثلاً سید احمد کبیر کی ٹھہرا کر اونکے نام سے اوسکو پکارین یا جیسے
بکرا شیخ سدو کا یا مرغا زین خان کا اوس سب کا حرمت مین وہی حکم ہے جو ما ذبح علی اسم
الصنم کا حکم ہے ولہذا صاحب زواجر نے آیت شریف کے یہ معنی کیے ہین ما ذبح للطواغیت
والاصنام طواغیت سے مراد ہر معبود باطل ہے کوئی ہو کہین ہو اصنام سے مراد خاص بت ہین
اس مسئلہ کی تحقیق شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ نے اپنی تفسیر فارسی مین اور رسالے
تفسیر فتح البیان اور رسالہ دعایۃ الایمان مین لکھی ہے یہ جگہ لائق اوس تفصیل مطول کے
نہین ہے اسی مدعا پر حکایت مذکورہ بھی دلیل ہے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی نبی یا ولی یا سلطان
یا شیطان یا لہو ولعب صبیان یا نسوان مین ذبح کیا جاتا ہے اوسکا کھانا حرام ہوتا ہے زواجر
مین کہا ہے منخنقہ وہ ہے جو خنق سے مرجائے فعل آدمی ہو یا غیر آدمی دم اوسکا گھٹ کر
نکلجائے اہل جاہلیت حیوان کا گلا گھونٹتے تھے جب وہ مرجاتا تب اوسکو کہاتے موقوذہ
وہ ہے جسکو چوٹ لگے کسی شئے کی یہانتک کہ وہ سست ہوکر مرگیا منجملہ اسکے مقتول بہ بندقہ ہے
اوسکو حکم میتہ و منخنقہ کا ہے اسلئے کہ وہ بغیر سیلان دم کے مرگیا ہے متردیہ وہ ہے جو کسی جا
بلند جیسے پہاڑ یا درخت یا مکان سے زمین پہ گر کر یا کنوئے مین ساقط ہوکر مرگیا ہے اوسکا
کہانا بھی حرام ہے اگرچہ اوسکو تیر لگا ہو کیونکہ اول وہلہ مین اوس محدد سے زخمی ہوکر نہ اوسکی
حیات زائل ہوئی تھی اور نہ اوسکے سبب سے خون اوسکا بہا تھا اور دوسری دفعہ مین محدد

غیر محدد شریک ہو گیا اوس غیر کی شرکت سے اثر حرمت کا بخشا کیونکہ شرط حلت کی ازالہ حیات کا امر
نہ ہی محدّد جارح سے نطیحہ وہ ہے جسکو دوسرے جانور نے اپنی سینگون سے ہلاک کیا ہے وہ
حکم میتہ مین ہے اسلئے کہ سیلان دم مفقود ہے ان کلمات مین حرف ہا اس وجہ سے داخل
ہوا ہے کہ یہ اوصاف ہین گوسفند کے تخصیص اسکے ذکر کی یون ہے کہ اعم ماکولات یہی بکریان
ہین اور خروج کلام کا اعم اغلب پر ہوتا ہے اور مراد اوس سے کل ہے ہان لحوق نطیحہ یہ تھا کہ
اوسپر حرف ہا داخل نہوتا اسلئے کہ فعیل مین مذکر مؤنث برابر ہوتا ہے لکن جب کہ نطیحہ جاری
مجری اسماء شہیر اتو قیاس فعیل سے باہر نکل گیا مراد ما اکل السبع سے اکل بعض ہے اہل جاہلیت
جب دیکھتے کہ درندہ نے زخمی کیا ہے اور مار کر کچھ اوسمین سے کھالیا ہے تو باقی ساتھ خود
کھا لیتے اللہ پاک نے اوسکو حرام کر دیا قید تزکیہ سے معلوم ہوا کہ منخنقہ و مابعد مین جو زندہ
ہاتھ لگے اوسکو ذبح کر کے کھانا حلال ہے والا فلا نصب سے مراد وہ پتھر ہین جنپر اہل جاہلیت
ذبح کرتے تھے یا مراد نصب سے اصنام ہین اونکو واسطے پوجا کے کھڑا کر رکھا تھا مراد ذبح کرنا ہے
باعتقاد تعظیم مجاہد و قتادہ و ابن جریج نے کہا ہے کہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ پتھر کھڑے تھے
جنکو اہل جاہلیت پوجتے اور تعظیم کرتے اور اونکے لئے جانور ذبح کیا کرتے وہ کچھ اصنام
نہ تھے اصنام تو وہ ہوتے ہین جو مصور و منقوش ہون وہ لوگ اون پتھرون کو خون ذبائح
سے لتھیڑتے اور اونپر گوشت رکھتے تھے مسلمانون نے کہا ای رسول خدا اہل جاہلیت تعظیم
اس گھر کی خون سے کرتے تھے ہم احق تر ہین ساتھ اسکے کہ تعظیم بیت کی کرین حضرت م
خاموش رہے یہانتک کہ یہ آیت اوتری لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا استقسام بالازلام
سے اسلئے نہی فرمائی کہ یہ فعل جاہلیت کا تھا اونمین جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی پاس
سادن کعبہ یعنے خادم و پوجاری کے آتا اوسکے پاس سات قدح برابر کے رہتے تھے ایک
پر نعم لکھا تھا دوسرے پر لا تیسرے پر منکم چوتھے پر من غیرکم یعنے تزوج پانچوین پر ملصق
یعنی نسب چھٹے پر عقل یعنے دیت ساتوین پر لا شے علیہ جب کسی کام کا ارادہ کرتے اور اختلاف

ہوتا نسب یا تحمل دیت مین تو پاس ہبل کے کہ سب مین بڑا صنم تھا سو درہم اور شتر لیکر نزدیک
صاحب اقداح کے آتے تا کہ وہ اوس مراد کو حل کردے اور کہتے یا الٰہنا انا اردنا کذا وکذا پھر
جو کچھ اون پانسون مین نکلتا ویسا کرتے اللہ نے اس کام سے نہی کی اور اس رزق کو حرام کہا اور
فرمایا کہ یہ فسق ہے اللہ نے ذکر اس قدح بازی کا ہمراہ ان مطاعم کے اسلئے فرمایا ہے کہ وہ مطاعم
بھی ہمراہ اسکے پاس بیت کے لائے جاتے تھے قرطبی نے کہا اس فعل کا نام استقسام اسلئے
ہوا کہ اوس سے تقسیم رزق و مراد کی کرتے تھے ضمیر ذلکم فسق کی سب کی طرف راجع ہے جسطرح
بہت سے ائمہ شافعیہ نے اسکی تصریح کی ہے یہ قول بعض مفسرین کا کہ فقط راجع بہ مستقسم ہے
ٹھیک نہین ہے کیونکہ جو قاعدہ اصول فقہ مین مقرر ہے وہ قاضی برجوع ضمیر طرف کل کے ہے اسلئے
کوئی وجہ تخصیص بالبعض کی پائی نہین جاتی لکن علماء نے تصریح خون کی نہین کی ہے مگر قیاس دلیل کا اوسپر
معلوم ہے اکل نجاست غیر معفو عنہا کا ملحق کرنا ساتھ خون کے چاہئے جبکہ براہ تعدی ہو بعض اہل علم
نے اسکی تصریح بھی کی ہے انتہی کلام الزواجر **ف** تناول شئے نجس و مستقذر و مضر کا حرام ہے
بعض متاخرین نے تصریح کی ہے کہ یہ تینون کبائر ہین نجاست کا قیاس میتہ پر ہے اسلئے کہ حرمت میتہ
کی بوجہ ضرر کے نہین ہے بلکہ بسبب نجاست کے ہے کما صرحوا بہ سو جب بوجہ نجاست مردار حرام ٹھیرا
اور اللہ پاک نے اوسکا نام فسق رکھا تو ہر نجاست غیر معفو عنہا ملحق بہ مردار ٹھیریگی اس بنیاد
پر اکل نجاست کا گناہ کبیرہ ہے مستقذر وہ چیز ہے جس سے جی گھن کرتا ہے جیسے آب بینی یا منی
یا مذی سو اوسکا کھانا بھی حرام ہے مضر شئے کا حکم خود ظاہر ہے کیونکہ مضر چیز مفسد بدن یا عقل
کی ہوتی ہے یہ افساد اثم عظیم ہے کیونکہ جسطرح کہ غیر کو ضرر دینا کبیرہ ہے ویسا ہی اپنی جان کو ضرر
پہنچانا گناہ بزرگ ہے بلکہ یہ اولی تر ہے اسلئے کہ حفظ النفس خود اہم ہے حفظ غیر سے شافعیہ نے کہا ہے
اکل طاہر مضر کا حرام ہے جیسے مٹی اور سم جیسے افیون مگر قلیل بغرض تداوی ہمراہ غلبۂ سلامت
کے یا جیسے نبات مسکر غیر مطرب کہ اوس سے تداوی کرنا جائز ہے اگرچہ قدرے سکر لاوے
لکن یہ بات جب ہے کہ دو طبیب عادل اس امر کو متعین کردین کہ اوس علت کو سوا اسے

اس دوا کے اور علاج نافع نہین ہے اور اگر کسی ایک نبات مین شک ہو کہ وہ سم ہے یا نہین یا
کسی دودہ مین کہ وہ ماکول ہے یا نہین یا کسی اور شئے مین تو اوسکا تناول کرنا حرام ہے ہان
اگر کسی کہانے کے پکانے مین مکہی وغیرہ گر کر ریزہ ہوگئی ہو تو اوسکا کہانا حلال ہے اور اگر کوئی
پرندہ یا جزو آدمی گر کر ریزہ ہوگیا ہے تو حلال نہین ہے اور اگر ایک طعام جامد پر نجاست
موجود ہو اور یہ شک پیدا ہو کہ وہ مائع یعنے پتلی یا جمی ہوئی گری ہے تو تناول اوسکا حلال ہے
اسلئے کہ اصل اوسکی طہارت ہے اور یہ محتمل ہے کہ وہ نجاست جامد گری ہو اس صورت مین ما حول
اوس طعام کا دور کر کے تناول کرے اگرچہ گمان غالب یہی کیون نہو کہ وہ مائع گری ہوگی اور وہ
درياق یعنی تریاق جسمین گوشت سانپون کا مخلوط ہے اوسکا کہانا حرام ہے مگر ویسے ہی
ضرورت مین جسمین کہ اکل مردار کا جائز ہو جاتا ہے اور اگر ساری روی زمین رزق حرام
سے عام ہو جائے اور حلال روزی باقی نرہے اور نہ وجود ارباب معرفت کی توقع ہو تو اس صورت
مین تناول اوسکا بقدر حاجت کے جائز ہے نہ تنعم اور یہ کچہ ضرورت پر بہی موقوف نہین ہے
ف حیوان کئی طرحکے ہین ایک وہ جو مضر ہین اور نافع نہین ہین جیسے سانپ بچہو
چوہا چیل سگ گزندہ کوا گرگ شیر چیتا اور سائر درندہ ہا اور دب و کرگس و عقاب و برغوث
و سوسہ و صغیر و چہپکلی و گرگٹ و بق و زنبور سوان سب کا قتل کرنا مسنون ہے اگرچہ محرم
حرم مین مارے دوسری قسم وہ ہے جو نافع و ضار ہے جیسے فہد و صقر و باز سوان کا
قتل کرنا واسطے نفع لینے کے مسنون نہین ہے اور نہ مکروہ ہے بسبب ضرر کے تیسری قسم
وہ ہے جو نہ نافع ہے نہ ضار جیسے خنفسا و جعل یعنے گبریلا و سرطان و رخمہ سوانکا قتل کرنا مکروہ
ہے ہان ایسا کتا جسمین کہ نہ کچہ فائدہ ہے اور نہ نقصان اوسکی حلت مین تناقض ہے معتمد یہی حرمت
ہے اوسکی کمانی المجموع عن الاصحاب اسکے اور درمیان مذکورات کے یہ فرق ہے کہ وہ محکم شرع
مین ہین اسلئے جو چیز کہ اونمین معتفر ہے وہ اونکے غیر مین معتفر نہین ہے اونکا قول اس جگہ اسکی
تائید کرتا ہے کیونکہ وہ قتل نمل کبیر کو حرام بتلاتے ہین حالانکہ اوسمین نہ کوئی نفع ہے اور نہ ضرر ہے

اِسی طرح قائل ہین تحریم مگس شہد و خطاف و صرد و ضفدع و کلب کے گوشت کا ریا حراست کا
کتا ہوا ور گو سیاہ ہو هکذا فی الزواجر **ف** زواجر مین بذیل کتاب الاطعمہ اکل مسکر
طاہر کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور مثال مین نام حشیشہ و افیون و شیکران یعنی بنج و عنبر و زعفران
و جوزۃ الطیب کا لیا ہے پہر کہا ہے کہ یہ سب مسکر ہین بعض کی تصریح نووی نے اور بعض کی
اوروں نے کی ہے مراد اسکار سے اس جگہہ یہ ہے کہ عقل کو چہپاوے لکن نہ ہمراہ شدت مطربہ
کے اسلئے کہ وہ خصوصیات سے مسکر مائع کے ہے اس تعریف اسکار سے معلوم ہوا کہ ان چیزون
کا مخدر نام رکہنا کچہہ منافی معانی اسکار کی نہین ہے سو جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ سب اشیاء
مسکر یا مخدر ہین تو استعمال و اکل انکا کبیرہ و فسق ہے اور جو احادیث و عید شارب مسکر
مین آئی ہین وہ حق مین شخص مستعمل کے کسی شئے کے ان اشیاء مین سے بہی وارد ہوتی ہین
بسبب اشتراک کے ازالۂ عقل مین کیونکہ مقصود شارع کا بقاء عقل ہے اور عقل ایک آلہ ہے فہم
کا اللہ و رسول سے اِسی عقل کے سبب سے انسان حیوان سے متمیز ہے اور یہ عقل ایک وسیلہ ہے طرف
ایثار کمالات کے نقائص پر توحق مین اوس شخص کے جو تعاطی کسی شئے مزیل عقل کی کرتا ہے
وعید خمر صادق آتی ہے مسند احمد و سنن ابی داؤد مین آیا ہے کہ نہی فرمائی ہے رسول خدا صلعم
نے ہر مسکر و مفتر سے علما نے کہا ہے جو چیز مورث فتور و خدر کے اطراف مین ہے وہی مفتر مخدر
ہوتی ہے سو یہ ساری مذکورات مسکر و مخدر و مفتر ہین عراقی و شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے تحریم
حشیشہ پر اجماع نقل کیا ہے اور مستحل حشیشہ کو کافر ٹہیرایا ہے ائمہ اربعہ نے کلام اس شئے پر اسلئے
نہین کیا کہ یہ حشیشہ اونکے زمانہ مین نہ تہا ظہور اسکا آخر صدۂ ششم و اول صدۂ ہفتم مین ہوا ہے جسوقت
کہ دولت تتار کا غلبہ ہوا تہا اوردی نے ذکر کیا ہے کہ جس نبات مین شدت مطربہ ہے اوسمین حد
واجب آتی ہے امام مجتہد ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ جوزۃ الطیب یعنی جائفل مسکر ہے پہر
متاخرین شافعیہ و مالکیہ نے اس نقل پر اعتماد کیا ہے اسی قدر واسطے تحریم کے کافی ہے ابن العماد
نے مبالغہ کر کے حشیشہ کو جوز پر قیاس کیا ہے بعض فقہاء عصر نے کہا تہا کہ برگ سبز حشیشہ مین

اسکار نہین ہوتا ہے بعد تحمیص کے وہ مسکر لاتا ہے اور سیر ابن العماد نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ کچھ
فرق درمیان سبز و خشک کے نہین ہے بلکہ وہ تو ملحق بجوزۃ الطیب و زعفران و عنبر و افیون
و بنج ہے اور منجملہ مسکرات مخدرات کے ہے ذکر ذلک ابن القسطلانی فی تکریم المعیشۃ
انتہیٰ صواب کہنا اسکو ابن العماد کا اور اجماع علماء کو تحریم پر اوسکے مقیس علی جوزۃ الطیب
کر نیسے معلوم ہوا کہ تحریم جوزہ مین بسبب اسکار یا تخدیر کچھ شک نہین ہے حنابلہ بھی اوسکے
اسکار مین موافق مالکیہ و شافعیہ کے ہین امام متاخرین حنابلہ ابن تیمیہ نے نص کی ہے اسکار حشیشہ
پر اور حنابلہ اسکے مسکر ہونے مین تابع اپنے امام کے ہین یہی مقتضیٰ یعنے حکم کلام بعض ائمہ
حنفیہ کا بھی ہے فتاوی مرغینانی مین کہا ہے المسکر من البنج ولبن الرماک ای اناث
الخیل حرام ولا یحد شاربہ قالہ الفقیہ ابو حفص ونص علیہ شمس الائمۃ
السرخسی انتھیٰ کلام ابن دقیق وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جوزہ مثل بنج کے ہے سو جب حنفیہ
قائل اسکار بنج کے ہین تو قول باسکار جوزہ بھی اونکو لازم آیا اس سے ثابت ہوا کہ حشیشہ
نزدیک ائمہ اربعہ کے حرام ہے شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک نص سے اور حنفیہ کے
نزدیک اقتضاء سے اسلیے کہ وہ مسکر یا مخدر ہے اصل اسکی وہی قیاس حشیشہ کا ہے جوزہ
پر کما مر شیخ ابو اسحٰق نے تذکرہ مین اور نووی نے شرح مہذب مین اور ابن دقیق العید نے
کہا ہے کہ حشیشہ مسکر ہے زرکشی کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک اسمین کچھ خلاف نہین ہے
اور راونکی حد مین وہ سکران یعنے مست بھی داخل ہے جسکا کلام منظوم مختل اور سر مکتوم
منکشف ہے یا آسمان کو زمین سے اور طول کو عرض سے نہین پہچانتا ہے پھر قرافی سے
نفی اسکار و اثبات افساد نقل کر کے رد اس خلاف کا کیا ہے اور تخطیہ و تغلیط قرافی مین طول
دیا ہے علماء نبات و اطبا نے بھی نص کی ہے اوسکی اسکار پر اس بارہ مین اونہین کی
طرف مرجع ہے لکن حق اسمین خلاف اطلاقین ہے یعنی نہ مطلقاً اسکار کہہ سکتے ہین نہ
مطلقاً افساد اسلیے کہ کبھی مراد اسکار سے مطلق تغطیہ عقل ہوتا ہے سو یہ اطلاق اعم ہے اور کبھی

مراد تغطیہ عقل کا ہمراہ نشاط وطرب کے ہوتا ہے سو وہ اطلاق اخص ہے اور جہان کہین مطلق اسکا
بولا جاتا ہے اوس سے یہی اطلاق ثانی مراد ہوتا ہے سو اطلاق اول پر درمیان مسکر و مخدر
کے عموم مطلق ہے کیونکہ ہر مخدر مسکر ہوتا ہے اور ہر مسکر مخدر نہین ہوتا ہے پس اطلاق اسکا
سے حشیشہ وجوزہ ونحوہا پر مراد تخدیر ہے اور جسنے اسکی نفی کی ہے مراد اوسکی معنی اخص ہین تحقیق اسکی
یہ ہے کہ شان سکر کی جیسے خمر ہے یہ ہے کہ اوس سے نشاۃ و نشاط وطرب وعربدہ و حمیت پیدا ہوتی
ہے اور شان سکر حشیشہ وجوزہ کی یہ ہے کہ اوس سے اضداد ان امور کی متولد ہوتی ہین جیسے
تخدیر و فتور بدن طول سکوت نوم وعدم حمیت اس تقریر سے رد زرکشی کا قرافی پر مردود
ہوجاتا ہے اور مخدر رکھنا قرافی کا حشیشہ کو درست ٹھیرتا ہے اب بعد اس علم کے جو شخص حشیشہ
کو حلال کہے یا غیر مخدر و مسکر ٹھیرائیگا وہ لائق تعزیر بلیغ کے ہوگا بلکہ ابن تیمیہ رح اور اونکے
اہل مذہب کا اعتقاد یہ ہے کہ مستحل حشیشہ کا فر ہوجاتا ہے انسان کو چاہیے کہ وقوع سے
اس ورطہ مین محترز رہے ابن تیمیہ نے کتاب السیاسہ مین کہا ہے کہ حشیشہ مین مثل خمر کے
حد واجب آتی ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ نجس ہے انتہی بلکہ کہلانا اوسکا حیوان کو بھی حرام
ہے ابن دقیق العید نے کہا ہے متلف حشیشہ پر مثل خمر کے کچھ ضمان نہین آتا بعد اسکے زواجر
مین اقوال اطبار کو بابت مضرت و نقصان نقل کر کے بعض علما کا قول نقل کیا ہے کہ اوسکے
اکل مین ایک سو بیس مضار دنیویہ و دینیہ ہین پہر اونکو گنا ہے پہر کہا ہے کہ ابوزرعہ
وغیرہ نے حشیشہ کو مثل خمر کے ٹھیرایا ہے اور ذہبی نے مبالغہ کر کے کہا ہے کہ نجاست
و حد مین مثل خمر کے ہے بلکہ خمر سے بہی اخبث تر ہے اسلئے کہ مفسد عقل و مزاج ہے مستعمل حشیشہ مین
تخنث آجاتا ہے یعنی ابنہ و دیاثت و قوادت اور خمر و حشیشہ دونون مانع ہین ذکر خدا و نماز سے
ہان بعض علماء متاخرین نے حد مین توقف کیا ہے فقط تعزیر کرنا تجویز کیا ہے اسلئے کہ
مغیر عقل بغیر طرب مثل بنج کے ہے بہرحال حشیشہ داخل خمر ہے لفظا و معنی اسلئے کہ حضرت
نے فرمایا ہے کل مسکر حرام وقال صلعم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اور کسی نوع

مین کچھہ فرق نہین فرمایا ماکول ہو یا مشروب انتھی کلام الذہبی ملخصاً لکن یہ قول ذہبی کا کہ اوسمین نجاست و حد ہے ضعیف ہے انتھی کلام الزواجر صحیح یہ ہے کہ خمر بھی نجس نہین ہے اگرچہ قطعاً حرام ہے ف کتاب دلیل الطالب کے صفحہ پانصد و نہم مین ایک سوال جواب بابت استعمال زعفران و جوزہندی و حشیشہ کے لکہا گیا ہے خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ جس چیز پر سکر صادق آتا ہے ادلہ اوسکی تحریم پر قائم ہین قال تعالی انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ یہ آیت متناول ہر مسکر ہے اور حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے کہ ہر مسکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے اخرجہ مسلم واحمد واہل السنن الا ابن ماجۃ دوسرا لفظ یہ ہے ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے خرجہ مسلم والدارقطنی ابو موسی کا لفظ مرفوع یہ ہے ہر مسکر حرام ہے اخرجہ الشیخان واحمد ابن عباس کا لفظ مرفوعاً یہ ہے ہر مخمر خمر ہے ہر مسکر حرام ہے اخرجہ ابوداؤد عائشہ کا لفظ یہ ہے ما اسکر الفرق منہ فملاء الکف منہ حرام اخرجہ احمد وابوداؤد والترمذی وحسنہ دوسرا لفظ یہ ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اخرجہ احمد واہل السنن وابن حبان وحسنہ الترمذی ورجال اسنادہ ثقات سعد بن ابی وقاص کا لفظ یہ ہے کہ نہی رسول اللہ صلعم عن قلیل ما اسکر کثیرہ اس بارہ مین اور بہت احادیث آئی ہین سب مصرح ہین اس امر کی کہ جسکا کثیر سکر لائے اوسکا قلیل حرام ہوتا ہے شارع نے جملہ انواع سکر پر حکم تحریم کا لگایا ہے کسی نوع مین فرق نہین کیا بلکہ عموم حرمت قائم رکھی اور ہر مسکر کا نام خمر ٹھیرا دیا یہ بات کتاب وسنت دونون سے ثابت ہوگئی اطلاق اسم خمر کا ہر مسکر پر نقل جماہیر ائمہ لغت واخبار نبویہ وآثار صحابہ وجمہور اہل علم سے پایا گیا کوئی وجہ اسکے مجاز کہنے کی نہین ہے اور اگر نزدیک بعض اہل لغت کے یہ اطلاق مجاز بھی ٹھیرے تو نزدیک شارع واہل شرع کے تو ہرگز مجاز نہین ہے حقائق شرعیہ ہمیشہ حقائق لغویہ پر مقدم ہوتے ہین سارے ادلہ اس باب کے دلیل ہین تحریم ہر مسکر پر اس صورت مین ہر نوع جسکی خاصیت اسکار ہوگی محرم ٹھیریگی

بدون فرق مائع وجامد کسواه معالجہ سے ہو یا اصل خلقت مین جمہور صحابہ وتابعین واحمد
واسحق ومالک وشافعی اسی طرف گئے ہین حنفیہ وغیرہم نے جو اختلاف کیا ہے وہ بے دلیل ہے
جواب اونکا دلیل الطالب مین مرقوم ہے یہان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر بہت سے زعفران
وجوز ہندی دقات حد سکر تک مین مستعمل کے پہنچ جائے تو قلیل بہی اوسکا حرام ہے مثل کثیر کے
بعض نے کہا ہے کہ یہ اشیاء مفتر ہین نہ مسکر سو جبکہ یہ تفتیر حد سکر کو پہنچیگی جسطرح کہ اکل وشرب
حشیش سے حاصل ہوتی ہے تب بہی محرم ٹہیریگی اور اگر نری مفتر ہے تو حرمت مفتر مین بہی
حدیث آئی ہے ام سلمہ کہتی ہین نہی رسول اللہ صلعم عن کل مسکر ومفتر اخرجہ
ابو داؤد شوکانی رح نے کہا یہ حدیث صالح احتجاج ہے اسلئے کہ ابو داؤد نے اوس سے سکوت
کیا ہے ابن رسلان نے شرح سنن مین کہا ہے المفتر ہو کل شراب یورث الفتور والخدر
فی اطراف الاصابع وہو مقدمۃ السکر انتہی عطف مفتر کا مسکر پر مقتضی مغایرت
ہے ابن رسلان کہتے ہین حمل مسکر کا شدت مطربہ پر جسمین حد واجب ہوتی ہے اور حمل مفتر کا
نبات پر مثل حشیش کے جسکو سفلی برتاؤ مین لاتے ہین جائز ہے لکن زعفران مین حد نہین
آتی ہے استعمال اوسکا طعام وغیرہ مین حرام ہے بدلیل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام خواہ مفرد
ہو یا مختلط بغیر اور خواہ اسکار کو بعد خلط کے قوت دے یا نہ دے اگرچہ حضرت نے یہ تفصیل نہین
فرمائی ہے کہ ما افتر کثیرہ فقلیلہ حرام کیونکہ حکم مفتر کا مثل مسکر کے رکہا ہے حاصل یہ ہے
کہ حشیشہ اور جو چیز مثل حشیشہ کے مسکر یا مفتر ہے وہ حرام ہے بعموم ادلہ تحریم خدر کہتے ہین
فتور زائد کو مخدر کوئی شئے سوای مفتر کے نہین ہے غرضکہ زعفران وجوز ہندی وافیون ونحوہا
لاحق مسکرات ہین ولو فی حال من الاحوال ہان اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ اشیاء نہ مسکر
ہین اور نہ مخدر ومفتر اور کسی مستعمل کے مزاج مین یہ وصف انکا ثابت نہین ہوتا ہے تو البتہ
انکو حرام نکہا جاویگا پہر اگر ان منقولات اہل علم پر اکتفا نہو سکے تو حدیث المومنون وقافون
عند الشبہات الخ پر عمل کرے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جوز ہندی وزعفران سے مقدار

کثیر حرام ہے اسلیئے کہ ضرر کرتا ہے نہ اسلیئے کہ مسکر ہے اسی طرح حال قریط یعنی افیون کا ہے نعتہا
قات کو صاحب زواجر حرام کہتے ہین اور ایک جماعت حلال بتاتی ہے قات یمن مین مثل پان کے
ہند مین ہوتا ہے اوسکو بے مصالح کے کہاتے ہین اور پان کو مصالح سے شوکانی رح نے کہا ہے
اگر بعض انواع اوسکے حد سکر و تفتیر کو پہنچین تو ہم حکم تحریم اوس نوع خاص کا دینگے یا مضر ہونا
اوسکا بعض طباع مین ثابت ہو گا تب بہی حرام کہینگے ورنہ اصل حل ہے بدلیل عمومات کتاب
وسنت کے رہا حکم بیع کا سو ظاہر ادلہ سے تحریم بیع ہر اوس چیز کی ثابت ہوتی ہے جسکی منفعت
منحصر ہو محرم مین اور مقصود اوس سے سوا ہی اس محرم کے اور کچہہ نہو خواہ انتفاع اوس سے
غالبًا محرم مین ہو یا نہو مگر بیع اوسکی بقصد انتفاع محرم واقع ہو کر ان صورتون مین فروخت
کرنا اوسکا حرام ہو گا احادیث مین نہی آئی ہے بیع مردار و خمر و خنزیر سے اسلیئے کہ انتفاع ان سے
محرم مین ہوتا ہے اور امر حلال مین نفع لینا انسے متصور نہین ہے اسی قبیل سے حشیشہ ہے
کہ منفعت اوسکی منحصر ہے محرم مین حدیث ابو امامہ مین آیا ہے تم فروخت نکرو گانے بجانے
والیون کو اور خرید نکرو اونکو اور نہ سکہاؤ اونکو یہ کام خیر نہین ہے اونکی تجارت مین اور قیمت
اونکی حرام ہے اخرجہ الترمذی یہ مثال ہے صورت ثانیہ کی کیونکہ منفعت قینات کی کچہہ
منحصر حرام مین نہین ہے لکن انتفاع اونسے غالبًا حرام مین ہوتا ہے اسلیئے شارع نے حکم
اونکا تحریم بیع مین ما لا ینتفع بہ فی غیر الحرام ٹہیرایا ہے تنزیلا للاکثر منزلۃ الکل اسی قبیل سے
ہے بنج و جوز ہندی اور جو انکے مشابہ ہے تیسری صورت کی مثال حدیث زید ہے مرفوعًا جسنے روکا
انگور کو ایام قطاف مین تاکہ فروخت کرے اوسکو ہاتہہ اوس شخص کے [illegible] بنائیگا تو وہ
گہسا آگ مین جان بوجہہ کر اخرجہ الطبرانی باسنا [illegible]
ہے کہ غالب انتفاع انگور سے اور [illegible] ہے الہ سے شخص
فروخت کرے کہ وہ استعما[illegible] مین کریگا تو بیع اوسکی حرام ٹہیری کیونکہ وسیلہ حرام کا
حرام ہوتا ہے اور اگر [illegible] مین ہے تو حرام بہی نہین ہے اسی جنس سے ہے زعفران کہ فروخت

کرنا اوسکا ہاتہ اوس شخص کے جو بکارنا جائز اوسکو لائیگا حرام ہے مثلاً جانتا ہے کہ وہ اوسکو آتنا
کہائیگا جس سے تغیر یا اضرار ہوگا اور اگر کچہ قصد بہی نہین ہے تو بیع اوسکی جائز ہے اسی طرح بیچنا
دیسی گدہون کا بنا اکل کے بقصد مذکور حرام ہے حدیث ابن عباس مین آیا ہے حضرت نے فرمایا
اللہ تعالی جب کسی شئے کا کہانا حرام کرتا ہے تو اوسکی قیمت بہی حرام ہوتی ہے رواہ الحاکم
والبیھقی باسناد صحیح ابن القیم کہتے ہین مراد اس حدیث سے دو امر ہین ایک وہ جو عین
حرام ہے اور انتفاع لینا اوس سے جبلۃً جائز نہین ہے جیسے خمر مردار خون خوک آلات شرک کہ انکی
قیمت کہانا حرام ہے کسی طرح پر کیون نہو دوسری وہ جس سے انتفاع لینا غیر اکل مین مباح
ہے جیسے کہال مردار کی بعد دباغ کے اور جیسے دیسی گدہے اور خچر و نحوہا کہ انکا کہانا حرام ہے
اور انسے انتفاع لینا جائز رہا استعمال تماکو کا جسکو اکثر لوگ کہاتے پیتے ہین سو وہ نہ مسکر ہے نہ مفتر
نہ مخدر اسلئے اصل اباحت پر باقی ہے اور اگر بعض امزجہ وطباع مین وصف سکر و تفتیر کا مثلاً
ثابت ہو تو پہر نادرست ٹہریگی واللہ اعلم **مسئلہ** مردار جانور کا کہانا حرام ہے اور اوسکے
چمڑے اور اعصاب سے قبل دبغ نفع لینا حرام ہے سوای ان دو امر کے بقیہ اجزای میتۃ سے
نفع لینا منع نہین ہے کیونکہ میتۃ نجس نہین ہوتا ہے اور تحریم بیع کی مستلزم نجاست کو
نہین ہوتی ہے نہ شرعاً نہ عقلاً **مسئلہ** حبوب وغلات جنکو گدہے بیل وغیرہ پامال
کرتے ہین اور اونمین روث و بول اونکا گرتا ہے اصل اونمین طہارت ہے اور غالب یہ ہے
کہ کشتکار لوگ روث کو جدا کر دیتے ہین ایسی اشیاء مین تعمق شدید کرنا اور بال کی کہال
نکالنا ٹہیک نہین ہے اصل اس باب مین حدیث ابن عمر ہے کہ حضرت کا گذر بعض اسفار
مین ایک حوض پر ہوا وہان ایک آدمی بیٹہا تہا عمر ابن خطاب نے اوس سے پوچہا
کہ آجکی رات درندون نے تو اس حوض مین منہہ نہین ڈالا ہے حضرت نے اوس شخص
سے کہا اے شخص لا تخبرہ ہذا متکلف لہا ما حملت فی بطونہا ولنا ما بقی شراب طہور
اخرجہ الدارقطنی وغیرہ اس حدیث سے جسطرح پر استدلال کیا گیا ہے وجہ اسکی دلیل الطالب

مین مفصلاً مرقوم ہے **مسئلہ** ذبائح سارے مسلمانون کے باوجود اختلاف مذاہب و
تباین مشارب کے حلال ہین اسلئے کہ اللہ تعالی نے ہمکو فقط کھانیسے اوس ذبیحہ کے منع کیا ہے
جسپر نام خدا کا نہین لیا گیا ہے سو ہر مسلمان اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے تحقیقاً یا تقدیراً کسی مذہب
کا کیون نہو اور ذبائح اہل کتاب کے تابع تحلیل اطعمۂ اہل کتاب ہین اسلئے کہ اسم طعام اونپر صادق
ہے یا ادام طعام ہین ایک یہودیہ نے خیبر سے حضرت صلعم کو ایک بکری بھیجی تھی پکاکر حضرت نے
اوسکو کھایا حلت ذبیحہ مین اسقدر کافی ہے کہ انہار دم اور ذکر اسم اللہ ہو سو مسلمان کیسا ہی
بدعتی کیون نہو اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اور بصورت التباس کہ بسم اللہ کہی ہے یا نہین
حل ذبیحہ پر حدیث عائشہ دلیل ہے جسکو بخاری و نسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ نے
روایت کیا ہے وہ کہتی ہین مینے کہا اے رسول خدا ایک قوم تازہ عہد بجاہلیت ہمارے
پاس گوشت لاتی ہے ہم نہین جانتے کہ اوسنے ذبیحہ پر نام اللہ کا لیا ہے یا نہین ہم اوس گوشت کو
کھائین یا نہین فرمایا اذکروا اسم اللہ علیہا و کلوا امر باعادۂ تسمیہ مشعر ہے اس بات کو کہ ذبیحہ غیر مسمی خواہ
مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا حلال ہے رہی آیت شریف ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ
سو محمول ہے عدم ذکر کلی پر وقت ذبح و وقت اکل کے اور یہی ظاہر ہے نفی ذکر اسم اللہ سے
کیونکہ حسب لحم پر آکل نے وقت اکل کے بسم اللہ کہی اور کافر نے وقت ذبح کے تسمیہ نہین کہا تھا
تو اوسپر نام اللہ کا مذکور ہوگیا یہ بات واضح ہے اور خصوص سبب کا اعتبار نہین یعنی اس بات
کا کہ عائشہ کا سوال اوس گوشت سے تھا جسکو نو مسلمان لوگ تازہ عہد بجاہلیت لاتے تھے
بلکہ اعتبار اس جگہہ عموم لفظ کا ہے بقاعدۂ مقررۂ علم اصول اسیلئے شوکانی رح نے کہا ہے
کہ حق یہ ہے کہ ذبیحہ کافر کا حلال ہے جبکہ اوسپر نام اللہ کا لیا گیا ہو اور اہلال بغیر اللہ نکیا ہو
یعنی واسطے اوثان و اصنام کے ذبح نکیا ہو اور یہ بات نہین ہے کہ کوئی کافر نام اللہ کا
نہ لیتا ہو اور حدیث عائشہ مین دلیل عدم اشتراط تسمیہ پر مطلقاً نہین ہے بلکہ عدم اشتراط
تسمیہ پر وقت ذبح کے ہے حاصل یہ ہے کہ تسمیہ ذابح پر فرض ہے اور اعادہ اوسکا وقت

اکل کے متردد پر فرض ہے اور اقل تسمیہ یہ ہے کہ بسم اللہ کہے اور تقدیم تسمیہ کی مضر نہین جبکہ قبل وقت کے اوسکو کہا ہے نہ منافی اسکی ہے کہ وہ تسمیہ واسطے ذبح کے کہا گیا ہے سبیل حرام مین کہا ہے کافر نے جب ذبح کیا اللہ کے نام پر اور غیر اللہ کے لئے ذبح نہین کیا اور رگہا ہے گردن سے خون جاری ہوا تو ادلہ مین کوئی دلیل تحریم اس ذبیحہ پر جو اس صفت پر واقع ہوا ہے موجود نہین ہے ہان اگر کافر نے وہ ذبیحہ واسطے غیر اللہ کے کیا ہے تو وہ بیشک حرام ہے اگرچہ کسی مسلمان ہی نے کیون نکیا ہو اب جو کوئی شخص قائل اشتراط اسلام ذابح کا ہے دلیل لانا اوسکے ذمہ پر ہے نہ ہمارے ذمہ پر تمام کلام اس مسئلہ پر کتاب دلیل الطالب کے صفحہ چارسو گیارہ سے تا صفحہ ۴۱۴ مرقوم ہے واللہ اعلم **مسئلہ** کہانا یا پینا کسی شئے نجس یا حرام کا بطور تداوی حرام ہے اور جو کوئی اسکو حلال کہے وہ دلیل لاوے حدیث ابوالدردا مین مرفوعًا آیا ہے اللہ نے ہر درد کے لئے ایک دوا بنائی ہے سو تم دوا کرو لکن حرام چیز سے دوا نکرو اخرجہ ابوداؤد شرح منتقی مین کہا ہے کہ دوا کرنا نجاسات سے اور اون چیزون سے جنکو اللہ نے حرام کیا ہے جائز نہین ہے ابوہریرہ نے مرفوعًا کہا ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے دوا خبیث سے اخرجہ احمد ومسلم وابن ماجۃ والترمذی اور یہ بات معلوم ہے کہ حرام ونجس دونون خبیث ہوتے ہین قال تعالی ویحرم علیہم الخبائث طارق بن سوید جعفی نے پوچہا تہا کہ مین خمر واسطے دوا کے بناؤن فرمایا وہ دوا نہین ہے دا ہے رواہ مسلم وغیرہ جمہور کا مذہب یہی ہے کہ جس طرح شرب خمر حرام ہے اسی طرح تداوی بخمر محرم ہے اور یہی حکم سب اشیاء محرمہ ونجسہ کا ہے حضرت نے جو ابوال ابل کو بطور تداوی بتایا تہا وہ کچہ منافی اسکی نہین ہے اسلئے کہ اونکی نجاست وحرمت مین خلاف معروف ہے اور بصورت نجس یا حرام ہونیکے بناء عام خاص پر کیجاویگی بقاعدۂ مقررہ اصول جسپر اجماع علماء فحول ہی غرضکہ تداوی بہ نجس وحرام حرام ہے کوئی شئے بہی کیون نہو اور اصل نہی مین تحریم ہوتی ہے مسکر کا حکم یہ ہے کہ مفردًا ومخلوطًا بالغیر حرام ہے احادیث صحیحہ مین تخلیل خمر سے نہی آئی ہے

ہان جو خمر خود بخود سرکہ ہو جاوے وہ حلال ہے مطہریت استحالہ کی معالجہ سے ماعدای مسکرات مین ہے مسکرات عموم ادلہ مطہریت استحالہ سے مخصوص ہین حنفیہ جو قائل حل خل خمر ہین دلیل انکی یہی استحالہ خمر ہے لکن اس استدلال مین غفلت عظیم ہے احادیث نہی تخلیل خمر سے بہر حال تداوی بمسکرات خواہ عین ہو یا مستحیل بخل بمعالجہ اور خواہ بہت ہو یا کم اور خواہ مفرد ہو یا مخلوط بغیر اور خواہ قوی ہو اسکا زیر بعد خلط کے یا نہو حرام ہے کسی طرح جائز نہین اسلئے کہ ہر مسکر حکم خمر مین ہوتا ہے اور شارع نے خمر کو داء کہا ہے نہ دوا منجملہ طرائق خمر کے ایک تبدیل اسم خمر ہے باسم دیگر پس جس چیز مین وجود خمر کا مفرداً یا مخلوطاً بالغیر ہوگا یہ حکم اوسکو شامل رہیگا مثل غالب ادویہ انگریزی جنکو بشرکت خمر طیار کیا جاتا ہے خواہ خمر اونمین مستہلک و مستحیل بشئے دیگر ہو یا نہو کہ یہ استعمال داخل شرب خمر ہے بہ تبدیل نام شراب بنام دیگر جو مسکر جس دوا مین ملایا گیا شراب واکل اوسکا حرام ہو جاتا ہے بسبب عموم ادلہ کے کہ کثیر و قلیل مسکر حرام ہے اور ہر مسکر خمر ہے گو معالجہ سے مستحیل بشئے دیگر کیون نہو جاوے خلط ومزج ایک شئے کا دوسری شئے مین اور چیز ہے اور استحالہ کسی شئے کا دوسری شئے مین اور چیز ہے حدیث مین آیا ہے جسنے دوا کی خمر سے شفا نہ دیگا اوسکو اللہ استحالہ کو علما نے جو مطہر و محلل کہا ہے مراد اوس سے ماورای مسکرات ہے کیونکہ مسکرات ہر حال مین جملہ محرمات سے مخصوص ہین ساتھہ تحریم زائد کے ہان اگر کسی دوا مین کوئی شئے محرمات مین سے جیسے مفتر یا مخدر اس قدر مخلوط ہو جاوے کہ حد تفتیر و تخدیر کو نہ پہنچے تو استعمال اوس دوا کا جائز ہے اسلئے کہ تحریم مفترات و مخدرات و سمومات و نحوہا مین اوسقدر تشدید و تخصیص نہین آئی ہے جتنی کہ بمقدمۂ مسکرات آئی ہے یہ امارت ہے تفرقہ کی درمیان مسکرات و محرمات کے **مسئلہ** منجملہ محرمات کے ایک نجاسات ہین جیسے بول غائط آدمی دم حیض ونفاس لعاب کلب لحم خنزیر اسکے سوا جو اور امور ہین جیسے منی بنی آدم و دم مسفوح ومیتہ و قئے ولحم مقطوع حیوان حی سے اور سوا اسکے اونمین جس چیز پر دلیل دال بر نجاست آئی ہو حکم اوسکی نجاست کا دینا واجب ہے

بدون الحاق مثل روث کے ورنہ برات اصلیہ کافی ہے کیونکہ اصل جمیع اشیاء مین طہارت ہے
اور کسی چیز پر حکم نجاست کا لگانا ایک تکلیف عام البلوی ہے یہ حکم بدون قیام کسی حجت کی
نہین ہوسکتا ہے **مسئلہ** منجملہ محرمات کے ایک مستخبثات ہین مستخبث وہ حیوانات ہین
جنکو لوگ خبیث جانتے ہین نہ بسبب کسی علت یا عدم اعتیاد کے بلکہ بمجرد استخباث کے سو وہ
حرام ہین اور کریمہ ویحرم علیہم الخبائث مین مندرج ہین طیبات وہ ہین جو نزدیک
عرب کے مستطاب و مستلذ ہین بغیر اسکے کہ کوئی نص کتاب و سنت کی اونکی تحریم مین آئی ہو
مثلاً قنفذ خبیث ہے اسلئے حرام ہے مگر خطابی نے حدیث حرمت قنفذ کو ضعیف بتایا ہے سو اگر
وہ ضعف اس درجہ کا ہو جس سے حدیث پایۂ اعتبار سے ساقط ہوسکتی ہے تو خیر ورنہ حرمت
اوسکی ظاہر ہے منع اکل تراب پر کوئی دلیل نہین آئی ہے لیکن بوجہ اضرار اوسکو حرام کہا ہے
مسئلہ ماوردی کہتے ہین سموم چار طرح پر ہین ایک وہ جنکا کثیر و قلیل قاتل ہے اوسکا
کھانا واسطے تداوی کے حرام ہے **لقولہ تعالیٰ** ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ دوسرا
وہ جسکا کثیر قاتل اور قلیل غیر قاتل ہے اسکا کثیر واسطے تداوی کے حرام ہے اور قلیل نافع
جائز تیسرا وہ جو غالباً قاتل ہے اگرچہ غیر قاتل ہونا اوسکا جائز ہو اسکا حکم بھی وہی پہلا حکم
ہے چوتھا وہ جو غالباً قتل نکرے اگرچہ قاتل ہونا اوسکا جائز ہو اسکی بابت شافعی نے
ایک جگہہ اباحت اکل کو ذکر کیا ہے اور دوسری جگہہ تحریم اکل بیان کی ہے شافعیہ نے
کہا جس جگہہ تداوی مین نافع ہو وہان جائز ہے اور جہان نافع نہو وہان ممنوع ہے یہ تفصیل
حسن ہے مطلب یہ ٹھیرا کہ تداوی بمسکرات عموماً اور بام الخبائث خصوصاً حرام ہے یہی حکم تداوی
کا ساتھہ منجسات و خبائث و سمومات کے ہے حرمت استعمال علین مین لکن نجس بعد استحالہ کے
اور مضر بقدر غیر مضر معفو ہے حدیث شریف مین اکل جلالہ و شرب لبن جلالہ سے نہی آئی ہے وہ کچھہ
منافی اسکی نہین ہے اسلئے کہ نجاست کچھہ فرع تحریم کی نہین ہوتی ہے اور نہ کوئی ملازمت
درمیان تحریم و نجاست کے ہے پس جبکہ استحالہ مطہر ٹھیرا تو وہ ادویہ انگریزی جو بلاد فرنگستان

سے آتی ہین اونمین اگر کوئی شئے حرام سوای مسکر کے مخلوط ہوکر مستحیل ہوگئی ہو اس طرحپر
کہ اوس شئے کا نام ونشان اصلی باقی نرہا ہو تو اوسکا استعمال جائز ہو سکتا ہے اور مطلق جلب و اسکا
بلاد کفار سے مانع اکل نہین ہے اسلئے کہ حضرت نے پنیر آمد بلاد نصاری کو کھایا ہے اور شاۃ
مسمومئہ یہودیہ کو بہی تناول کیا تھا اور طعام وذبائح ونساء اہل کتاب کو واسطے اہل اسلام کے
حلال فرمایا ہے ہان اگر وہ شئے حرام ادویئہ مذکورہ مین اس طرحپر ممزوج ہے کہ اسم و وصف
اوسکا باقی ہے تو تداوی ساتھہ اوسکے ناجائز ٹہیریگی لیکن یہ تفصیل دربارۂ استعمال محرمات
غیر مسکرہ کی ہے نہ دربارۂ مسکرات محرمہ کے خواہ خمر ہو یا کوئی اور مسکر پہر خواہ قلیل ہو یا کثیر
اور خواہ قوت اسکار بعد خلط کے بخشے یا بغیر اوسکے بہر حال تداوی ساتھہ اوسکے حرام ہوگی
یہی مذہب ہے جمہور کا اور اگر کوئی دوا ایسی ہے جسکی سکر و حرمت مین اختلاف اہل علم کا ہے
یا وجود مسکر و حرام کا اوسمین معلوم نہین ہے تو اس صورت مین وقت تردد و اشتباہ کے
توقف کرنا لازم ہے غرضکہ تداوی بمحرمات سوای مسکرات کے اوسی صورت مین جائز ہے کہ
مستحیل ہو یا قدر قلیل غیر مضر اور مسکرات سے ہرگز جائز نہین ہے مستحیل ہو یا غیر مضر یا قدر
قلیل واللہ اعلم **ف** انتباذ دو جنس مختلط کا جائز نہین ہے حدیث جابر مین آیا ہے کہ
حضرت نے انتباذ تمر و زبیب سے نہی فرمائی ہے اسی طرح رطب و بسر سے رواہ الشیخان
وجہ نہی کی یہ ہے کہ بسبب خلط کے اسکار جلد آجاتا ہے بعض مالکیہ نے اس نہی کو واسطے
تحریم کے کہا ہے اسلئے کہ اصل نہی مین یہی تحریم ہوتی ہے اور نووی نے مذہب جمہور کا
نہی تنزیہ ذکر کیا ہے اول اولی ہے حدیث انس مین مطلقاً جمع دو شئے سے انتباذ مین منع
فرمایا ہے رواہ احمد والنسائی یعنی کچھہ خصوصیت اشیاء مذکورہ کی نہین ہے مسوی کا
لفظ یہ ہے کہ ایک جماعت اسکو حرام کہتی ہے اگرچہ مسکر نہو مطابق ظاہر حدیث کے وبہ قال
مالک واحمد اور اکثر کا یہ قول ہے کہ حرام ہے جبکہ مشتد و مسکر ہو جائے انتہے ہان پینا
عصیر و نبیذ کا قبل غلیان کے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جائز ہے رواہ اہل السنن

مظنہ غلیان کا بعد تین دن کے ہوتا ہے جس طرح کہ حدیث ابن عباس مین آیا ہے رواہ مسلم
احمد کا لفظ ابن عمر سے حق مین عصیر کے یون ہے اشربہ مالم یاخذہ شیطانہ قیل و
فی کم یاخذہ شیطانہ قال فی ثلث نبیذ اسکو کہتے ہین کہ کہجور یا منقے کو پہل پہل کر
پانی مین بہگو دین جب اوسکی مٹھاس پانی مین آجاوے تو شیرہ اوسکا صاف کرکے تناول
کرین ایک دو دن تک تو اوسمین کچہہ نشہ نہین پیدا ہوتا ہے تیسرے دن اندیشہ سکر کا
البتہ ہوتا ہے پہر اوسکو نہ پیئے واللہ اعلم **ف** منجملہ ماکل کے ایک صید ہے جو صلاح جارح
یا جوارح سے شکار کیا جاتا ہے وہ حلال ہے جبکہ اوسپر نام اللہ کا ذکر ہوا ہے اور جبکو کسی اور
چیز سے شکار کیا ہے اوسکا تذکیہ کرنا ضرور ہے اور شکار سگ معلم کا درست ہے لکن جبکہ
کوئی اور کتا اوسکا شریک ہوجائیگا تو وہ صید حلال نرہیگا اور اگر سگ معلم کچہہ اوسمین سے
کھالیگا تو بہی کہانا اوسکا درست نہوگا اسلیئے کہ اوس شکار کو کتے نے اپنے لئے روکا ہے اور صید
زخمی اگر بعد تین دن کے ہاتھہ آئے اور پانی مین پڑا ہوا نہ ملے تو حلال ہے جب تک کہ بوسیدہ و
بدبودار نہوا ہو اور کسی اور شخص کی تیر سے نہ مرا ہو بیان اجناس حیوانات وطیور کا جنکا اکل حلال ہے
کتب فروع و رسائل صید مین معروف ہے اسلیئے حاجت ذکر کی اسجگہ نہین ہے وہ پارہ گوشت
جو کسی جانور ماکول اللحم زندہ سے کاٹ لیا ہے حلال نہین ہے اوسکا حکم مردار کا حکم ہے سمک
و جراد و کبد و طحال کا کھانا درست ہے بدلیل احادیث صحیحہ جو اس بارہ مین آئی ہین جمہور
کے نزدیک میتہ بحر حلال ہے خواہ خود مرگیا ہے یا شکار سے مرا ہے ابن عباس نے کہا تو
کھا شکار دریا کا خواہ یہودی نے کیا ہو یا نصرانی نے یا مجوسی نے ظاہر کتاب وسنت
اباحت میتات بحر ہے مگر نزدیک امام ابوحنیفہ کے سارے حیوانات بحر حرام ہین مگر مچھلی
اول اولی ہے تفصیل اوسکی شرح درر بہیتہ مین لکھی گئی ہے مضطر کو کھانا مردار کا حلال ہے
لقولہ تعالی الا ما اضطررتم الیہ اسی طرح طعام اہل کتاب حلال ہے مگر وہ چیز جو شرعًا
حرام ہے جیسے خمر و خوک وغیرہ ✤

باب ۵ بیان مین انواع اموال وحرف وغیرہا کے

اموال سلطنت کے جنکی اصل کتاب وسنت مین موجود ہے تین طرح پر ہین ایک غنائم دوسری فیئ تیسری زکوٰۃ غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے لڑ بھڑ کر لیا ہے۔ اسکا ذکر سورۂ انفال مین آیا ہے یہ سورت غزوۂ بدر مین اوتری ہے اسکو انفال اسیلئے کہتے ہین کہ یہ مال اموال مسلمین سے زیادہ ہے اس مال ہین چہ قسمت ہین بموجب نص واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل الی قولہ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا اس مال کو اللہ پاک نے حلال طیب فرمایا ہے اگرچہ اصل الکتاب مین وجوہ محرمہ سے نزدیک کفار کے جمع ہوا تھا سوا سو وقت مین بلکہ ایک مدت دراز سے حصول اس مال کا متعذر ہوگیا ہے اسلئے کوئی ضرورت بیان مصرف مال مذکور کی اس جگہہ نہین ہے صاحب حسن المساعی نے تفصیل اوسکی لکھی ہے وہی واسطے دریافت مسائل کے کافی ہے دوسری قسم مال کی جسکو فیئ کہتے ہین اوسکا ذکر سورۂ حشر مین آیا ہے یہ سورہ غزوۂ بنی نضیر مین اوتری ہے بعد غزوۂ بدر کے اللہ نے فرمایا وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء یعنی فیئ وہ مال ہوتا ہے جو بے لڑے بھڑے کسی سوار و پیادہ کے کفار سے حاصل ہو اسکا مصرف بعد اسکے یون ارشاد کیا ہے وما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ والرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کی لایکون دولۃ بین الاغنیاء منکم الآیات یعنی اس مال مین حقوق مذکورہ ہین یہ مال کچھ دولت نہین ہے جسکو اغنیاء لے بیٹھین پھر بعد اس آیت کے ذکر مہاجرین وانصار کا کیا ہے اور جو لوگ کہ بعد اونکے آوینگے سو جو کوئی شخص ان صفات کا قیامت تک ہونیوالا ہے وہ اس قسم مین داخل ہے یہ مال بھی مثل مال غنائم کے حلال طیب ہے بیت المال مین جتنے اموال جمع ہوتے ہین

اون سب کا حکم مال فییٔ کا ہے جیسے مال لاوارث یا مال غصب یا مال عاریت یا مال ودیعت جنکے
مالک معلوم نہین ہین یا زمین یا جائداد منقول کہ یہ سب اموال حقوق مسلمین ہین زمانۂ
صحابہ مین مال تین طرح پر تھے ایک وہ مال جسکا لینا امام کو پہنچتا ہے بنص کتاب وسنت و
اجماع دوسرا وہ مال جسکا لینا بالاجماع حرام ہے جیسے مال جنایات وعقوبات جسکو جرمانہ کہتے
ہین مسئلہ تادیب بمال کو شرح منتقی مین تفصیل سے لکھا ہے تحقیق یہ ہے کہ جس جگہہ لینا
جرمانہ کا شرع مطہر مین منصوص ہے اوسی جگہہ سے لے اور جس جگہہ لینا نہین آیا ہی وہان
قیاس نکرے تیسرا وہ مال کہ جسمین تنازع واجتہاد ہے جیسے مال اوس شخص کا جسکا کوئی
ذی فرض وعصبہ موجود نہین ہے فقط ذی رحم موجود ہے تیسری قسم اموال سلطنت
کی زکوات ہے یعنی صدقات یہ حق ہے آٹھ طرح کے لوگون کا جنکا نام اللہ پاک نے خود
قرآن شریف مین ذکر کر دیا ہے ایک فقرا دوسرے مساکین یہ دونون قدر کفایت حاجت
مین یکسان ہین اس سے معلوم ہوا کہ غنی اور قوی مکتسب کو صدقہ دینا حلال نہین ہے
تیسرے عامل صدقات یہ وہ لوگ ہین جو تحصیل اموال صدقات کی رعایا سے کرتے ہین اور
محافظ مال مذکور کے ہوتے ہین انکی تنخواہ اوسی مال صدقہ سے دینا چاہیئے چوتھے مولفۃ القلوب
یعنی نومسلم لوگ پانچوین گردن چھوڑانے مین اس قسم مین اعانت مکاتبین وفدیۂ اساری
وعتق رقاب داخل ہے قول اصح واقوی پر چھٹے غارمین یعنے قرضدار لوگ جنپر کسی کا قرض آتا ہے
اور اتنا مقدور نہین رکھتے ہین کہ قرض ادا کرین انکو واسطے ادای قرض کے کچھہ دینا گو زیادہ ہو
جائز ہے مگر یہ کہ قرض مذکور معصیت الٰہی مین کیا ہو کہ اس صورت مین انکو دینا نہ چاہیئے یہانتک
کہ توبہ کرین ساتوین راہ خدا مین یہ لفظ شامل جمیع سبل خدا ہے جیسے تجہیز غازی وحاجی
وطالب علم وبنا قناطیر ومساجد ومدارس ورباط وغیرہ جو مصداق سبیل اللہ ہون شرعًا
آٹھوین مسافر جو اپنے وطن سے علحدہ ہے گو وطن مین غنی ہو مگر یہان محتاج ہو گیا ہے
اور گھر سے طلب نہین کر سکتا ہے مراد صدقات سے اس جگہہ زکوۃ مفروضہ ہے

یا بنا مال نافلہ بہی کچہہ ہو مستحق اس مال کے بہی اقسام ہشتگانہ ہین انکو دینا اور غیر کو دینا
خلاف سنت ہے بلکہ اگر زکوۃ ادا نہو تو کچہہ دور نہین ہے یہ مال ان انواع ہشتگانہ کے
لئے مال حلال ہے نہ مال حرام مگر اوسی صورت مین کہ منجملہ ان اقسام کے نہو اور آپکو اس زمرہ مین
ظاہر کرکے دست برد کرے کہ اوسوقت یہ مال اوسکے حق مین حرام ٹہیر جائیگا اسلئے کہ اوسکو
بلا وجہ شرعی حاصل کیا ہے **ف** زکوۃ مفروضہ کئی قسم کے مال پر لیجاتی ہے وجوب اس زکوۃ
ذمہ پر مالک مکلف کے ہے نہ غیر مکلف پر ایک زکوۃ وہ ہے جو بکری گائو اونٹ پر واجب ہی اسکا
بیان روضہ ندیہ مین مطابق سنت صحیحہ کے لکہا گیا ہے دوسری زکوۃ وہ ہے جو مال نقد
پر لیجاتی ہے جیسے چاندی سونا بیس دینار اور دو سو درہم پر جب ایک سال کامل گذر جائیگا
تو ربع عشر اوس مال سے نکالنا واجب ہوگا اس تعداد سے اگر زر و سیم کم ہے تو اوسپر کچہہ
زکوۃ نہین ہے اسی طرح جواہر اگرچہ گران قیمت ہون اونپر وجوب زکوۃ کا نہین ہے
اور نہ اموال تجارت پر جنکے درآمد برآمد لگی رہتی ہے لکن یہ قول اخیر بعض محققین اہل حدیث
کا ہے نہ جمہور کا معہذا اگر کوئی شخص بطور ورع و تبرع کے اموال تجارت سے زکوۃ نکالی
تو نزدیک قائل عدم وجوب کے بہی ناجائز نہین ہے اسی طرح جو مستغلات ہین یعنی گہر
کرایہ کی یا سواری کرایہ کی اونپر بہی وجوب زکوۃ کا نہین ہوتا ہے تیسری قسم زکوۃ کی وہ ہے
جو پیداوار زمین پر ہوتی ہے جیسے گیہون جو ذرہ تمر زبیب انپر وجوب زکوۃ کا منصوص
سنت مطہرہ ہے دسوان حصہ پیداوار کا مالک مال سے لینا چاہیئے پہر جس کشت کو پانی
نہر یا باران سے ملتا ہے اوسمین مقدار واجب عشر ہے اور جس کشت کو پانی چاہ سے دیتے
ہین اوسمین واجب نصف عشر ہے اسلئے کہ محنت آب کشی کی زمین چاہی مین زیادہ ہوتی
ہے لہذا تخفیف زکوۃ کی گئی اور جو کشت آب باران یا نہر یا دریا یا نالہ ندی سے ہوتی ہے
اوسمین مزارعین کو تخفیف تصدیع رہتی ہے اسواسطے وہان عشر پیداوار پر مقرر ہا ہے
یہ نہایت درجہ کا عدل ہے طرفسے شارع کے وللہ الحمد اور جو زمین مزروعہ نہین ہے فقط ممکن

اوسپر عمل لینا ناجائز ہے یہ تین اقسام ہوئے زکوۃ کے انکے سوا جو اور اشیاء ہین جیسے اسپ وغلام وخچر وخر وبقولات وبطیخ وخیار وفواکہ غیر مکیل اونپر کوئی زکوۃ واجب نہین ہے مگر تمر وعنب وعسل سو شہد مین دہی دسوان حصہ ہے اور تمر وعنب مین کچہ فرق خشک وتر کا نہین ہے یہ صدہا وجوہ مکس جو اس زمانہ مین جاری ہین انکا لینا شرعاً حرام ہے امام کو چاہئے کہ جب یہ زکوات اغنیاء سے لے تو فقراء اہل اسلام کو بموجب قسمت وتحدید شرع کے دیتا رہے مالک مال نے جب یہ زکوۃ دیدی تو وہ بری الذمہ ہوگیا گو بادشاہ جابر کیون نہو یہ زکوۃ سارے مستحقین زکوۃ پر رزق حلال ومال طیب ہے مگر بنی ہاشم اور اونکی لونڈی غلام کو انپر لینا زکوۃ کا اور انکو دینا زکوۃ کا حرام ہے اور انکو زکوۃ پر عامل کرنا بہی درست نہین ہے اور نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوۃ دیسکتا ہے صحیحین مین آیا ہے کہ لا تحل لنا الصدقۃ دوسرا لفظ یہ ہے ان موالی القوم من انفسہم اخرجہ احمد واہل السنن تیسرا لفظ یہ ہے لا تحل لآل محمد الصدقۃ رواہ احمد والطحاوی چوتہی حدیث مین آیا ہے لا تنبغی لمحمد ولا لآل محمد انما ہی اوساخ الناس رواہ مسلم علی مرتضی وعباس نے چاہا تہا کہ حضرت اونکو عامل مقرر کردین جسطرح اور صحابہ کو مقرر فرمایا کرتے تہے حضرت نے انکار کیا حنفیہ کا فتوی بابت جواز دفع زکوۃ طرف بنی ہاشم کے خلاف نصوص صحیحہ ومخالف سنت مطہرہ ہے اور جس طرح کہ یہ مال زکوۃ کا سادات بنی ہاشم پر حرام ہے اسی طرح اغنیاء واقویاء مکتسبین پر بہی حرام ہے **ف** صدقۂ فطر ولحم اضحیہ فقراء ومساکین کو لینا حلال ہے مال مہر واسطے زوجات کے حلال طیب ہے اور ادا کرنا مال مہر کا اندراج پر واجب ہے اور سب دیون پر یہ دین متقدم ہوتا ہے قلیل ہو یا کثیر اسی طرح نان نفقہ اہل نفقات کا خواہ اصول ہون یا فروع یا مملوک واجب ہوتا ہے تفصیل اہل نفقات کی کتب فقہ سنت مین مذکور ہے خلاصہ مقال یہ ہے کہ زوج پر نفقہ زوجہ کا اور مطلقۂ رجعی کا نہ مطلقۂ بائن کا واجب ہے نہ اوسکا جو عدت وفات مین ہے ان دونون کے لئے نہ سکنی ہے نہ نفقہ مگر جبکہ حاملہ ہون اسی طرح نفقہ

ولد معسر کا والد موسر پر اور بالعکس اسکے واجب ہے اور نفقہ مملوک کا سید پر ہے اقربا سوا اونکا نفقہ
واجب نہین ہے مگر باب صلہ رحم سے ہے اور ایسے صلہ ارحام مین دوہرا اجر ملتا ہے اور جس کسی کا
نفقہ جس کسی پر واجب ہے اوسکا سکنی و کسوت بہی واجب ہوتا ہے **ف** کسب کرنا مال کا بذریعہ
اجارہ یعنی مزدوری و نوکری و چاکری کے ایسے عمل پر جس سے کوئی مانع شرعی نہو بنص کتاب و سنت جائز
ہے اور وہ مال مکتسب حلال طیب ہوتا ہے لکن اجرت کا معلوم و معین ہونا چاہئے اور اگر معلوم
نہین ہے تو بمقدار عمل کے استحقاق اجرت کا ہوگا اور اگر باوجود علم کے کام کم کیا ہے اور مزدوری
پوری لے لی ہے تو وہ مال مشتبہ ٹھیریگا اور اجیر عاصی ہوگا خصوصًا جبکہ مستاجر عطاء اجرت زائد
سے خوشدل نہین ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال لینا حلال نہین ہے مگر ساتھ
طیبت نفس کے اجیر کے ہاتھ سے جب کام بگڑ جائیگا یا اوس چیز کو تلف کر دیگا تو بدلیل حدیث
علی الید ما اخذت حتی تؤدیہ اخرجہ احمد واهل السنن وہ اوسکا ضامن ہوگا اسیطرح
وہ مال جو بذریعہ کسب[١] حجامت و مہر بغی[٢] و حلوان[٣] کاہن و اجرت[٤] اذان و قفیز[٥] طحان و استیجار[٦] بر تلاوت
قرآن حاصل کیا جاتا ہے حرام ہے اسیطرح وہ مال جو کہ بواسطہ اخبار نویسی و اشاعت جواب
کسب کیا جاتا ہے حلت سے دور ہوتا ہے اسی طرح وہ مال جو سوال ناجائز سے حاصل کیا جائے
حرام ہے **ف** کرایہ پر دینا زمین مسلمہ کا اجرت معلومہ پر خواہ زمین ہو یا اور اعیان جائز
ہے شرح سنہ مین کہا ہے عامہ اہل علم کا مذہب یہی ہے کہ زمین کا دراہم و دنانیر وغیرہ انواع
اموال پر کرایہ دینا جائز ہے خواہ پیداوار زمین سے ہو یا نہو جبکہ اعیان یا اوصاف معلوم ہون
جیسے اجارہ غیر زمین کا عبید و دواب وغیرہا سے حاصل یہ ہے کہ جس چیز کی بیع درست ہے
اوسکا اجارہ پر دینا بہی درست ہے امام محمد نے کہا ہے کرایہ دینا زمین کا سونے چاندی پر
اور گندم پر جبکہ کیل و قسم اوسکی معلوم ہو لا باس بہ ہے بشرطیکہ پیداوار زمین کو شرط نکرے اور اگر یہ
شرط کر لی ہے کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوا اوسمین سے کیل معلوم پر کرایہ دے تو اسمین کچھ خیر
نہین ہے یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور عامہ فقہاء حنفیہ کا **ف** لکن احادیث سے

ثابت ہے کہ حضرت نے اہل خیبر سے نصف پیداوار زمین پر معاملہ کیا تھا خواہ تمر ہو یا زرع
اس مسئلہ مین مذاہب متنوعہ وادلہ مختلفہ آئی ہین حدیث رافع بن خدیج جو صحیحین مین آئی ہے
اوسکو ناسخ اس حکم کا بتاتے ہین وہ حدیث یہ ہے کہ رافع نے کہا ہم سب انصار مین زیادہ تر تھے
حقل یعنے زرع مین زمین کو اس شرط پر دیتے تھے کہ اتنی پیداوار اوسکی ہمارے لئے ہو اور اتنی اونکے
لئے سو پھر کبھی ایک زمین پیداوار دیتی اور دوسری نہ دیتی حضرت نے ہمکو اس کام سے منع فرمایا
رہا چاندی پر کرایہ دینا سو اوس سے منع نہین کیا مسلم کا لفظ یہ ہے کہ لیکن شئے معلوم مضمون سو
اوسکا کچھہ ڈر نہین ہے حاصل یہ ٹھیرا کہ نقد پر زمین واسطے کھیتی کے دینا درست ہے اور غلہ پر
ناجائز مگر حجۃ بالغہ مین مخابرہ کو جائز کہا ہے اور احادیث نہی کو محمول قطعہ معینہ پر کیا ہے اور
نہی کو تنزیہی یا ارشادی ٹھیرایا ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور زید نے محمول مصلحت خاصہ
اوس عہد پر کیا ہے کہ اس طرحکے معاملہ مین اکثر مناقشات واقع ہوتے تھے مزارعت یہ ہے
کہ زمین اور تخم ایک شخص کا ہو اور عمل و بقر دوسرے آدمی کا مخابرہ یہ ہے کہ زمین ایک شخص
کی ہو اور تخم و عمل و گاؤ دوسرے شخص کے تیسری قسم یہ ہے کہ عمل ایک کا ہو باقی دوسرے کا انتہی
ف حدیث جابر مین مرفوعًا آیا ہے جسنے آباد کیا زمین مردہ کو وہ زمین اوسیکی ہے اخرجه احمد
والنسائی وصححه الترمذی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایسے زمین کا مالک وہی شخص آبادان کار ہوتا ہے
اوسپر دست اندازی کسی کی نہین پہنچتی اور جو پیداوار اوس زمین کی ہے وہ حلال ہے واسطے اس
شخص کے اسی طرح وہ زمین جو امام نے کسی کو جاگیر مین کسی مصلحت سے دی ہے خواہ زمین مردہ ہو
یا معدن یا پانی اوسکا دینا لینا جائز ہے اور نفع اوسکا حلال ہے حدیث ابی خراش مین آیا ہے
لوگ شریک ہین تین چیزون مین پانی گھاس آگ رواہ احمد وابوداود حدیث عمر مین ذکر
نمک کا بھی آیا ہے رواہ الطبرانی بسند حسن ہان وہ پانی جو کسی دیوار سے روک رکھا گیا ہے
وہ اس عموم سے بدلیل اجماع مخصص ہے آب زائد کا روکنا منع ہے اسی طرح کلا رکا امام کو یہہ
بات پہنچتی ہے کہ بعض مواضع کو واسطے دواب مسلمین کے روک لے **ف** اشتراک نقود و

تجارات وتقسیم ربح مین برضامندی یکدیگر جائز ہے اور مضاربت کرنا جب تک کہ غیر حلال پر مشتمل نہو درست ہے مضاربت یہ ہے کہ کسی کو اپنا مال واسطے تجارت کے نصف منافع پر دے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دربارۂ مضاربت حضرت سے کوئی شئے ثابت نہین ہوئی ہے مگر ایک جماعت صحابہ نے جنکی گنتی نوشخص تک پہنچتی ہے مضاربت کی ہے یہ حدیث صہیب کہ برکت تین چیزون مین ہے ایک بیع مین تا مدت دوسری مقارضت یعنی مضاربت مین تیسرے اخلاط گندم وجو مین واسطے گھر کے رواہ ابن ماجة مرفوعاً سخت ضعیف ہے اسلئے کہ اسکی سند مین دو راوی مجہول ہین پشت کا مرکوب اور لبن کا مشروب ہونا عوض نفقۂ مرہون کے جائز ہے اغلاق رہن کا جائز نہین ہے یعنی اگر راہن نے اپنا مال فک رہن نکیا تو اس سے وہ مال مرہونہ مرتہن کا نہین ہوجاتا ہے ودیع ومستعیر پر اداکرنا مال ودیعت وعاریت کا واجب ہے اگر ندیگا تو وہ مال اسکے حق مین حرام ہوگا ماعون سے منع کرنا ناجائز ہے جیسے ڈول دیگ وغیرہ اشیا، غاصب عاصی ہوتا ہے اور کہانا مال مغصوب کا حلال نہین ہے بلکہ رزق حرام ہے مال کتابت کا کہانا درست ہے مراد کتابت سے یہ ہے کہ غلام کو لکھدے کہ جب تو اتنا مال کماکر دیگا تب تو آزاد ہوجائیگا سید کے لئے یہ مال مکسوب مملوک رزق حلال ہوتا ہے نہ حرام راہ خدا مین کسی شئے کا وقف کرنا درست ہے اور جن لوگون کے لئے وہ زمین یا باغ وقف کیا گیا ہے انکو اوس مال موقوف سے ساتھ معروف کے کہانا حلال ہے بلکہ واقف بہی اوس مال سے مثل سائر مسلمین کے انتفاع واکل کرسکتا ہے بیع وقف کی درست نہین ہے

ف قبول کرنا ہدیہ کا اور مکافات کرنا اوسپر درست ہے خواہ مسلمان کا ہدیہ ہو یا کافر کا ہبہ وہ ہے جو بغیر عوض کے دیا جاوے اسکا کہانا موہوب لہ کو حلال ہے اور رجوع واہب کا نادرست مگر والد کا ہبۂ ولد مین نذر ونیاز ماننا واسطے اللہ کے درست ہے اور اوسکا کہانا مساکین وفقرا کو حلال ہے اور جو نذر واسطے غیر اللہ کے ہو یا ذبح لغیر اللہ ہو وہ رزق حرام ہے اوسکا کہانا حلال نہین ہے جیسے نذور قبور واموات واعراس وغیرہا دیت مرد مسلمان

کی سو اونٹ یا دو سو گائے یا دو ہزار بکری یا ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم یا دو سو حلہ ہوتی ہے
حلہ کہتے ہین چادر و تہ بند کو یہ اموال دیت واسطے ورثہ مقتول کے حلال ہین ثلث مال سے
وصیت کرنا درست ہے جسکے لیے یہ وصیت کی ہو اوسکو کہانا اس مال موصی بہ کا حلال ہے
اسی طرح جو مال میراث سے مطابق سہام فرائض اللہ کے ہاتھہ آتا ہے اوسکا کہانا بہی درست
ہے اسی طرح سہام اموال غنائم بموجب تقسیم شرعی کے حلال الاکل ہوتے ہین نہ حرام **ف** اسیطرح
منجملہ ماکل حلال کے وہ رزق ہے جو میزبان مہمان کو کہلاتا ہے لکن مہمان اتنا نزدیک میزبان کے
نہ ٹہیرے کہ اوسکو گناہ مین ڈالے مہمانی تین دن ہے پہر صدقہ ہے چاہے کرے یا نکرے میزبان
اگر مہمانی نکرے تو مہمان بقدر اپنی مہمانی کے اوسکے مال مین سے لیکر کہا سکتا ہے یہ لینا حلال
ہے نہ حرام طعام غیر کا کہانا بغیر اذن مالک کے حرام ہے اسی طرح کسیکے جانور کا دودہ پی جانا
یا باغ کا میوہ کہا جانا یا کہیتی سے غلہ اوٹہالینا منع ہے اگر بہوکا و محتاج ہو تو مالک کو آواز
دے اگر وہ منظور کرے بہتر ورنہ بقدر ضرورت کے کہا پی لے گو دوہر کر نہ لیجائے **ف** مائعات
مین جب نجاست پڑ جائے تو اوسکا کہانا پینا حلال نہین ہے اور اگر وہ شئے جامد ہے تو اوسکے
ار دگرد کو دور کرکے کہالے کہانا طعام ولیمہ و عقیقہ و دعوت مسلمین کا حلال ہے جبکہ بطور
فخر و مباہات و ریا و مبارات کے نہو انتفاع لینا شئے حقیر لقطہ سے جائز ہے اور حالت مخمصہ مین
بقدر سد رمق کہانا حرام سحت کا بہی جائز ہو جاتا ہے بنص کتاب و سنت **ف** باب اول مین
اس کتاب کے بحوالہ احادیث یہ بات گذر چکی ہے کہ بہتر رزق وہ ہے جو آدمی اپنے ہاتہہ کے
کام سے کماکر کہائے سو سب سے بہتر کسب زراعت ہے پہر تجارت پہر دیگر صنائع قرآن پاک
مین باشارۃ النص اصول صنائع و آلات کا ذکر بہی فرمایا ہے صفحہ ہشتم ترجمان القرآن مین
تفصیل اون صنائع و آلات کی بحوالہ الفاظ مطہرہ کتاب عزیز مرقوم ہے جیسے خیاطت یعنی سلائی
حدادت یعنی آہنگری معماری درودگری غزل یعنے سوت کاتنا نسیج یعنے کپڑا بننا فلاحت یعنی کہیتی
باڑی کرنا صیادی یعنی شکار کرنا غواصی یعنے غوطہ زنی کرنا دریا مین صیاغت یعنی سنار کا کام کرنا

زجاجت یعنی شیشہ آلات کا پیشہ کرنا فخارت یعنی خشت پزی کرنا ملاحت یعنی ملاحی کرنا کتابت
یعنی لکہنا قلم سے خبز وعجن وطبخ یعنی باورچی گری کرنا قصارت یعنی گاذری کرنا جزارت یعنی قصاب
پیشہ ہونا تجارت یعنی بیع وشرا کرنا صبغ یعنی رنگریزی کرنا حجارت یعنی سنگ تراشی کرنا کیالت
یعنی وزن کشتی کرنا رمی یعنے تیر اندازی کرنا اسمین ڈہالنا توپ وبندوق کا اور جملہ فنون سپاہ گری
کا بہی داخل ہے یہ سب حرفے قرآن پاک سے ثابت ہین اور انکے ذریعہ سے مال کمانا اور اوسکا کہانا
حلال طیب ہے انکے سوا اور حرف بہی ہین جیسے انطباع کتب بافتگی وسائق دواب ہونا مثل
شتربانی وارابرانی وفیلبانی وسیاست اسپ وعطر فروشی وروغن فروشی ونعلین فروشی
وبیضہ فروشی وغیرہا غرضکہ حرفہ ایک امر مستحب ہے انبیاء علیہم السلام نے بہی کیا ہے آدم
علیہ السلام حراث تہے ادریس علیہ السلام خیاط تہے ابراہیم علیہ السلام بزاز تہے نوح علیہ السلام
نجار تہے عیسی علیہ السلام درودگر تہے موسی علیہ السلام شبان تہے ہماری حضرت نے
بہی بکریاں اہل مکہ کی چند قیراط پر چرائی ہین اور طرفسے خدیجہ علیہا السلام کے شام کو واسطے
تجارت کے گئے تہے عیب لگانیوالا اہل حرفہ ہای مشروع پر سخت جاہل وآثم ہے اسلئے کہ
یہ طعن انبیاء علیہم السلام پر جاتی ہے جس سے بربادی ایمان کی یقینا حاصل ہوتی ہے
علاوہ اسکے دنیا مین کوئی بشر ایسا نہین ہے جو کہ کسی حرفہ سے خالی ہو حدیث
شریف مین امیر ووالی وسلطان کو راعی رعایا فرمایا ہے یہ امارت وولایت بہی ایک حرفہ ہے
نوکری چاکری کرنا خواہ متعلق ملک ہو یا مال یہ بہی ایک حرفہ ہے عورات آسودہ حال سے
نکاح کرکے استغنا حاصل کرنا یہ بہی ایک حرفہ ہے غرضکہ جتنے طرائق مکاسب ومطاعم کے
اللہ نے مقرر فرمائے ہین وہ سب حرف ہین صرف اس قدر بات ہے کہ جو حرفہ اہل رذالت
کرتے ہین جیسے خاکروبی ودباغی اوس سے اہل شرف وفضل احتراز رکہتے ہین ورنہ صحابہ
وروات احادیث واولیاء امت مین اکثر لوگ پیشہ ور اہل حرفہ گزرے ہین جیسے زیات
حذاء نساج حلاج وغیرہم حال ان بزرگواران دین کا تتبع کتب آثار وسیر پر مخفی نہین ہے

سب سے اشرف و اعلیٰ حرفہ تعلم و تعلیم کا ہے خصوصاً جبکہ خالصاً مخلصاً واسطے اللہ کے ہو اُنکا
رزق بیت المال مین باد لۂ شرعیہ واجب ہے اس زمانہ کے بتر فارجو غالباً فاقہ کش تہید ست
محتاج فقیر مسکین ذلیل و خوار ہین وجہ اوسکی یہی ہے کہ وہ حرفہ سے عار رکہتے ہین اور ہر
ہنر سے عاری ہین سو یہ اونکی سفاہت و جہالت ہے علوم شرعیہ اور حالات اسلاف سے
ورنہ بصورت اکتساب اس درجہ کو نہ پہنچتے اور مذلت سوال سے محفوظ رہتے حالانکہ سوال
کرنے سے ہیزم کشی کرنا اور آبرو بچانا بہتر ہے یہ مضمون حدیث صحیح مین آیا ہے اور
قرآن پاک مین فرمایا ہے ولا تمنن تستکثر واللہ اعلم بالصواب ✤

باب بیان مین تیسیر اکل حلال کے زمانے مین

بعض فقہا نے کہا تہا کہ اکل حلال متعذر ہے وجود اوسکا اس زمانہ مین ممکن نہین ہے کیونکہ
وقعۂ مقام منصورہ مین غنائم تقسیم نہوئی اور اموال مذکور معاملات مین مختلط ہو گئی اوسپر کسی
شخص نے یہ کہا تہا کہ آدمی کسی عمل مباح پر مزدوری کرتا ہے اور اپنی اجرت حلال طور سے
لیتا ہے تو کہا کہ درہم تو فی نفسہ حرام ہے اوسکے جواب مین کہا گیا کہ درہم نے کس طرح
اولا تعیین کو قبول کیا جس کی وجہ سے وہ بسبب ممنوع حرام ہوا اور کس طرح پہر ثانیاً قبول
نکیا جسکی وجہ سے وہ بسبب مشروع حلال ٹہیرا اوسپر کسی شخص نے یہ سوال شیخ الاسلام
ابن تیمیہ سے کیا تہا بجواب اوسکے اونہون نے اپنے فتوی مین لکہا کہ یہ قول کہ اکل حلال
اس زمان مین مشکل ہے اور وجود اوسکا ناممکن خطا ہے باتفاق ائمۂ اسلام یہ وہ مقالہ
ہے جسکو بعض اہل بدع و بعض اہل فقہ فاسد و بعض اہل نسک کاسد نے کہا تھا اوسپر ائمۂ
علم نے انکار کیا یہانتک کہ امام احمد باوجود اوس تقوی و ورع کے ایسی بات سے منکر
ہو گئے ایک عابد نے اسی قسم کا ذکر اونسے کیا تہا اونہون نے کہا اس خبیث کو دیکہو کہ
اموال مسلمین کو حرام بتاتا ہے اور کہا مجہکو یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ انہین سے

یہ کہتے ہین کہ سارق کا ہاتھہ نہ کاٹو کیونکہ مال معصوم نہین ہے اسی طرحکی بات بعض علماء عصر نے بہی کہی ہے اوسکی بنیاد بہی اسی شبہہ فاسد پر ہے یعنی اموال پر حرمت غالب آگئی ہے اور بسبب کثرت غصوب و عقود فاسدہ کے تمیز حرام کا حلال سے باقی نہین رہا یہ شبہہ ایک گروہ مصنفین فقہاء کو بہی ہوا تہا اوسپر اونہون نے یہ فتوی دیا کہ انسان کو چاہئے کہ بمقدار ضرورت سے زیادہ تناول نکرے دوسری گروہ علماء نے جب دیکہا کہ یہ حرج شدید سد باب ورع کرتا ہے تو وہ دو طرحپر ہوگئے ایک اباحیہ جو حلال حرام مین امتیاز نہین کرتے ہین بلکہ حلال وہ ہے جو اونکے ہاتہہ لگا اور حرام وہ ہے جس سے وہ محروم رہے ہے اسلئے کہ اونکو اسی گمان فاسد نے گہیرا ہے وہ خیال کرتے ہین کہ ساری زمین حرام سے بھر گئی ہے اور انسان کو روٹی کپڑے سے چارہ نہین ہے اسلئے جہان سے جو ممکن ہوا اوسکو وہ لے لیتے ہین یہ جگہہ نظر کی ہے کیونکہ یہ ورع فاسد ہے اس سے انحلال دین اسلام سے حاصل ہوتا ہے ان لوگون کے نزدیک اس ورع فاسد کی حکایات ہین بعض بالکل دروغ اور بعض غلط کہتے ہین صالح بن امام احمد جب قاضی ہوئے تو امام احمد اونکی آگ مین اپنی روٹی نہ پکاتے ایک دن گھر والون نے اونکی تنور مین روٹی سینکی تہی امام صاحب نے نہ کہائی اور دجلہ مین ڈالدی پھر اوس دن سے صید دجلہ کو بہی نکہایا حالانکہ یہ حکایت اعظم کذب وفریہ ہے امام رح پر ایسی بات کو وہی شخص قبول کریگا جو بڑا مکار و محتال اموال مردم پر ہوگا اللہ نے امام کو اس خرافات سے پاک صاف رکہا تہا صالح کا قاضی ہونا اونکی حیات مین معلوم نہین ہوتا بلکہ وہ بعد موت امام کے متولی قضا ہوئے تہے ہان خلیفہ متوکل نے اونکے گھر والون کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کردیا تھا اوسپر امام صاحب نے کہا تھا کہ تم یہ جوائز سلطان نہ لو جب اونہون نے عذر حاجت کا پیش کیا تو اوسکو سلطان سے قبول کیا امام نے خود کل اون اموال کا ترک کردیا اور اونکی آگ سے انتفاع نہ لیا اسلئے کہ اونہون نے جوائز سلطان کو قبول کرلیا تھا معہذا جب

انہون نے پوچھا کہ کیا یہ مال حرام ہے کہا نہین کہا ہم اس سے حج کرین کہا ہان اور
یہ بات بیان کی کہ مین اسلئے اس مال سے بچتا ہون کہ کہین مجکو مداخلت ارادہ خلیفہ مین
کرنا نہ پڑے جس طرح حضرت نے فرمایا ہے تو لے عطا جب تک کہ عطا ہو اور جبکہ بعوض کسیکے
قرض کے ہو تو نہ لے اور دجلہ مین اگر خون ولحم خوک اور ہر حرام ڈالا جاتا تب بہی صید دجلہ حرام ہوتا
بعض لوگون کو افراط ورع کے مقتضی بامر مجتہد نیہ ہوتی ہے اوسکو ثواب بقدر اوسکے حسن قصد کے
ملتا ہی اگرچہ مشروع خلاف اوسکے فعل کے ہو مثلاً کوئی شخص وہ چیز نہ کہائے جو بازارون مین
ملتی ہے اور وہ چیز کہائے جو جنگلو نہین ہوتی ہے اور اموال مسلمین نہ کہائے اموال اہل حرب
کہائے اور مثل اسکے جسمین فاعل کا قصد حسن ہو اور اوسکے فعل کی تاویل ہو لکن صواب مشروع
برخلاف اسکے ہے کیونکہ حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اللہ نے حکم دیا
ہے مومنون کو اوسی چیز کا جسکا حکم مرسلین کو دیا ہے یعنی اکل طیبات الحدیث رواہ مسلم
اور اللہ نے خلق کو واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے اور عمل صالح بدون اکل و شرب
ولباس ومسکن ومرکب وسلاح وکراع وکتب علم وامثال ذلک کے ممکن نہین ہے سو
ایسی چیز کہ جس بغیر واجب تمام نہو واجب ہوتی ہے پس جبکہ قیام بواجبات جمیع عباد
پہ فرض ٹہیرا اور وہ بدون ان اموال کے ناتمام رہتا ہے تو پہر کس طرح یہ بات کہہ سکتے
ہین کہ حلال کا ملنا متعذر ہے بلکہ یہ بہی نہین کہہ سکتے کہ حلال قلیل ہے بلکہ کثیر غالب ہے
اموال مردم پر اگرچہ حرام اغلب ہو اور جب دین کا قیام بدون حلال کے نہین ہو سکتا ہے تو
دو امر مین سے ایک امر لازم ہے یا ترک واجبات اکثر خلق سے یا اباحت حرام واسطے اکثر خلق کے
اور یہ دونون امر باطل ہین اور ورع منجملہ قواعد دین کے ہے حدیث نعمان بن بشیر مین حلال و
حرام کا بیّن ہونا اور درمیان اونکے شبہات امور کا پایا جانا جنکو اکثر لوگ نہین جانتے ہین آیا
ہے اور پہر شبہات سے احتراز کرنے کو فرمایا ہے اسی طرح دع ما یریبک الی ما لا یریبک
ارشاد کیا ہے ایک تمرہ ساقطہ کو دیکہکر فرمایا تہا اگر یہ ڈر نہو تا کہ صدقہ کا ہوگا تو مین اسکو کہاتا

بیان اسکا یہ ہے کہ جسکو فقیہ معین حرام اعتقاد کرتا ہے کیا ضرور ہے کہ وہ حرام ہی ہو اسلئے کہ
حرام وہ ہے جسکی حرمت کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس صحیح سے ثابت ہوئی ہے اور
جس شئے مین علما کا تنازع ہوا اوسکو طرف انہین اصول کے پہیرنا چاہیے بعضا آدمی ایک مذہب
امام معین پر نشو و نما پاتا ہے اور کسی فقیہ معین سے استفتا کرتا ہے اور بعض مشائخ کی کوئی
حکایت سنتا ہے پہر چاہتا ہے کہ سارے مسلمان اوسی طرح کرین اور سمجہین حالانکہ یہ غلط ہے
اسکے بہت نظائر ہین جیسے ایک مسئلہ غنیمت کا کہ سنت غنائم مین یہ ہے کہ جمع کرکے تخمیس
و تقسیم درمیان غانمین کے برابر طور پر کیجاوے اور اس بارہ مین کہ امام کو تنفیل اربع اخماس
سے جائز ہے دو قول ہین مذہب فقہاء ثغور و ابو حنیفہ و اہل حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہے بدلیل
حدیث اہل سنن کہ حضرت نے بدایت مین تنفیل ربع کی بعد خمس کے فرمائی اور بعد رجعت کے
ثلث بعد خمس کے دیا سعید بن المسیب و مالک و شافعی کہتے ہین کہ یہ جائز نہین ہے بلکہ مالک کے
نزدیک تنفیل خمس سے جا ہے اور نزدیک شافعی کے خمس الخمس سے امام احمد کو ابن مسیب و مالک
دونون سے تعجب آتا تہا کہ باوجود وفور علم کے یہ سنت اونکو کیونکر نہ پہنچی صحیحین مین ابن عمر سے
آیا ہے بہیجا ہمکو حضرت نے ایک لشکر مین طرف نجد کے پس پہنچا سہام ہمارا بارہ اونٹ کو اور
محتمل نہوا خمس الخمس اس بات کا کہ اوسمین سے ہر ایک کا حصہ نکلے یعنی یہ امر ممکن نہ تہا کہ سہم
بیس ۲۰ اونٹ کا ہو کیونکہ دو سہم بعد خمس کے اربع اخماس مال مین سے ہوتی ہین سو جب اون
دو سہم پر بقدر ربع اون دونون کے زیادہ کیا جائیگا تو مال پورا ہو جائیگا پہر جبکہ دو سہم
بارہ جزء ٹہیر ینگے تو تقسیم پندرہ جزء ہوگی اس صورت مین نفل ثلث خمس ہوگا اگر غنیمت
پچیس ۲۵ جزء نہوتے یا خمس ۵ پنج جزء ہوتا تو نفل مذکور کا اس دم خمس الخمس ہونا ممکن تہا اسیلئے
اگر امام بعض غانمین کو بعض پر کسی مصلحت راجحہ سے زیادہ کرے جس طرح کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ ذی قرد مین سلمہ بن اکوع کو سہم سوار و پیادہ دونون
کا دیا تہا تو یہ تنفیل امام کی اصح اقوال علماء مین جائز ہے اور بعض اسکو جائز نہین کہتے

کما تقدم اسی طرح اگر امام نے یہ کہدیا کہ جسنے جو چیز لے لی ہے وہ اوسی کی ہے اور ہنوز تقسیم غنائم کی
نہین ہوئی ہے تو یہ لینا ایک قول علماء مین جائز ہے ظاہر مذہب احمد بہی یہی ہے اور دوسرے
قول مین جائز نہین ہے مذہب مشہور شافعی بہی ہے اور کلام مذہبین مین خلاف ہے
اسی اصل پر بنیاد اذن غنائم کی ہے جو ازمنۂ متاخرہ مین ہوئی جیسے وہ غنائم جو سلاجقۂ
اتراک نے لئے اور اہل اسلام نے ثغور شام و مصر سے حاصل کئے اوسمین بعض فقہا نے
جیسے ابو محمد جوینی نے یہ فتوی دیا کہ کسی مسلمان کو کسی چیز کا اوسمین سے خریدنا اور کسی
شرمگاہ کا وطی کرنا اور کسی مال کا مالک ہونا حلال نہین ہے حالانکہ جو فساد اس قول مین
ہے وہ اللہ ہی کو معلوم ہے آخر ابو محمد بن سباع شافعی نے اونکا معارضہ کرکے فتوی
دیا کہ امام پر کسی حال مین قسمت و تخمیس غنائم واجب نہین ہے بلکہ اوسکو یہ بات پہنچتی ہے
کہ پیادہ کو زیادہ دے اور بعض غانمین کو محروم رکہے یا خاص کرے اور یہ زعم کیا کہ سیرت نبوی
اسی کو مقتضی ہے حالانکہ یہ بات خلاف اجماع ہے اور پہلا قول بہی باطل و منکر ہے دونون مین
انحراف ہے صواب اس جگہہ یہ ہے کہ جب امام نے یہ کہدیا کہ جسنے جو چیز لے لی وہ اوسکی ہے
تو وہ اوسکی ہوگئی اور اونکو غنائم سے منع نہین کیا بلکہ مغانم مین سے اوس چیز کا ارادہ کیا جو
بالاتفاق ناجائز ہے یا یہ کہا کہ اوسپر تقسیم کرنا مغانم کا عدل سے واجب اور اذن انتہاب یعنے
غارتگری کا دینا جائز نہین ہے تو یہ مغانم مال مشترک ہے درمیان غانمین کے غیر کا اوسمین
کچہہ بہی حق نہین ہے تو پہر جو کوئی اوسمین سے بمقدار حق خود لے لیگا وہ اوسکو جائز ہوگا
اور جب اوسمین شاک ہوگا تو یا تو احتیاط کریگا یا ورع مستحب اختیار کریگا یا وہ چیز لیگا جسپر
ظن غالب ہوگا و لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا **ف** اسی طرح اوس مزارعت مین جسکو
بعض لوگ مخابرہ کہتے ہین فقہا کا تنازع ہے لیکن سنت مطہرہ سے جواز اوسکا ثابت ہو چکا ہے
حضرت نے اہل خیبر سے نصف پیداوار پر پہل ہو یا کہیتی معاملہ کیا تہا اس شرط پر کہ اپنے
مال سے اوسکو آباد کرین اور جس مخابرہ سے نہی آئی ہے اوسکی تفسیر صحیح مین یون ہے

کہ مالک زرع ایک بقعۂ معینہ کو شرط کر لے اسی طرح کرایہ دینا زمین کا پیداوار زمین پر نزدیک ابوحنیفہ وشافعی واحمد کے جائز ہے اور مالک اور احمد ایک روایت مین اوس سے منع کرتے ہین اِسکے نظائر بھی بہت ہین یہ ایک اصل ہوئی **ف** دوسری اصل یہ ہے کہ مسلمان نے جب ایسا معاملہ کیا جسکے جواز کا وہ معتقد ہے اور مال قبضہ مین کیا تو اب دوسرے مسلمان کو بھی ویساہی معاملہ کرنا اس قسم کے مال مین جائز ہے اگرچہ یہ دوسرا مسلمان معتقد جواز اُس معاملہ کا نہو عمر بن خطاب کے سامنے یہ مرافعہ آیا تہا کہ بعض عمال اہل جزیہ سے بعوض جزیہ خمر لیتے ہین کہا قتل کرے اللہ اوس عامل کو اوسکو یہ نہین معلوم ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے قاتل اللہ الیهود حرمت علیهم الشحوم فجملوها وباعوها واکلوا اثمانها پھر کہا کہ وہ خمر اونہین کو دے دو کہ وہ فروخت کرکے اوسکی قیمت داخل کرین یہ اِسلئے کہا کہ وہ اپنے دین مین معتقد اسکے جواز کے تہے اِسی جگہہ سے علماء نے کہا ہے کہ وہ معاملات کفار کے جنکو وہ باہم کرتے اور جائز سمجھتے ہین اور لین دین اموال کا باہم اونکے ہوتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائینگے تو یہ اموال اونکے لئے حلال رہینگے اور جب ہماری طرف تحاکم لائینگے تو ہم بھی وہ مال اونہین کے ہاتھہ مین بدستور رہنے دینگے خواہ یہ تحاکم قبل اسلام کے کرین یا بعد اسلام کے اللہ نے فرمایا ہے یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله ذروا ما بقی من الربا ان کنتم مومنین اس آیت مین یہ حکم دیا ہے کہ جو اونکے ذمہ پر باقی رہگیا ہے وہ چھوڑدو نہ لو یہ حکم نہین دیا کہ جو لے چکے ہو وہ بھی پھیر دو اسلئے کہ وہ اوس ربا کو حلال جانتے تہے اِسی طرح جب کوئی مسلمان ایسے معاملات کریگا جنکے جواز کا معتقد ہے جیسے حیل ربویہ جسکا فتوی حنفیہ شافعیہ دیتے ہین اور ایسے معاملات مین لیگا یا کھیتی کریگا اِس شرط پر کہ بیج کاشتکار کا ہو یا زمین کو پیداوار زمین پر کرایہ دیگا یا جنس خارج پر یا مثل اسکے یا مال لیگا تو دوسرے مسلمان کو بھی اِس طرح کا معاملہ کرنا اوس سے اِس مال مین بطریق اولی جائز ہوگا اگرچہ وہ معتقد اسکے جواز کا نہو اور اگر بعد مین اوسپر یہ بات کھل جاویگی کہ تحریم راجح تھی تو بھی اوسپر اخراج

اوس مال مکسوب کا بتاویل سائغ لازم نہ آویگا کیونکہ یہ اولی تر ہے ساتھہ عفو یا عذر کے کفر
متاؤل سے اگرچہ بعض فقہاء بعض اہل ورع پر اس بات مین اتفاق کرین کہ وہ ناچار کفار سے
معاملہ کرے اور معاملہ مسلمین کو ترک کردے اسلئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ اللہ و رسول کسی
مسلمان کو یہ حکم نہینگے کہ وہ مال کفار کھائے اور مال مسلمین چھوڑ دے بلکہ اہل اسلام اولی تر
ہین ساتھہ ہر خیر کے اور کفار اولی تر ہین ساتھہ ہر شر کے **ف** تیسری اصل یہ ہے کہ حرام
دو طرح پر ہے ایک حرام بالوصف جیسے مردار و گوشت خوک سو اس طرح کا حرام جب کسی شئے
مائع مین مختلط ہو جائیگا اور اوسکی لون و طعم و ریح کو متغیر کر دیگا تو وہ شئے حرام ہو جائیگی اور
اگر متغیر نکریگا تو اوسمین نزاع ہے یہ جگہ اوسکے ذکر کی نہین ہے دوسرا حرام بالکسب جیسے
مال ماخوذ بغصب یا بعقد فاسد یہ اگر کسی مال حلال مین ملجائیگا تو اوسکو حرام نکریگا اس صورت
مین اگر ایک شخص نے روپیہ اشرفی آرد گندم خبز غصب کا لیکر اپنے مال مین ملا لیا تو وہ سارا
مال حرام نہوگا نہ اوسپر اور نہ اسپر بلکہ اگر دونون مال متماثل ہین اور تقسیم ممکن ہے تو وہ بقدر
اپنے حق کے اور یہ بقدر اپنے حق کے لے لے اور اگر کسی ایک کے پاس ان دونون مین سے
عین مال دیگر زیادہ ہوگا تو دوسرا مثل اوسکے لے لیگا رہی یہ بات کہ خلط مثل اتلاف کے
ہے یا نہین اسمین دو وجہ ہین مذہب شافعی و احمد وغیرہما مین ایک یہ کہ مثل اتلاف کے ہے
مثل اوسکے حق کے جہان سے چاہے اوسکو دے دوسرے یہ کہ اوسکا حق اسمین باقی ہے
مالک کو یہ بات پہنچتی ہے کہ اپنا حق اوس مختلط سے طلب کرے یہ اصل بہت نافع ہے اسلئے
کہ بہت سے لوگ یہ توہم کرتے ہین کہ دراہم محرمہ جب مختلط بحلال ہو جاتے ہین تو سارا
مال حرام ہو جاتا ہے حالانکہ یہ خطا ہے ہان بعض علماء نے قلیل مین تورع کیا ہے لیکن جبکہ
کثیر ہے تو اوسمین ہمین کسی کا نزاع معلوم نہین ہے **ف** چوتھی اصل یہ ہے کہ جب
شناخت مالک کی متعذر ہو تو اوس مال کو مصالح مسلمین مین نزدیک جماہیر علماء کے صرف
کرے جیسے مالک و ابو حنیفہ وغیرہما اگر ایک انسان کے ہاتھہ مین مال غصب یا عاریت یا ودیعت

یا رہن ہے اور وہ معرفت اصحاب اموال سے یا یوس ہے تو وہ اون اموال کو مالکین کی طرفسے
صدقہ کردے یا مصالح مسلمین مین صرف کرے یا امام عادل وقائم عدل کو سونپ دے کہ وہ اوسکو
مصالح شرعیہ مین اوٹھادے بعض فقہاء نے کہا ہے بلکہ توقف کرے یہانتک کہ پتہ اصحاب اموال
کا لگے لکن صواب قول اول ہے کیونکہ ہمیشہ مال کا حبس رکہنا کچہہ فائدہ نہین دیتا بلکہ وہ
معرض ہلاک و استیلاء ظلمہ مین رہتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک کنیز خرید کی پہر گہر
مین گئے کہ قیمت لائین باہر آکر بائع کو نہ پایا مسکینون کے گرد پہرنے اور اوس قیمت کو صدقہ
کرتے اور کہنے لگے اللہم عن رب الجاریۃ یعنے یہ صدقہ طرفسے مالک کنیز کے ہے فان
قبل فذاک وان لم یقبل فھولی وعلی مثلہ الی یوم القیامۃ یعنی اگر اوس مالک کنیز نے
اِس صدقہ کو قبول کیا تو یہ اوسکی طرفسے ہوا اور اگر قبول نہ کیا تو یہ صدقہ میری طرفسے ہے اور مثل
اوسکے مجہپر تاقیامت باقی ہے اسی طرح ایک شخص نے مال غنیمت مین سے کچہہ خیانت کرلی تہی اور
بعد اونکے تفرق کے وہ مرگیا بعض تابعین نے فتوی دیا کہ اونکی طرفسے تصدق کردیا جائے
اس فتوی پر سارے صحابہ و تابعین جنکو یہ فتوی پہنچا راضی ہوئے جیسے معاویہ وغیرہ
اہل شام اسکی بنیاد دو اصل پر ہے ایک وقف عقود و تصرف عن الغیر پر بغیر اوسکے اذن کے
اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ بیع کرے اور اوس بیع کو اجازت متصرف عنہ پر موقوف رکہے
اگر اوسنے اجازت دیدی تو جائز ہوئی یہی مذہب ہے مالک و ابوحنیفہ و احمد کا ایک روایت
مین اور ایک قول شافعی کا بہی دوسرے یہ کہ وہ بیع باطل ہے مذہب مشہور شافعی کا یہی
ہے تیسرے یہ کہ جب استیذان مالک کا متعذر ہوا اور حاجت طرف تصرف کے ہے تو
وہ بیع موقوفاً واقع ہوگی اسی طرح جبکہ اوسکو ذمہ داری سے خرید کیا ہے اور عقد مین مسمے
نہین کیا دوسری اصل یہ ہے کہ جب مالک مجہول ہوا تو حکم معدوم مین ٹہیریگا اسکا بیان اصل
پنجم مین آتا ہے اوس سے کشف ستر مسئلہ ہوگا ف پانچوین اصل یہ ہے کہ حکم مجہول کا شریعت مین مثل
معدوم کے ہے اور مثل اوسکے معجوز عنہ بہی ہے قال تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا و

قال تعالی فاتقوا اللہ ما استطعتم اور حضرت نے فرمایا ہے اذا امرتکم بامر فاتوا منہ
ما استطعتم سو اللہ کا ہر حکم مشروط بقدرت وتمکن عمل ہوتا ہے ہم جب اوسکی معرفت وعمل
سے عاجز ہونگے تو وہ ہمسے ساقط ہو جائیگا اسی سلئے حضرت نے لقطہ مین فرمایا ہے کہ جب
اوسکا صاحب یعنی مالک آ ئے تو اوسکو دیدو ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہے دے سو یہ
لقطہ ملک مالک معصوم تھا لکن جبکہ شناخت اوسکی متعذر ہوئی تو یہ فرمادیا ھی مال اللہ یوتیہ
من یشاء یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ نے یہ چاہا کہ ملک مالک اول کی اوس سے زائل ہو جائے
اور وہ مال اس ملتقط کو ملجائے سو درمیان امت کے اس بارہ مین بعد تعریف
یکسال کے کچھہ نزاع نہین ہے کہ ملتقط اوسکو صدقہ کردے اور اگر خود فقیر محتاج ہو تو آپ اوس کا
مالک بنجائے رہی یہ بات کہ باوجود غنا کے بہی مالک ہو سکتا ہے یا نہین اسمین دو قول مشہور
ہین مذہب شافعی واحمد کا یہ ہے کہ تملک جائز ہے اور مذہب ابوحنیفہ رح کا یہ ہے کہ جائز نہین ہے
پھر اگر کوئی آدمی مرگیا ہے اور اوسکا وارث پیدا نہین ہے تو وہ مال مصالح مسلمین مین صرف
کیا جائیگا اگرچہ لنفس الامر مین کوئی وارث غیر معروف کیون نہو ہان اگر وارث ظاہر ہوگا تو پھر
اوسکو وہ مال دیدیا جائیگا اگرچہ قبل ثبوت کے صرف کرنا اوس مال کا جائز اور لینا اوسکا غیر حرام تھا
لوگ کثرت سے مرتے ہین اور اونکے عصبات ہوتے ہین جو بعد ایک مدت کے پہچانے جاتے ہین
ف یہ بات ظاہر ہوگئی تو اب کہا جاتا ہے کہ جو اموال مغصوبہ ومقبوضہ بعقود غیر مباح القبض
موجود ہین اگر معلوم ہو جائے کہ فلان مسلمان کے ہین تو اون اموال سے اجتناب کرے کہ
کسی نے اوسکو چرایا یا خیانت کیا یا غصب کیا ہو معصوم سے کیونکہ یہ مال ناحق ہے اسکا
لینا درست نہین ہے نہ بطریق ہبہ نہ بطریق معاوضہ نہ بطور وعدہ نہ بطور قیمت مبیع نہ
بطریق وفاء قرض کیونکہ یہ شخص کچھہ اوس مظلوم کا مالک نہین ہے اور اگر اس مال کو کسی
تاویل جائز سے مطابق مذہب بعض ائمہ کے لیا ہے تو استیفاء کرنا اوسکا بیع واجرت
وقرض وغیرہ دیون سے جائز ہے اور اگر مجہول الحال ہے تو مجہول مثل معدوم کے

ہوتا ہے اور اصل اوس چیز مین جو ہاتھہ مین کسی مسلمان کے ہے یہ ہے کہ وہ اوسیکی ملک ہے
اگر وہ دعوی اپنی ملکیت کا رکھتا ہے یا اوسکا ولی ہے جیسے متولی و ناظر وقف و ولی یتیم و ولی
بیت المال یا وکیل بیت المال اور جس مال مین کوئی مسلمان یا ذمی بطریق ملک و ولایت و وکالت
تصرف کرتا ہے وہ تصرف جائز ہے اور جبکہ حال اوس مال کا جو اوسکے ہاتھہ مین ہے معلوم نہوگا تو
حکم اصل پر کیا جائیگا **ف** اگر ایک درہم نفس الامر مین مغصوب تھا اور ہمین نہین معلوم ہے اور
مجہول کو حکم معدوم کا ہے تو لینا ہمارا اوس درہم کو قیمت بیع و اجرت عمل و بدل قرض مین
اخذ لقطہ سے کچھہ کم نہین ہے اسلئے کہ لقطہ کو بغیر عوض لیا تھا اور اوسکا مالک معلوم نہ تھا
اور اس مال کا مالک بہی معلوم نہین ہے اور اسکو عوض اپنے حق کے لیا ہے تو پہر حرام
نہوگا ہان جب یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ اوس شخص کا مال حرام ہے تو براہ ورع اوس سے
ترک معاملہ کردے اور اگر اکثر مال اوسکا حرام ہے تو اوسمین درمیان علماء کے نزاع ہے
رہا مسلمان مستور الحال سو اوس سے معاملہ کرنے مین کوئی شبہ نہین ہے بلکہ جو کوئی
اوس سے معاملہ ترک کریگا وہ مبتدع فی الدین ہوگا جسکے لئے اللہ نے کوئی حجت نازل نہین
فرمائی ہے اس بیان سے حکم سائر اموال کا واضح ہوجاتا ہے اس غالط سے جو یہ کہتا ہے کہ یہ
نخبان و البان مالکو شاید اصل مین منہوب و مغصوب ہون یہ کہنا چاہئے کہ مجہول کو حکم معدوم
کا ہے سو جبکہ یقیناً اسکا علم نہین ہے تو گویا سرے سے نہ غارتگری ہے نہ غصب ہے اسلئے
کہ اللہ پاک نے جن معاملات فاسدہ کو حرام کیا ہے اسلئے کیا ہے کہ اونمین ظلم ہے **قال تعالی**
لقد ارسلنا رسلنا بالبینات و انزلنا معهم الکتاب و المیزان لیقوم الناس بالقسط سو غصب
اور اوسکے انواع جیسے سرقہ و خیانت داخل ظلم ہین میسر و ربا اسی لئے حرام ہے
کہ انمین ظلم ہے سو جب بات یون ٹھیری تو یہ مظلوم جسکا حق ناحق لیکر غیر کے ہاتھہ فروخت
کر دیا گیا ہے اور خریدار اوسپر قابض ہے اور وہ نہین جانتا کہ یہ کیسا مال ہے پھر وہ مال
اوس خریدار کے پاس سے نزدیک غیر کے گیا اور اوس غیر کے پاس سے کسی اور کے پاس

پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان لوگون نے اوسپر کچھ ظلم نہین کیا ہے ظالم وہی شخص تھا جسنے اوسپر تعدی
کی تھی لیکن اتنی بات باقی رہی کہ اگر مظلوم کو یہ حال معلوم ہوجائے تو مطالبہ اوس مال کا اون
لوگون سے اوسکو پہنچتا ہے بسبب التزام ضمان کے یا نہین اسمین علما کے دو قول ہین اصح یہ ہے
کہ مطالبہ نہین پہنچتا اور جن لوگون کا یہ قول ہے کہ ضمان مقرر ہے خواہ پر نہ معزور پر کیا ہوا لصحیح
وہ باہم متنازع ہین اس امر مین کہ مالک کو مطالبہ کرنا معزور سے یا ضمان کا غار سے پہنچتا ہے
یا نہین اسمین بہی دو قول ہین مذہب احمد وغیرہ مین اسکی مثال یون ہے کہ ایک ظالم
ودیعت رکہے پاس ایسے شخص کے جو نہین جانتا کہ وہ ظالم غاصب ہے پہر وہ ودیعت تلف
ہوگئی تو اب مالک مودع سے مطالبہ کرے یا نکرے اس جگہہ دو قول ہین اصح یہ ہے کہ نکرے
اور اگر وہ مال کسی مہمان کو کہلا دیا ہے اور حال ظلم کا معلوم نہ تہا پہر مالک کو معلوم ہوا تو اب وہ
مطالبہ اوسکا مہمان سے کرے یا نکرے اسمین بہی دو قول ہین ایک یہ کہ نکرے اور جو قائل
ہے مطالبہ کا وہ یہ نہین کہتا ہے کہ وہ حرام ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ اوسپر بابت اوس اکل
کے کچہہ گناہ نہین ہے اور نہ اوسپر تاوان آتا ہے بلکہ ادا ثمن لازم ہے اسلئے کہ وہ بمنزلہ
مشتری کے ہے اور یہ قائل یون کہتا ہے کہ کسی حال مین بہی اوسپر اکل مین نہ کچہہ اثم ہے
اور نہ کچہہ غرم ہے غرم ہے تو غاصب پر ہے جسنے براہ ظلم وستم مال اوسکا ناحق لیلیا ہے سو جب ہم
کوئی مال بعین ہاتہہ مین کسی انسان کے دیکہین گے اور ہمین یہ بات معلوم نہو گی کہ یہ
مال مغصوب ہے یا مقبوض ساتہہ ایسے قبض کے ہے جو مفید معاملہ مالک نہین ہے اور
ہم اوس مال کا استیفا یا ہبہ کرلینگے یا کسی اجرت یا بدل قرض مین لے لینگے تو ہمپر کچہہ
گناہ اس بابت بالاتفاق نہو گا اگرچہ نفس الامر مین وہ مال مسروق یا مغصوب ہے پہر جب بعد اوسکے
ہمنے جانا کہ وہ مسروق تہا تو اصح قولین پر ہمپر کچہہ واجب نہین ہے مگر وہی امر جسکا
التزام ہمنے عقد مین کرلیا تہا استقرار ضمان کا ہمپر نہو گا خواہ ہدیہ مین گیا یا ہبہ مین اور
ضمان زیادہ قیمت سے نہین ہوتا ہے اسی طرح اجرت وبدل قرض کا حال ہے جبکہ

ہم اونمین تصرف کرینگے تو پہر ضمان مستقر نہوگا لیکن فقہا نے اس مسئلہ مین تنازع کیا ہے
وہ یہ ہے کہ مالک کو تضمین اس مغرور کی جسکے پاس وہ مال تلف ہو گیا ہے پہر رجوع غار پر
بعوض غرم غرور کے پہنچتی ہے یا مطالبہ کرنا مغرور سے نہین پہنچتا مگر اوسی مین جسپر ضمان ہے
اسمین دو قول ہین اور وہ دونون دو روایت ہین احمد سے اسی کے مانند یہ شکل ہے کہ ایک
شخص نے ایک کنیز غصب کر لی اور ایک انسان نے اوس کنیز کو اس غاصب سے خرید کیا اوس
اولاد ہوئی یا اوسکو ہبہ کر دیا تو اس صورت مین صحابہ و ائمہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ وہ
ولد اوس مغرور کا حر ہوگا اسلیئے کہ واطی کو یہ بات معلوم نہ تہی کہ وہ کنیز کسی غیر کی مملوک ہے
بلکہ وہ تو اوسکو اپنی ملک سمجہا ہوا تہا حالانکہ اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ولد حریت
ورق مین تابع مادر اور نسب و ولا مین تابع پدر ہوتا ہے معہذا اوس ولد کو آزاد ٹہیرایا کیونکہ
اوسکے والد کو یہ حال معلوم نہ تہا اور مجہول مثل معدوم کے ہوتا ہے ہان سید جاریہ کے لئے
بدل ولد واجب بتاتے ہین اسلیئے کہ وہ اوسکا مستحق تہا اگر یہ غرور لینے دینے کا نہوتا
سو جب اوس ولد کو ملک سید سے ناحق خارج کیا تو اب سید کو بدل اوسکا ملنا چاہیئے اور
مہر بہی ملے لیکن اصح قولین مین یون کہا ہے کہ لزوم اس بدل کا ذمہ پر غار ظالم کے ہے
جسنے اوس جاریہ کو غصب کیا تہا پہر اوسکو فروخت کر ڈالا اور ذمہ پر مغرور مشتری کے
اوسی قدر لازم ہے جسکا التزام اوسنے عقد مین کیا تہا یعنی فقط ثمن اب رہی یہ بات کہ
صاحب جاریہ مطالبہ فداء ولد و مہر کا مغرور سے کرے اور مغرور مطالبہ اوسکا غار سے کرے یا
فقط مطالبہ صاحب جاریہ کا غار ظالم سے چاہیئے اسمین دو قول ہین وہ دونون دو روایت
ہین امام احمد سے درمیان امت کے اسمین نزاع نہین ہے کہ وہ وطی حرام نہ تہی اور وہ بچہ
ولد رشد ہے نہ ولد زنیہ تو حلال کا بچہ ہوا نہ حرام کا اسی طرح سائر ان صور مین تنازع نہین
کیا ہے کہ آکل و لابس و واطی عالم پر اثم نہین ہے بلکہ تنازع ضمان مین ہے کیونکہ ضمان
باب عدل سے ہے جو حق مین آدمیون کے واجب ہے اور عمد و خطا مین واجب آتا ہے

وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطأ ومن قتل مومنا خطأ فتحریر رقبة مومنة
ودیة مسلمة الی اهله الا ان یصدقوا معلوم ہوا کہ قاتل نفس براہ خطا نہ آثم ہے نہ
فاسق لیکن اوسپر دیت لازم آتی ہے اسی طرح جیسے کوئی مال مغصوب براہ خطا تلف کردیا ہی اوسپر
بدل اوسکا لازم ہے کوئی گناہ اوسپر نہین آتا یہان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اثم منتفی ہوتا
ہے ہمراہ عدم علم کے اس صورت مین سارے اموال جو ہاتھ مین اہل اسلام واہل کتاب کے ہین اور
کسی دلالت وامارت سے اونکا مغصوب یا مقبوض ہونا لقبض ناجائز معلوم نہین ہے جسکے سبب سے
قابض کے ساتھ معاملہ کرنا روا نہو تو معاملہ کرنا ساتھ اونکے اوس مال مین بلا ریب وبنا ع است
کے درست ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ غالب اموال لوگون کے اسی طرح پر ہین اور وہ قبض
جو مفید ملک نہین ہوتا ہے ظلم محض ہے رہا وہ مال جو لقبض فاسد مقبوض ہے جیسے ربا ومیسر یعنے
جوا وغیرہا وہ مفید ملک ہے یا نہین سو اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ مفید ملک ہے ابو حنیفہ رح
اسی طرف گئے ہین دوسرا قول یہ ہے کہ مفید ملک نہین ہے شافعی واحمد کا مذہب معروف
یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر مرگیا تو مفید ملک ہے اور اگر رد کرنا اوسکا مالک کو ممکن ہے اور وصف
وتغیر مین متغیر نہین ہوا ہے تو افادۂ ملک نہین کریگا مذہب مالک اسیطرح پر محکی ہے شیخ الاسلام
ابن تیمیہ رح کہتے ہین ہمنے ان امور وقواعد کا بسط اور جگہہ کیا ہے یہان تو فقط اون قواعد
شریفہ پر آگاہ کیا گیا ہے جو ناسخ باب اشتباہ ہین اس اصل مین جو کہ منجملہ ایک اصول اسلام
کے ہے جس طرح کہ امام احمد وغیرہ نے کہا ہے کہ دار مدار اصول اسلام کا تین حدیثون پر ہے
ایک الحلال بین والحرام بین الخ دوسری انما الاعمال بالنیات الخ تیسری من عمل عملا
لیس علیہ امرنا فہو رد کیونکہ اعمال دو طرح ہوتے ہین ایک مامور دوسرے محظور سو حدیث
اول مین ذکر محظورات کا ہے مامور وہ ہے جسکا قصد قلب ونیت نے کیا ہے رہا عمل ظاہر
سو یہ وہ کام مشروع ہے جو موافق سنت کے ہو فضیل بن عیاض نے قولہ لیبلوکم
ایکم احسن عملا مین کہا ہے یعنی اخلصہ واصوبہ پوچھا اے ابو علی اخلص و

اصوب عمل کیا ہے کہا عمل جب خالص ہوگا اور صواب نہوگا یا صواب ہوگا اور خالص نہوگا تو قبول نہوگا جب تک کہ خالص و صواب دونون نہو خالص یہ کہ خاص اللہ کے لئے ہو صواب یہ کہ موافق سنت کے ہو اب اس تقریر سے جو یہانتک ہمنے ذکر کی یہ بات روشن ہوگئی کہ قول قائل کا اکل حلال متعذر و دشوار ہے اور وجود اوسکا اس زمانہ مین ناممکن و محال ہے مخالف اجماع ہے بلکہ اموال خلق پر حلال ہی غالب ہے اور بہ نسبت حرام کے سہل تر ہے منقول اس قول کے بعض طوائف متفقہہ و متصوفہ ہین اور کبار مشائخ عراق سے جسنے یہ بات کہی ہے ہم اوسکو جانتے پہچانتے ہین اور شاید یہ قول اونہین کے پاس سے نزدیک شیوخ مصر کے منتقل ہوکر آیا ہے لکن قائل اس قول پر لازم ہے کہ دروازہ اکل کو مسدود کردے بلکہ یون کہدے کہ اس عہد مین کوئی راہ طرف ورع کے نہین ہے پھر قائل مذکور نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب یہ دشوار ہی ٹھیری تو اب کیا کرے کیا نکرے لکن اس دم اوسکا استحضار نہین ہے عاقل کو تدبر کرنا چاہئے کہ جو کوئی شخص قانون نبوی محمدی شرعی سے جسپر کتاب و سنت و اجماع سلف امت و ائمہ دلیل ہے باہر نکلے گا وہ ضرور اس امر کا محتاج ہوگا کہ کوئی اور قانون بدعی متناقض نکالے جسکو عقل و دین دونون رد کرینگے لکن اگر مجتہد متحری طاعت خدا و رسول ہوگا تو اللہ اوسکے اجتہاد پر اوسکو ثواب دیگا اور اگر خطا کریگا تو اللہ بخشنے والا ہے ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رءوف رحیم **ف** رہی یہ بات کہ وقعہ منصورہ مین جب تقسیم غنائم کی نہوئی تو ادسمین شبہ داخل ہوگیا سو کلام اس مسئلہ پر دو طرح سے ہے ایک یہ بات کہ جو حرام محض اموال مردم مین مختلط ہوگیا ہے جیسے مال غصب جسپر کہ ولاۃ و قطاع و اہل فتن قدرت رکھتے ہین اور دخول خیانت معاملات مین جو اس اختلاط سے بھی بیشتر ہوتی ہے خصوصاً ان بلاد مصریہ مین کہ وہ بہ نسبت اقلیم شام و مغرب کے اکثر ہے ظلم مین بسبب اسکے کہ بعض لوگ بعض دیگر پر براہ خیانت و جحد حق ظلم کرتے ہین اور طرف متولین ناحق کے کثرت سے ظلم ہوا کرتا ہے

سو احالہ تحریم کا اس امر پر اولی تر ہے احالہ تحریم سے مغانم پر دوسرے یہ کہ ہمنے بابت ان مغانم
کے مذاہب فقہاء کو ذکر کردیا ہے اور بیان کردیا کہ جب امام نے اذن اخذ کا بغیر قسم دیدیا تو
یہ جائز ہوا اور اگر جائز نہین ہے تو بہی جس کسینے بقدر اپنے حق کے لے لیا ہے تو وہ جائز
ہے اور اگر مقدار حق سے زیادہ ستانیکی ہے اور واپس کرنا اوسکا اصحاب مال پر بوجہ عدم
علم متعذر ہوگیا ہے تو پہر اوسکو طرفسے اون اصحاب کے تصدق کردے اور اگر تصدق
نہین کیا ہے بلکہ اوسمین تصرف کرلیا ہے تو پہر اوس مال مین سے جنکے پاس کچہ پہنچا ہے
اور اوسکو حال اوس مال کا معلوم نہین ہے تو یہ مال نہ اوسپر حرام ہے اور نہ کچہ اس بابت
اوسپر گناہ ہے رہی یہ بات کہ یہ حکم سائر غصوب مذکورہ مین جاری ہوسکتا ہے یا نہین سو
اسمین اختلاف ہے لکن بیان مذکور سے یہ بات تو مبین ہوچکی ہے کہ جسنے اپنی جان کو اجارہ
مین دیا یا اپنا جانور کرایہ پر چلایا یا اپنی زمین دیکر قیمت یا اجرت لی تو یہ کچہ اوسپر حرام نہین
ہے خواہ اوسکو یہ بات معلوم ہو کہ یہ قیمت و مزدوری حلال ہے واسطے مالک کے یا اوس کا
حال معلوم نہین ہے بلکہ مستور ہے لکن اگر یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ مالک نے اوس مال
کو غصب کیا ہے یا چورایا ہے یا بوجہ ناجائز و مباح قبض کیا ہے جسکا لینا ثمن و اجرت
مین درست نہین ہے تو یہ جگہ تنازع کی ہے فقہاء و علما مین **ف** یہ قول قائل کا کہ درہم
نے کس طرح تعیین کو قبول کیا جسکی وجہ سے بسبب ممنوع حرام ہوگیا اور کس طرح تعیین کو قبول نکیا
جسکی وجہسے بسبب مشروع حلال ٹہیر گیا سو اسکی صورت یہ ہے کہ درہم قابل تعیین ہے حرام بالوصف
اور محرم بالکسب مین اول کی مثال خمر ہے کہ جب تک عصیر تہا حلال طاہر تہا باتفاق علما جب خمر ہوا
تو حرام ہوگیا پہر خمر سے بفعل خدا بغیر قصد سرکہ بنگیا تو حلال ٹہیرا باتفاق علما اختلاف اوسمین ہے
جسکی تخمیر و تخلیل کا قصد کیا گیا ہے اسی طرح سائر نجاسات مین تنازع ہے جیسے خنزیر جبکہ نمک
ہوجاوے اور نجاست جبکہ راکہ بنجاوے بعض نے کہا پاک نہین ہوتا یہی قول ہے شافعی
کا اور ایک قول مالک و احمد کا وہو اصح دوسرے کی مثال آب مغصوب ہے کہ وہ حرام ہے اسلئے

کہ ظالم نے اوسپر براہ ظلم قبضہ کر لیا ہے پہر اگر حق سے قابض ہوگا تو مباح ہو جائیگا مثلاً مالک
مال غاصب مذکور کو اذن اوسکا دیدے یا ہبہ کر دے یا اوسکے ہاتہہ فروخت کر دے یا خود
مالک اوسکا یا ولی یا وکیل مالک کا اوسکو اپنے قبض مین لیلے پہر اگر غاصب نے وہ پانی ایسے
شخص کو دیدیا ہے جسکو یہ بات معلوم نہین ہے کہ وہ پانی مغصوب ہے تو اسکا لینا قبض کرنا
حق سے ہے نہ ناحق سے اسلئے کہ اللہ پاک نے اس شخص کو تکلیف امر نا معلوم کی نہین دی
ہے اسی طرح حال اوس شخص کا ہے جسنے اس قابض سے اوس پانی کو براہ حق لیا ہے
انتہی کلام شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی و ایانا برحمتہ السابقۃ علی غضبہ وجنبنا عن
حرام المال وغضبہ بمنہ وکرمہ آمین **ف** حدیث نعمان بن بشیر مین نزدیک شیخین
وغیرہما کے حلال وحرام کا بیّن ہونا فرماکر پہر ارشاد کیا ہے کہ ان دونون کے درمیان مین امور
مشتبہ ہین پہر اون امور مشتبہ کے ترک کرنے کو فرمایا ہے سو تفسیر مشتبہات مین اہل علم کا
اختلاف ہے کسی نے کہا مشتبہات وہ ہین جنمین تعارض دلیلون کا ہے کسی نے کہا وہ ہین
جنمین اختلاف علما کا ہے کسی نے کہا مراد قسیم مکروہ ہے کیونکہ فعل و ترک دونون اوسکو اپنی
اپنی طرف کہینچتے ہین کسی نے کہا مراد مباح ہے یہ چار قول ہوئے مؤید قول اول و ثانی
لفظ بخاری ہے لا یعلمہا کثیر من الناس ترمذی کا لفظ یہ ہے لا یدری کثیر
من الناس أمن الحلال ہی ام من الحرام مفہوم لفظ کثیر کا یہ ہے کہ معرفت مشتبہات
کی ممکن ہے لکن تہوڑے لوگ اوسکو جانتے ہین جیسے مجتہدین اس تقدیر پر وقوع
شبہات کا حق مین غیر مجتہدین کے اس طرح پر ہوتا ہے کہ اونکو ترجیح ایک دلیل کی دو دلیلون
مین سے ظاہر نہین ہوتی مؤید قول سوم وچہارم کی روایت ابن حبان ہے بلفظ اجعلوا
بینکم وبین الحرام سترۃ من الحلال من فعل استبرأ لدینہ وعرضہ اس تقدیر
پر حدیث متضمن ہے تقسیم احکام کو طرف تین چیزون کے اور یہ تقسیم صحیح ہے بعض مشائخ
علم نے کہا ہے کہ استکثار مباح سے آدمی مکروہ مین اور استکثار مکروہ سے حرام مین پڑ جاتا ہے

فتح الباری مین وجہ اول کو ترجیح دی ہے پھر یہ بھی کہا ہے کہ سب وجوہ کا مراد ہونا بھی کچھ بعید نہین ہے یہ وجوہ باختلاف مردم مختلف ہوتی ہین انتہیٰ لکن تفسیر اول و دوم صحیح ہے وجہ صحت کی دلیل الطالب مین ذکر کی گئی ہے مشتبہ مین توقف کرنا چاہیے مثلاً ایک عالم نے کہا کہ لحم خیل وضبع کا حلال ہے دوسرے نے کہا کہ حرام ہے یا ایک نے شراب نبیذ دشانہ کو حلال بتایا اور دوسرے نے حرام سمجھا یا ایک نے کہا بیع نسیہ حلال ہے اور دوسرے نے کہا کہ حرام ہے تو اس جگہہ شان ایماندار کی یہ ہے کہ ان اشیا کو ترک کردے کیونکہ اس جگہہ یہ وقف ایسا مسلک ہے کہ ہر ایک ان علما مین سے ساتھہ اوسکے راضی رہ سکتا ہے رضا قائل تحریم کی خود ظاہر ہے اور رضا قائل تحلیل کی اس طرح پر ہوسکتی ہے کہ وہ یہ بات نہین کہتا ہے کہ ان چیزون کا اکل یا تناول واجب ہے بلکہ غایت قول اوسکا یہ ہے کہ یہ اشیا حلال ہین اور فعل و ترک اونکا جائز ہے اس صورت مین تارک نزدیک دونون عالم کے مصیب رہیگا پس ورع محمود اس حالت مین یہی وقف ٹھیرا یہ ورع جسطرح کہ ترک مین ہوتا ہے اسی طرح فعل مین بھی ہوتا ہے مثلاً ایک عالم نے کہا کہ غسل جمعہ واجب ہے اور دوسرے نے کہا کہ واجب نہین ہے تو ورع اس جگہہ یہی ہے کہ غسل کرے کیونکہ عدم وجوب کچھہ مانع غسل سے نہین ہے بلکہ غسل مین ترغیب آئی ہے گو واجب نہو اور جو اوسکو واجب نہین کہتا ہے وہ کچھہ قائل عدم جواز کا نہین ہے بلکہ مسنون یا مندوب بتاتا ہے سو جس جگہہ تعارض ادلہ کا درمیان تحریم وکراہت اور درمیان حلت وجواز کے ہو وہان ورع ترک مین ہوتا ہے اور جہان تعارض درمیان وجوب وندب اور درمیان اباحت واستحباب کے ہو وہان ورع فعل مین ہوتا ہے ہان اگر تعارض ادلہ کا درمیان تحریم وکراہت اور درمیان وجوب یا ندب کے ہو تو وہ جگہہ البتہ مقام ضنک وموطن صعب وعقبۂ کؤد ہے جیسے کہ اوقات کراہت مین نہی آئی ہے نماز سے اور امر آیا ہے نماز تحیت المسجد کا اس جگہہ بعض نے کہا ورع ترک مین ہے لکن اصح یہ ہے کہ ایسی جگہہ مین موقع بچاکر مسجد مین آئے تفصیل اس قول کی دلیل الطالب

بین ہے **ف** حلال بین وہ ہے جسکی تحلیل پر نص وارد ہے حرام بین وہ ہے جسکی تحریم
منصوص ہے پس جس چیز کے مباح ہونے پر شارع نے نص کی ہے وہ جنس حلال بین
سے ہے یا جس چیز سے سکوت کیا ہے اور وہ چیز مخالف شرع ماقبل یا دلیل عقل کی نہین ہے
تو وہ بہی داخل حلال بین ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے وما سکت عنہ فہو عفو وما کان
ربك نسیا سو ایسا مباح جبکہ ذریعہ وقوع کا حرام مین ہو تو وہ بے شبہ مشتبہات مین
مندرج ہوگا ہان جو مباح ذریعہ حرام ہو سکے اوس سے توقف کرنا داخل ورع ہے جیسے استمتاع
زوجہ سے حالت حیض مین ماعدا سے پس وپیش کیونکہ اکثر لوگ مالک نفس کے نہین ہوتے
ہین اسی لئے یہ کہا ہے کہ ورع ترک کرنا مالاباس بہ کا ہے ڈر سے مابہ باس کے
اس باب مین سلف بڑے محتاط تہے بعض لوگون نے سالہا سال تک تبسم نکیا ابن سیرین
نے تیل خرید کیا تہا تجارت کو ایک مشکیزہ مین ایک چوہا پایا گمان کیا کہ شاید عصیر مین پڑ گیا ہوگا
سارا تیل پہینک دیا اوس سے نفع نہ لیا ایک بار ایک مال خرید کیا تھا اوسمین بارہ سو درہم کا نفع ہوا
دل مین شک پڑا کہ ذرا سے مال پر اتنا نفع لیتے ہیں اوسکو چہوڑ دیا ہشام نے کہا واللہ یہ کچہہ سود
نہین ہے نووی دمشق کی کہجور نہ کہاتے تہے پوچہا تو کہا ایام قدیم مین یہ باغات ہاتہہ مین ظالمو
کے تہے معلوم نہین کہ دخل وخرج اونکا کس طرح پر تہا غرضکہ سلف کی مسالک ورع مین ایسے
تہے کہ خلف اوسپر سالک نہین ہو سکتے ہین شارع نے اسی طرف اشارہ کیا ہے دع ما یریبك
الی ما لا یریبك اسکو ترمذی نے حسن سبط سے روایت کیا ہے اور حاکم وابن حبان نے
صحیح بتایا ہے دوسری حدیث مین آیا ہے استفت قلبك ولو افتاك المفتون رواہ احمد
وابو یعلی والطبرانی من حدیث وابصۃ مرفوعا اسی باب سے یہ حدیث بہی ہے الاثم
ما حاك فی صدرك وکرھت ان یطلع علیہ الناس بلکہ اس بارہ مین خود یہی حدیث
مشتبہات کفایت کرتی ہے اسی لئے اہل علم نے اس حدیث کو رابع اربعہ اون احادیث
کا ٹہیرایا ہے جنپر دار مدار احکام اسلام وقواعد دین وضوابط شرع کا ہے بلکہ ابن العربی نے

کہاہے کہ سارے احکام اسی ایک حدیث سے نکل سکتے ہین غرضکہ ورع اسکا نام نہین
ہے کہ سارے مباحات کو ترک کردے بلکہ اوس مباح کی ترک کرنیکا نام ہے جسکو وقوع
حرام مین دخل ہو **ف** رہا مکروہ سو وہ بالکل شبہ ہے کیونکہ اوسکا حلال بیّن یا حرام بیّن
ہونا شارع سے نہین آیا ہے بلکہ یہ مکروہ ایک واسطہ ہے درمیان ان دونون کے
بلکہ اخف شئے جسپر نام مشتبہ کا جاری کرسکین یہی مکروہ ہے مجتہد کو شناخت مکروہ
کی ادلہ سے دریافت ہوسکتی ہے سو جو چیز کہ اوسکا مباح ہونا ظاہر نہین ہوا ہے داخل شبہات
ہے اسی طرح وہ چیز جس سے نہی کسی حدیث ضعیف مین آئی ہے گو درجۂ اعتبار کو نہ پہنچی ہو
اور وضعی ہونا اوسکا ظاہر نہوا ہو داخل مشتبہ ہے ایسے ہی مشتبہات کے بارہ مین
حضرتؐ نے فرمایا ہے المومنون وقافون عند الشبہات سو شبہات امور چند قسم
ٹھیرے ایک وہ جنمین تعارض ادلہ کا ہے دوسرے وہ جنمین اختلاف علما کا ہے تیسرے
وہ بعض مباح جو بعض احوال مین ذریعہ حرام یا وسیلۂ ترک واجب ہوتے ہین یا اکثار
اونکا موُدی طرف ان دونون امر کے ہوتا ہے اگرچہ نادرًا ہو چوتھے سارے مکروہات یہ
بحق مجتہد و بحق مقلد دونون کے مشتبہ ہین پانچوین وہ چیز جسکی اباحت و عدم اباحت
مین شک ہو چھٹی وہ شئے جسکی نہی مین کوئی حدیث ضعیف آئی ہے یہ دونون قسم اخیر حق مین
مجتہد و مقلد دونون کی شبہات ہوتی ہین **ف** منجملہ اونکے جو بمنزلہ حدیث ضعیف کے
ہین ایک قیاس ہے لیکن جبکہ وہ قیاس ایسے مسلک سے ہو کہ بعض اہل علم اوسکے قائل
ہون اور نزاع اوسمین باعتبار صحت و بطلان و استدلال و رد کے بکثرت واقع ہوا ہو
پس وہ تحریم جو ایسے قیاس سے ثابت ہوگی منجملہ مشتبہات کے ٹھیریگی یہی حکم اوس تحلیل کا
ہے جو اس طرح کے قیاس سے ثابت ہوگی پس احتیاط کرنا اوسکے فعل و ترک مین داخل
ورع ہوگا اسمین شک نہین ہے کہ شبہ سارے اون افعال سے تعلق رکھتا ہے جنکا انسان
مباشر ہوتا ہے جیسے ماکولات مشروبات منکوحات مثال ماکول و مشروب کی اوپر گذرچکی جیسے لحم خیل

وشرب مثلث رہا نکاح اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عورت کہے کہ مینے ان میان بی بی کو دودہ
پلایا ہے اور سوای اوس ایک عورت کے اور کوئی وجہ ثبوت رضاعت کی موجود نہو اور ادلہ
اس جگہہ متعارض ہون تو ایسی صورت مین یہ امر مشتبہ ہوگا اور ورع اوسکے ترک مین ٹہیرے گا
حدیث شریف مین آیا ہے کیف وقد قیل یہی حکم ساری اشارات عقود فاسدہ اور معاملات
بیوع کا ہے کہ وقت اشتباہ کے وقوف کرنا اونمین داخل ورع ہوتا ہے اور اقدام کرنا اونپر
اقدام کرنا ہے مشتبہات امور پر **حکایت** بعض علما سے مروی ہے کہ ایک جہت اسلام
مین جو اونکے شہر سے نزدیک متی غارت گری ہوگئی اونہون نے سارے ماکولات لحم وحب وغیرہا
کو جو اونکے شہر مین آتا تہا ایک سال تک کہانا چہوڑ کر گہاس کہانے پر قناعت کی اگرچہ اکثر علما
نے اس بارہ مین اونپر ملامت کی مگر اونہون نے کسیکی بات نہ سنی ذکرہ الحافظ ابن القیم
فی الکلام الطیب سواسمین کچہ شک نہین ہے کہ ایسے امور منہویہ مظنہ اختلاط کے ہوتے
ہین اجتناب اونسے باب اجتناب شبہات سے ہے اہل ورع ایسا کیا کرتے ہین لکن جو کہ یہ
اجتناب ہمراہ تجویز اختلاط کے ہے اسلئے فاعل اوسکا لائق مقت کے نہین ہوسکتا ہے ہان اتنی
بات ہے کہ اکل عشب پر جم جانا ایک طرح کا غلو ہے دین مین یہ کیا ضرور ہے کہ اوس گاؤن
یا شہر مین کسیکے پاس بہی کوئی رزق حلال موجود نہو تلاش و تفحص سے میسر آنا اکل حلال کا
ممکن تہا اور نہ کسی اور جگہہ نقل مکان ہوسکتا تہا جہان رزق حلال میسر آسکتا ہے اگرچہ نسبت سد
سدرمق ہی کیون نہو جس طرح کہ امام نووی کے باپ اونکے وطن سے واسطے اونکے قوت بہیجتے
تہے ہان اگر کسی طرح پر قدرت استخراج خالص کے شائبہ حرام سے اور طاقت استحصال حلال کی
غیر بلد سے بوجہ شدت اختلاط منکر کی ساتہہ معروف کے حاصل نہو سکے اور کوئی رستہ طرف
رزق حلال کے باقی نہ ہے اور یہ اشتباہ واختلاط نفس الامر مین مقتضای شرع پر واقع
ہوا اور کسی وسوسہ سے پیدا نہوا ہو تو البتہ اس صورت مین عدول طرف اکل عشب کے ہوسکتا ہے
لکن اس شرط سے کہ قصد رنگ سے اور سدرمق پر بہی قدرت نہو بلکہ ایسی صورت مین

توشارع نے تناول کرنا مال حرام بحت کا بقدر سد رمق مباح فرمادیا ہے پہر اوس چیز کا کیا ذکر ہے جو حرام بحت نہو بلکہ حلال مخلوط بحرام ہو **نکتہ** اتقاء شبہات کچہ خاص ماکولات ومشروبات ہی کی نہین ہے بلکہ عام ہے سارے افعال واعتقادات وعبادات مین اسکی تفصیل دلیل الطالب مین لکہی گئی ہے اور حکم ہر شبہ کا کسی شئے مین ہو وہی وقوف ہے نزدیک اشتباہ کے اور مجتنب رہنا اوس سے تاکہ کہین محرمات مین نہ پڑجاے عیاذاً باللہ واللہ اعلم بالصواب

خاتمہ اس بیان مین کہ کسب رزق کرنا واسطے اپنے اور اہل وعیال کے اور طلب کرنا آسودگی کا مال سے منع نہین ہے

بعض قاصرین کا یہ اعتقاد ہے کہ طلب کرنا غنا کا واسطے عیال کے اور داخل ہونا اسباب تحصیل مال حلال مین خارج ہو طریقہ صلحاء سے بلکہ مخالف ہدی مرسلین وسبائن مسلک زاہدین ہے سو یہ اعتقاد اونکا وہم عظیم وجہل کبیر ہے کیونکہ یہ طلب خود سید المرسلین امام الزاہدین رئیس الصالحین صلعم سے ثابت ہوئی ہے حضرتؐ نے سوال غنا کا اپنے رب سے کیا ہے صحیحین وغیرہما مین آیا ہے اللہم انی اسئلك الهدی والتقی والعفاف والغنا اس بارہ مین بہت سی احادیث آئی ہین ع یہ طلب تو اپنے طرف سے ہے اور اوپر سے دیکہیے کیا ملے ۔ اور خود اللہ پاک نے حضرتؐ پر منت غنا کی رکہی ہے **قال سبحانہ وتعالی** ووجدك عائلا فاغنی اور شیخین وغیرہما نے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے اپنے خادم انس رضی اللہ عنہ کو دعای غنا دی تہی یہ بہی صحیح مین وارد ہے کہ فرمایا اللہم انی اعوذ بك من الجوع فانہ بئس الضجیع اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تہا ما جاءك من هذا المال و انت غیر مستشرف ولا سائل فخذہ وما لا فلا تتبعہ نفسك یعنی جو مال تجکو بن مانگے

سے ملے وہ تو لے لے اور جو نہ ملے تو اوسکی فکر نہ کرے اور احادیث صحیحہ مین نہی آئی ہے مسئلہ یعنے سوال سے مگر بادشاہ سے مانگنا جائز ہے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے حکایت کی ہے رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر مراد خیر سے مال ہے اور یوسف علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ اونہون نے عزیز مصر سے کہا تھا اجعلنی علی خزائن الارض ایوب علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اونکے پاس سونے کی ٹڈیان گرتی ہین لگے اونکو سمیٹنے اللہ نے فرمایا الم اغنک عن ھذا کیا مینے تجکو اسکے لینے سے غنی نہین کیا ہے اونہون نے عرض کیا ولکن لاغنی لی عن برکتک یہ قصہ حدیث صحیح مین آیا ہے عیسی علیہ السلام سے اللہ نے حکایت کیا ہے کہ اونہون نے یون کہا وارزقنا وانت خیر الرازقین اسی جنس سے یہ سوال حسنہ دنیا کا ہے اس آیت پاک مین ومنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اولئک لھم نصیب مما کسبوا **وقولہ تعالی** واخری تحبونھا نصر من اللہ وفتح قریب **الی قولہ** وارزقنا وانت خیر الرازقین حاصل یہ ٹھیرا کہ طلب رزق ایسی چیز ہے جو غالب عباد انبیاء و علماء و زاہدین و صلحاء سے ثابت و واقع ہوئی ہے بلکہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ سارے عباد طالب رزق خدا ہین تو بھی کچھ بعید نہین ہے اسلئے کہ وہ سب کے سب اللہ سے سوال امطار و صلاح ثمار و برکت فی الارزاق کا کرتے ہین یہ عین طلب رزق ہے جو سارے بنی آدم سے ظاہر ہوتی ہے انمین جو لوگ متورع متقی پرہیزگار ہین اونکا سوال مقید بوجہ حلال ہوتا ہے دعا مانگنا خود ایک سعی ہے تحصیل رزق مین اسی طرح سارے اسباب تحصیل رزق کے باوجود اختلاف انواع و تباین طرق کے داخل سعی ہین چندین شکل از براہ اکل اسکا منکر گویا منکر ایسی چیز کا ہے جو ہر فرد بشر کو افراد بنی آدم مین سے معلوم ہے ذرا اوس حال کو تو دیکھو جسپر صحابہ ایام نبوت مین تھے ہر صحابی اونمین سے تعلق رکھتا تھا ساتھ ایک طرح کے سبب کے اسباب رزق سے کوئی سا بھی سبب کیون نہو تا اور جو اونمین ان اسباب سے عاجز تھا تو جو رزق و مال اوسکے پاس آتا وہ اوسکو قبول کر لیتا جیسے اہل صفہ

انکا وقوف صفہ پر یہ بھی باب طلب رزق سے تہا اسی طرح بعد ایام نبوت کے حال رہا کہ خلفاء
راشدین اپنا نصیب وحصہ بقدر اپنی احتیاج واحتیاج اہل وعیال کے بروجہ عدل وطریقہ زہد
لے لیتے تھے حالانکہ وہ ازہد عباد تھے دنیا مین اسی طرح جو صحابہ بعد انقضاء خلافت سنی سالہ نبوت
کے تھے بقولہ صلعم الخلافۃ بعدی ثلثون عاما اونکا بھی یہی حال تہا جب زمانہ
خلافت کا گذر گیا اور ملک گزندہ آیا تب بھی صحابہ امراء مسلمین کا قصد کرکے جاتے اور اونسے اپنا
حق بیت المال مین سے مانگتے اور جو کچھ وہ دیتے یہ قبول کر لیتے بدون کشف حقیقت حال کے
سو یہ اگر طلب کرنا رزق کا نہ تہا تو پھر کیا تہا یہی حال بعد صحابہ کے تابعین کا رہا یہ دونون قرن
خیر قرون مین سے تھے بنص احادیث صحیحہ پھر انمین ایسے لوگ بھی تھے جو قائمین بالامر کی طرفسے
متولی اعمال ہوتے تھے جیسے قضا اور امارت بعض بلاد وامارت لشکر کوئی شخص اسکا انکار
نہین کرسکتا ہے اور نہ کسی کا اسمین کچھ اختلاف ہے یہ بھی ایک نوع ہے انواع طلب رزق
سے اگرچہ وہ عمل قربت ہوتا تھا جیسے قضا وامارت جیش غزو کیونکہ قربت مین ہونا اوس شخص
کا کچھ منافی اخذ حاجت کو بیت المال مسلمین سے نہ تہا جب سے ملت اسلامیہ قائم ہوئی ہے
تب سے ابتک یہی عمل درآمد سارے مسلمانون کا ساتھہ خلفاء ملوک اسلام کے رہا ایک جماعت
والی قضا ہوئی ایک جماعت نے منصب افتا کا حاصل کیا ایک جماعت والی بلاد شہیری ایک
جماعت امیر لشکر بنی ایک جماعت نے تدریس بطرز اختیار کی غالب جرایات ووظائف انکے
بیت المال سے تھے **ف** رہی یہ بات کہ ملوک مین بعض ظالم جائر ہوتے ہین سو یہ بات
ٹھیک ہے لیکن یہ شخص جو متصل کسی بادشاہ سے ہوا ہے اسنے یہ اتصال اسلئے نہین اختیار
کیا ہے کہ اونکے ظلم پر مددگار رہے بلکہ اسلئے اختیار کیا ہے کہ درمیان لوگون کے موافق حکم
خدا کے قضا یا افتا کرے یا جس مال کا لینا رعایا سے اللہ نے واجب کیا ہے اوسکو اونسے وصول
کرے یا اگر امیر لشکر ہے تو جنکے ساتھہ حکم جنگ کا ہے اونکے ساتھہ جہاد کرے یا جس سے عداوت
رکھنے کا حکم ہے اونکا دشمن بنا رہے سو جب بات یون ہوئی تو گو وہ بادشاہ اعلی سے اعلی

درجہ کا ظالم کیون نہو کوئی گناہ اوسکے ظلم وستم کا ان لوگون کے ذمہ پر نہ لگے گا جبکہ کسی ایک
شخص کو انہین سے کچھہ بہی دخل تخفیف ظلم مین ہوگا اگرچہ اقل قلیل و احقر حقیر ہی سہی
بلکہ وہ اپنے اس منصب مین ماجور باجر بلغ ٹہیریگا کیونکہ وہ باوجود اس منصب کے حکم مین
اوس شخص کے ہے جو کہ طالب حق و کارہ باطل اور ساعی دفع ظلم مین بقدر بلوغ طاقت و حصول
قدرت ہے کچہہ معین اوسکا ظلم پر یا ساعی تقریر ظلم یا تحسین جو یین یا مورد شبہہ کا تجویز
ظلم مین نہین ہے ہان اگر وہ اپنی جان کو کسی شئے مین ان امور سے داخل کریگا تو طائفہ
ظلمہ و فریق جورہ مین شمار کیا جائیگا اور بجملہ خونہ کے ہوگا سو ہمارا کلام ایسے لوگون کے حق
مین نہین ہے بلکہ اون لوگون کے بارہ مین ہے جو اپنے امور موکلہ و مفوضہ دینیہ کے ساتھہ قائم
و دائم رہتے ہین اور افعال ظلمہ مین مشتغل نہین ہوتے ہین بلکہ اشتغال اونکا ساتھہ امر معروف
یا نہی عن المنکر یا تخفیف ظلم یا تخویف سوء عاقبت ظلم یا وعظ فاعل کے رہتا ہے جس سے بعض
شر اون ظلمہ کا مندفع ہوتا ہے اور یہ گمان تو کسی جاہل ظلم یا عالم کے ساتھہ ہو نہین سکتا ہے کہ
وہ ظلم ظلمہ مین مداخلت کریگا حالانکہ اللہ تعالی نے اپنے بندون پر ظلم کرنیسے بیزاری ظاہر کی ہے وما
ظلمناهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون وقال وما ربك بظلام للعبيد وقال ولا
يظلم ربك احدا وقال ان الله لا يظلم الناس شيئا وقال ان الله لا يظلم
مثقال ذرة وقال وما الله يريد ظلما للعباد وقال وما ظلمناهم ولكن
كانوا هم الظالمين اس طرحکی اور بہت آیات قرانیہ آئی ہین حدیث قدسی مین وارد ہے
یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالموا ابو موسی مرفوعا
کہتے ہین اللہ مہلت دیتا ہے ظالم کو پہر جب پکڑتا ہے تو نہین چہوڑتا پہر یہ آیت پڑہی وکذلک
اخذ ربك اذا اخذ القرى وهي ظالمة ان اخذه اليم شديد رواه الشيخان احادیث
درباب تحریم ظلم و ذم ظالم و استحقاق عقوبت ظلم کے بہت آئے ہین اور سارے مسلمانون کا
تحریم ظلم پر اجماع ہے کسی نے اسمین خلاف نہین کیا ہے بلکہ عقلاء مجمع ہین اسپر کہ سب سے

بڑھکر بدتر نزدیک عقول کے یہی ظلم ہوتا ہے حضرت نے دربارہ مداخلت ظلمہ قول فصل و حکم
عدل فرمادیا ہے ترمذی مین دوجگہہ آیا ہے کہ جو شخص ابواب ظلمہ پرجاتا ہے اور تصدیق اونکے
کذب کی اور اعانت اونکی ظلم پر کرتا ہے تو نہ وہ ہمارا ہے اور نہ ہم اوسکے ہین اور نہ وہ دن قیامت
کے حوض پر آئیگا اور جو کوئی اونمین نہین گھستا ہے اور نہ تصدیق اونکے کذب کا اور نہ معین اونکے
ظلم پر ہوتا ہے وہ ہمارا ہے اور ہم اوسکے ہین وہ قیامت کو میرے پاس حوض پر آئیگا اس سے
معلوم ہوا کہ جو شخص پاس ظلمہ کے جاتا آتا ہے لکن تصدیق اونکے کذب کی یا اعانت اونکی ظلم پر
نہین کرتا ہے اور نہ اوسکے ظلم سے راضی ہے اور نہ اوس ظلم مین اونکا تابع ہے تو وہ حضرت کا ہے
اور حضرت اوسکے ہین یہ ایک مرتبۂ عالیہ اور فضیلت جلیلہ ہے خصوصًا جبکہ اسکے ساتھہ یہ بھی
ہو کہ خود ظلم نکرے بلکہ ساعی تخفیف ظلم یا موعظت حسنہ مین رہے ف ہر ذی عقل پر یہ بات
روشن ہے کہ اگر اہل علم و فضل و دین مداخلت سے ملوک و سلاطین و امراء و رؤساء کے باز رہین
تو شریعت مطہرہ بالکل معطل و بیکار ہوجائے اسلئے کہ قائم شریعت معدوم الوجود ہے اور بیساری
مملکت اسلامیہ احکام شرعیہ مین جیسی دیانت و معاملہ ہے مبدل بمملکت جاہلیت ہوجاوے
اور جہل عالمگیر ہوجائے اور کھلم کھلا مخالفت احکام کتاب و سنت کی ہونے لگے خصوصًا
بادشاہ اور اوسکے خواص و اتباع تو پھر سب کچھہ کرنے لگین اور دین اسلام مین خبط ہوکر سب امور
موافق اونکے اغراض نفسانی کے ظاہر ہون استباحت اموال و فروج و تعطیل مساجد و
مدارس و انتہاک حرم وقوع مین آئے شعار اسلام و شرائع خیر الانام جاتے رہین خصوصًا
وہ ملوک جو یہ کام بخوف سلب مملکت و ذہاب دولت و نہب اموال ریاست و ہتک حرمت
خود کرتے ہین اور اپنے زوال عزت سے ڈرتے ہین بلکہ اونکو تو ایک راہ طرف تخلص
کے اکثر احکام اسلامیہ سے ملجائے اور اس بات کے کہنے کی گنجائش ہاتھہ آجائے کہ ہمنے کوئی
معلم و ناصر و ناصح و واعظ و شفیق نہ پایا ہمسے تو اہل علم بھاگتے اور اہل دین دور
دور رہتے تھے شیطان کو اور بھی زیادہ اس امر سے خوشی خاطر حاصل ہو بہرحال جو کہ

لوگ دو طرح پر ہوتے ہین ایک زاہد بے علم و عابد بے فہم و صاحب ورع بغیر ادراک مصالح
شرعیہ و شعائر دینیہ اسلئے ایک جماعت نے صدارت مواعظ و ارشاد عباد کی اختیار کی اور
اس امر مین نہایت مبالغہ کیا انکا مقصد بے شبہ حسن اور انکا فعل بیشک جمیل ہے لکن بسبب عدم
علم و فہم و ادراک کے منجملہ اعوان ظلمہ کے ہوگئے عوام حضار مجالس نے اون مواعظ کو ظاہر
مین قبول کرلیا اس سے وہ جہل پیدا ہوا جس سے ساری دنیا بھر گئی حالانکہ اونکو یہ چاہئے تہا
کہ ان امور کو حوالہ علماء کتاب و سنت کرتے جو خلق کو طرف حق معلوم کے بلاتے ہین اور شرع صحیح
بتاتے سکہاتے ہین دوسرے وہ لوگ ہین جنکو علم و فضل حاصل ہے اور وہ چاہتے ہین کہ یہ مناصب
سلطنت جو دوسرون کو حاصل ہین انکو ملتے اور نفع دنیا ہاتھ آتا لکن جبکہ یہ حصول سے اون
مناصب کے عاجز ہوئے تو بے رغبتی اپنی ظاہر کرکے ترک اختیاری جتلانے لگے اور اہل مناصب
دینیہ کو برا بھلا سخت سست سنانے لگے اور اونکی تنقیص کرنے لگے بلکہ یون کہتے ہین کہ ہمنے
ان مناصب کو اسلئے ترک کردیا ہے کہ انمین مداخلت ساتھ ملوک کے اور اخذ مال بیت المال سے
ہوتا ہے اور یہ لوگ اعوان ظلمہ کے ہین اور حرام خواری کرتے ہین حالانکہ حامل اونکو ان امور
پر مجرد حسد و بغی و تحسر ہے کہ ہم اونکی طرح نہین ہین اسلئے اپنا تعفف و ورع ظاہر کرتے ہین اور نفس الامر
مین نیات انکے فاسدہ اور مقاصد انکے کاسد ہین اور خصال نفاق و ریا و غیبت محرمہ مین
بغیر سبب ناحق ناروا گرفتار ہین ہمنے بہت سے لوگ اس طرح کے دیکہے سُنے ہین انمین اگر
کوئی شخص کسی وقت مین کوئی منصب پالیتا ہے تو پہر وہ سب سے زیادہ بدتر نکلتا ہے اوسکا
فعل خلاف اوسکے قول کے ہوتا ہے سو ایسا شخص جو معین ظلم ہو ہاتھ یا زبان سے اور ظالم
کے لئے اوسکا ظلم روا رکہے اور جو مدح و ثنا نہ چاہئے وہ اوس ظالم کی تعریف کرے تو وہ جنس
ظلمہ مین معدود ہے کیونکہ ظلم جس طرح ہاتھ سے ہوتا ہے اسی طرح زبان و قلم سے بہی ہوتا ہے
بلکہ اوس سے بہی زیادہ شدید ہوتا ہے ہمارا کلام تو حق مین اون لوگون کے ہے جو متصل
ملوک کے ہین اور اعانت ظلم پر نہین کرتے اور نہ اونکے شریک حال رہتے ہین ہاتھ و زبا

وقلم سے بلکہ مقصود اونکا اس اتصال سے یہی ہے کہ حتی الامکان استعانت انفاذ احکام
شرع پر چاہیں اور جہانتک ممکن ہو امر معروف و نہی منکر بجالائیں مثلاً ایک عالم منکرات رعایا
کو دیکھتا ہے اور قدرت تغییر کی نہیں رکھتا ہے مگر جبکہ اوسکی رسائی سلطان وقت
تک ہو اور اوس سے دفع منکر پر مدد لی تو ایسے شخص کے لئے متصل ہونا ملوک سے خیر کثیر
اجر عظیم ہے اسی طرح جبکہ اوسکو قدرت فصل خصومات وارشاد الی الطاعات پر بغیر امداد
پادشاہ نہو تو اوسکو متصل ہونا پادشاہ سے اس غرض صحیح کے لئے جائز ہے یا پادشاہ
کے وزراء و امراء و اخوان و خواص ظلم کرتے ہیں اور اسکو اوسکے دفع پر قدرت نہیں ہے
مگر جبکہ پادشاہ سے اتصال حاصل ہو تو یہ بھی ایک صورت جائزہ ہے یا پادشاہ بعض
احوال میں اسکی نصیحت و موعظت کو سنتا ہے اور فعل منکرات سے باز رہتا ہے یا اونمین
تخفیف کرتا ہے تو یہ بھی مسوغ صحیح ہے **ف** بعض سلف نے خوب بات کہی ہے کہ لحصہ طاعات
کثیرۃ و معاصی کبیرۃ سو بہجا طاعات ملوک کے امن راہ امن ضعیف انصاف مظلوم از
ظالم رفع مظلمہ دفع اہل کفر و بغی بجہاد حفظ حرمت اقامت حدود شرعیہ اجراء قصاص و تعزیرات
قیام بحقوق واجبہ رعایا و برایا نصب قضاۃ واسطے فصل خصومات کے بطریق شرعیہ نصب اہل احتساب
بغرض امر معروف و نہی منکر احیاء مدارس و اہل افتاء امساک اہل جسارت و فساد وغیر ذلک ہیں
کیونکہ اکثر خلق کا یہی حال ہے کہ اگر ملوک نہون تو یہ وہ افاعیل و مفاعیل کرین جنکا کچھ حساب نہیں ہے
سارے واجبات ترک ہو جائیں ساری منکرات عمل میں آئیں اور ایسے لوگ جو اللہ پاک کی ڈر سے
فاعل طاعات تارک منکرات ہوں اقل قلیل بلکہ نادر الوجود ہوتے ہیں رہے معاصی ملوک کے
سو وہ بھی بہت سخت ہیں جیسے خونریزی کرنا اموال محترمہ کا حلال کرلینا فروج محرمہ کا مباح
سمجھ لینا یا ایک آدمی کے قصور پر سارے اہل قریہ کا ہلاک کر دینا یا اموال رعایا میں طمع
کرنا برخلاف قانون شریعت مطہرہ کے اور تحصیل مال کے لئے طرح طرح کے جال شر و شر
کے بچھانا اور واسطے ایقاع ظلم کے ذرائع سہم پہنچانا انواع فسق و فجور میں مبتلا رہنا اموال

خدا کا لہو ولعب مین صرف کرنا الی غیر ذلک یہ کام اسلئے ہوتے ہین کہ بادشاہ یہ جانتا ہی کہ مجھکو
ہر طرح کی قدرت حاصل ہے مجھپر کسی کی حکومت نہین ہے اور ایسے ملوک جوان افعال فسوق
ومظالم سے محفوظ رہین بہت کم ہوتے ہین الا من شاء اللہ وعصمہ ورحمہ **حکایت**
بعض سلاطین اسلام کی مجلس مین اہل لہو وفسوق جمع ہوتے تھے اوس شہر مین ایک
مرد صالح تہا جس منکر کی اوسکو خبر لگتی یا ظرف خمر دیکہہ پاتا اوسپر انکار کرتا اوسکو مٹاتا ایک
دن گذر اوس شخص کا نیچے سے مکان سلطان کے ہوا بعض جلساء سلطان نے کہا یہ فلان
شخص ہے کہ جب کسی آدمی کے ہاتہہ مین برتن شراب کا دیکہتا ہے تو اوسکو توڑ ڈالتا ہے
اور جب کسی منکر کو دیکہہ لیتا ہے تو اوسکو مٹا دیتا ہے بادشاہ نے کہا اسکو یہان بلالاؤ
جب وہ آیا تو اوس سے کہا تو ہی وہ شخص ہے جو منکرات کو دیکہکر غریب لوگون پر انکار
کرتا ہے اور اونکے برتن خمر وغیرہ توڑ ڈالتا ہے دیکہو ہمارے سامنے یہ برتن شراب کے رکہے
ہین بہلا ہم جب جانین کہ تو انکو توڑ ڈالے اوسنے کہا مین ایک غریب ضعیف آدمی ہون جو کوئی میری
طرح غریب ضعیف ہوتا ہے مین اوپر انکار منکر کا کرتا ہون اسلئے کہ اوپر مجہکو قدرت پہنچتی
ہے اور تم پادشاہ ہو سو تمہارا حال وہ ہے جو کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ویسئلونک عن
الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا فیذرہا قاعا صفصفا لا تری فیہا عوجا ولا امتا
پادشاہ رونے لگا اور کہا مجہپر بہی انکار کر اور اوٹہکر ان برتنون کو ان طاقات سے اوٹہا کر پہینک
اوسنے یون ہی کیا اور بادشاہ نے توبہ کی پہر آیندہ وہ کام نکیا مطلب آیت کے پڑہنے کا
یہ ہوا کہ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی پہاڑ ہو سو پہاڑون کا خاک مین ملانا اور زمین
کی طرح ہموار کر دینا کام اللہ کا ہے تمپر انکار کرنا اور تمہارا مٹانا اوس عزیز منتقم کا کام ہے
نہ مجہہ سے ضعیف بیچارہ بے حقیقت غریب آدمی کا اس سے معلوم ہوا کہ اتصال سلاطین مین
نری آفت ہی نہین ہوتی ہے بلکہ کبہی راحت عباد و دفع فساد بہی ہوتا ہے ٥

اگرچہ عشق مین صد آفت اور بلا بہی ہے	رنا برا نہین یہ شغل کچہہ بہلا بہی ہے

ف یہی بات کہ جو بیت اموال ہاتھ مین ملوک کے ہین اونمین ظلم رعایا پر واقع ہوا ہے
اون اموال کا ملوک و رؤسا سے اہل مناصب کو قبول کرنا جائز ہے یا نہین سو جواب اسکا
یہ ہے کہ ہان جائز ہے بدلیل حدیث متقدم عمر رضی اللہ عنہ ما جاءك من هذا المال وانت
غیر مستشرف ولا سائل فخذه الحدیث علاوہ اسکے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت
ہو چکی ہے کہ حضرت نے اہل کتاب پر جزیہ مقرر کیا تہا اور وہ جزیہ اطیب داخل اموال ٹہیرا
تہا حالانکہ اموال مین اہل کتاب کے اثمان خمر وخنزیر و رباسب تہے اور وہ ان امور کا
تعامل رکہتے تہے یہ بہی آیا ہے کہ حضرت نے ایک یہودی سے طعام قرض لیا تہا اور
اوسکے عوض اپنی زرہ رہن رکہی تہی اس وجہ سے جس کسی شخص کے لیے کچہہ وظیفہ یا ادرار
یا جرایت بیت المال سے مقرر ہے اور وہ اوسکو ملتا ہے تو اس شخص کو لینا اوسکا بدون
کشف حقیقت حال کے درست ہے ہان اگر یہ بات جان لی ہے کہ وہ مال بعینہ مال
حرام ہے اور بادشاہ نے رعیت سے بغیر وجہ شرعی جائز کے لیا ہے اور اوسکے واپس کرنے
طرف مالک کے مایوسی کلی حاصل ہو گئی ہے اور اوس مال کو بادشاہ نے اہل علم وفضل مین
صرف کیا ہے تو یہ صرف بہی اپنے موقع پر ہے اور مطابق محل کے واقع ہوا ہے اسلیے کہ
یہی لوگ مصرف اموال مظالم ہین بلکہ احسن مصارف یہی مصرف ہے طعن طاعنین کی
حق مین اون اہل علم وفضل کے جو نزدیک سلاطین کے آمد و شد رکہتے ہین یا اہل مناصب
دینیہ ہین راجع طرف طعن ولعن ایک امت کثیر کی اہل اسلام سے ہوتی ہے اسلیے کہ
زمانہ خلافت سے ابتک کوئی سلطنت وسلطان خالی صحبت سے اہل علم کے نہین
رہا ہے اگرچہ ایک ہی شہر یا قطر کا حاکم یا والی کیون نہو یہ محض اس طاعن لاعن کا سوء ظن
واعتقاد باطل وخاطر زائغ وتخیل فاسد وتصور کاسد ہے کہ وہ انفعال کو علماء وفضلاء
اہل دیانت وامانت کے ملوک وامراء سے ناجائز جانتا ہے اور نہین سمجہتا کہ بعض اموال مین بعض
منکرات انکے سبب سے دب جاتے ہین اور بعض منکرات سے چشم پوشی کرنا انکا اس وجہ سے

ہوتا ہے کہ اگر بابت اوس منکر کے زیادہ انکار کرینگے تو اوس سے کوئی اعظم تر منکر واقع ہوگا
حکایت ایک پادشاہ نے ایک شخص کی گردن مارنا چاہا تھا ایک عالم صاحب منصب جو عدم
استحقاق اوسکا شرعًا واسطے قتل کے جانتے تھے ہمیشہ اوس سے مدافعت کرتے اور پادشاہ کو گردن
مارنیسے روکتے یہانتک کہ آخر کو یہ بات ٹہیری کہ قتل تو نکیا جاوے لکن مار پیٹ کرنا چاہئے
اور وہی عالم اپنے ہاتھہ سے اوسکو مارین ناچار ایک مجمع مین اوس شخص کو لیجاکر چند ضربات
انکے ہاتھہ سے لگائے گئے اہل مجمع نے متفرق ہوکر اوس عالم کو گالیان دینا
شروع کیا کیونکہ ظاہر مین یہ ایک امر منکر تہا جو اوسکے ہاتھہ سے ہوا حالانکہ اوس عالم کا کام
انکار منکر تہا نہ ارتکاب منکر یہ اسلیئے کہ اون لوگون پر حقیقت امر منکشف نہوئی ورنہ اوس عالم
کو دعا دیتے اور نہایت درجہ اوسکی کاروائی سے رضامند ہوتے جاہل نے سمجہا کہ اسنے فساد کیا ہے
حالانکہ وہ عین صلاح تہا **حکایت** صاحب شقائق نے نقل کیا ہے کہ پادشاہ روم نے
حکم قتل ایک جماعت اہل اسواق کا دیا تہا اسلیئے کہ اونہون نے بجاآوری حکم سلطان کی
بمقدمہ نرخ بعض بضائع نہین کی تہی پادشاہ باہر آئے اور واسطے قتل کے صف بندی
کی گئی بعض علما نے پاس بادشاہ کے جاکر کہا کہ انکا قتل کرنا شرعًا روا نہین ہے پادشاہ
سوار تہا یہ پیادہ تہے پادشاہ نے کہا انہون نے خلاف ہمارے حکم کے کیا ہے انکے قتل
مین کوئی جای عذر نہین ہے عالم نے کہا یہ لوگ یہ چپ چاپ کرتے ہین کہ انکو عزم سلطان کی
خبر نہین پہنچی تہی پادشاہ نے غضب شدید مین اگر سواری اپنی روک لی اور یہ بات کہی کہ
یہ تمہارا عہدہ نہین ہے عالم نے کہا بلکہ میرا یہی عہدہ ہے اسلیئے کہ اسمین حفظ تیرے دین کا
ہے اور بچانا دین کا میرے ذمہ پر واجب ہے اور عالم کا یہی کام ہوتا ہے پادشاہ نے اون
سب کو رہا کردیا وہ سب قتل سے بچگئے اس جگہہ نظر و بصر عالم کو دیکھنا چاہیے کہ اگر ابتداء کلام
مین وہ مثلًا یہ کہتا کہ مخالفت تمہارے حکم کی واسطے انکے موجب قتل کی نہین ہے تو وہ بچارے
اس کہنے سے ہلاک ہوجاتے رہائی نہ پاتے اور اگر اس قول سلطان پر خاموش رہتا کہ یہ تیرا

عہدہ نہین ہے تو وہ مقتول ہوجاتے لکن عالم نے ایک وسیلہ مقبولہ پیش کیا جسکا بڑا اثر نفس
سلطان مین پیدا ہوا اب اگر کوئی شخص جسکو حقیقت اِس حال کی معلوم نہین ہے اِس ماجرے کو
سُنے گا تو یہی کہیگا کہ یہ مساعدت کرنا اوس عالم کی مخالفت امر سلطان مین اور عدول کرنا اوسکا
طرف عدم بلوغ حکم سلطانی کے امر منکر ہے اور اوس عالم کو مداہن فی الدین سمجھیگا اگر عقل ہوگی
تو معلوم کرلیگا کہ اس عالم نے کتنا بڑا عمدہ کام کیا کہ ایک جماعت مسلمین کو قتل سے بچالیا اس حال
سے معلوم ہوا کہ بعض افعال مخالف شریعت بعض حالات مین اوراسی طرح بعض اقوال مخالفہ دین
کبھی خلاف مقتضای ظاہر ہوتے ہین حالانکہ نفس الامر مین اعظم حسنات احسن طاعات ہین
پھر جو کام محتمل ہے اوسکا کیا ذکر ہی اسلیے کسی مسلمان کو نہ چاہیے کہ انکار مین مسارعت کرے
غیبت و بہتان مین بدون تحقیق حال کے پھس جائے یہ شتاب کاری جہل صریح و حمق واضح
ہوتی ہے بلکہ ایسا عالم فاضل ودیندار جسکی وجہ سے پادشاہ کسی قدر راہ راست پر آوے لائق
دعوات کے ہوتا ہے نہ مستحق انکار لکن حال اکثر خلق کا یہ ہے کہ اگر اچھی بات سنتے ہین تو
اوسکو چھپا رکھتے ہین اور اگر بُری بات معلوم کرتے ہین تو اوسکو پھیلاتے ہین کما قیل ؎

ان یسمعوا الخیر یخفوہ وان سمعوا	شرا اذاعوا وان لم یسمعوا کذبوا

یہ ترجمہ ہے بعض عبارات کتاب دلیل الطالب کا تمام تقریر اس مقام کی ہمنے کتاب مذکور مین
لکھی ہے **حکایت** شوکانی رح نے ذکر کیا ہے کہ ایام طلب علم مین اجتماع ہمارا ساتھ ایک
جماعت اہل علم کے ہوا تھا بعض علما نے ایک وزیر کی بہت مذمت کی اور خوب ہی بُرا بھلا
اوسکو کہا مینے متکلم مذکور سے کہا مین تجھکو اللہ کی قسم دیتا ہون کہ تو میرے سوال کا سچا جواب دے
کہا بہتر مینے کہا یہ نے آبروئی و بدگوئی اوس وزیر کی جو تو نے کی کسی وازع دینی کے سبب سے
کی ہے جسکو تو اپنے جی مین پاتا ہے اِسلیے کہ اوس وزیر نے جسکو تو نے اسقدر بُرا بھلا کہا ارتکاب
کسی منکر کا کیا ہے یا کسی مظلمہ پر جرأت کی ہے یا کوئی مظالم اوس سے وقوع مین آئے ہین
یا یہ بُرائی اوسکی اسلیے ہے کہ وہ دنیا مین خوش حال آسودہ خاطر صاحب عیش و نعمت ہے اوس

شخص نے تہوڑی دیر فکر کی کہا لیس ذلک الا لکون الفاعل ابن الفاعل یلبس لنا عمرمن الثیاب ویرکب الفارہ من الدواب یعنے یہ برا بھلا کہنا میرا اوسکو اسلئے ہے کہ وہ حرام زادہ اچھے اچھے کپڑے پہنتا ہے اور عمدہ عمدہ جانورون پر سوار ہوتا ہے اس طرحکے اور چند حالات اوسکے گن کر بتائے سارے حاضرین مجلس ہنس پڑے تب مینے اوس شخص سے کہاکہ یار اتنو تو ہی ظالم ہے اس مظلمہ کا مواخذہ کل تجہسے سامنے اللہ قادر کے ہوگا اور حشر تیرا ہمراہ اون ظالمون کے ہوگا جو ناحق کسی کی آبروریزی کرتے ہین کیونکہ ظلم آبروریزی کا اشد مظالم ہے مال کا مظلمہ آبرو کے مظلمہ سے کم ہوتا ہے ؎

یہون علینا ان تصاب جسومنا	وتسلم اعراض لنا وعقول

مصداق اس حکایت کی اس زمانہ آخر مین نزدیک اہل بلد و اہل عصر کے جو بالغ بمبلغ محسود ہو ہین بعض ایسے غرباء الدیار ہین جنکو کوئی واسطہ صوری و معنوی ساتہہ ان حساد اغواد کے نہین ہے ولله الحمد اللهم انا نعوذ بك من جهد البلاء ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے	حسود را چکنم کوز خود برنج درست

میری گزارش خدمت مین ان حساد و اعداء کے یہ ہے ؎

تمنی رجال ان اموت وان امت	فتلك سبيل لست فيها باوحد

بہرحال اہل علم نے فرمایا ہے کہ ظلمہ اعراض بہ نسبت ظلمہ اموال کے جری تر ہوتے ہین اسلئے کہ ظالم مال کے لئے ظلم پر کوئی وازع ہوتا ہے کہ وہ یہی مال ہے جس سے قیام عیش و بقاء حیات کا ہے اور وہ بسبب اس مظلمہ کے اپنی دنیا مین منتفع بہی ہوتا ہے گو سحت بحت و حرام صرف ہی کیون نہو بخلاف ظالم اعراض کے کہ اوسکو سوای غیبت و خسران کے کچہہ بہی ہاتہہ نہین آتا ہے اور نفوس شریفہ اوس سے نفرت کرتے ہین اور طبائع سلیمہ اوسکو ذلیل و خوار سمجہتے ہین وباللہ التوفیق

آج ۲۸ ربیع الاول ۱۲۹۸ ہجری روز شنبہ کو یہ رسالہ چہپ کر مین آغاز سے تا انجام پہنچا والحمد لله اولا و آخرا

تمت

فہرست رسالہ سعۃ المجال

مقدمہ بیان میں تاکید اکل حلال کے

باب اول اس بیان میں کہ بہتر رزق وہ ہے جسکو اپنے ہاتھہ سے کمایا ہے اور طلب رزق میں اجمال چاہیئے نہ حرص علی المال۔

باب دوم بیان میں بیوع حرام وغیرہ کے

- بیع خمر
- بیع مردار
- بیع خوک
- بیع اصنام
- بیع سگ
- بیع گربہ
- بیع خون
- عسب فحل
- بیع شحم میتہ
- بیع عنب
- بیع زبیب
- بیع امرد
- بیع کنیز
- بیع چوب برائے آلات لہو
- بیع سلاح
- بیع مسکرات
- بیع شراب
- بیع آب زائد
- بیع پرندہ در ہوا
- بیع ماہی در دریا
- بیع ضالہ
- بیع غلام گریختہ
- بیع حبل الحبلہ
- بیع منابذہ
- بیع ملامسہ
- بیع شیر در پستان
- بیع مال غنیمت قبل قسمت
- بیع ثمر قبل [illegible]
- بیع صوف بر پشت
- بیع روغن در شیر
- بیع محاقلہ
- بیع مزابنہ
- بیع معاومہ
- بیع مخاضرہ
- بیع عربون
- محصول آبکاری
- بیع کالی بالکالی
- بیع قبل قبض
- بیع قبل وزن
- استثناء مجہول در بیع
- تفریق در بیع والدہ وولد
- بیع حاضر للبادی
- تناجش
- شراء علی الشراء
- تلقی رکبان
- احتکار طعام
- وضع جوائح
- سلف وبیع
- شرطین فی البیع
- دو بیع در یک بیع
- بیع مالم یضمن
- بیع شئے غیر موجود
- بیع صکوک

باب سوم بیان میں مکاسب محرمہ کے

- ربا یعنی سود خواری
- ربا فضل — ربا ید
- ربا النساء
- ربا قرض
- بیع میوہ تر بخشک
- بیع جنس بجنس با عدم تساوی
- تعجیل در ربا
- فروخت لحم بحیوان
- بیع عینہ

غش فی البیع
بیع حُرّ
قمار
غصب
سرقہ
خیانت
شہادت زور
اخذ مال بحلف کذب
اخذ مال بلہو ولعب
شراء مال سرقہ
مکس
مال یتیم
جحد عاریت
اکل رشوت
نقص کیل
نقص وزن
سحر
نجوم
زنا
نوحہ
دلالی

بطالی
آکل ربا
موکل ربا
بیع شئی معیب
تصویر سازی
گدائی
نقص ذراع
اخذ قرض بنیت عدم وفا
شراء بنیت عدم ادائے ثمن
مال وقف ناجائز
لقطۂ ناجائز
مال وصیت
مال ودیعت
اجرت رقص
اجرت سرود
اجرت مسخرگی
اجرت دروغ
اجرت وکالت ناجائز
اجارہ ظالمانہ

باب چہارم بیان میں مطاعم واشربہ محرمہ کے

مردار
خون
لحم خوک
ما اہل بہ لغیر اللہ
منخنقہ
موقوذہ
متردیہ
نطیحہ
بقیۂ اکل سبع
مذبوح علی النصب
ذبیحہ علی اسم غیر اللہ
ذبح للّہو واللعب
اکل سوائب بحائر وغیرہا
ذبح للسلطان
ذبح للشیطان
اجرت استقسام
اکل نجاست
اکل شئے حرام
اکل شئے مستقذر
اکل شئے مضر
اکل نبات ولبن مشتبہ

حشیشہ
افیون
بنج
عنبر
زعفران
جائفل
قات
تماکو
گوشت خر
دوا حرام
دوائے مسکر
مستخبث
قنفذ
سُم
اکل لحم جلالہ
شرب لبن جلالہ

باب پنجم بیان میں انواع اموال حرف وغیرہا کے

غنائم
فئی
زکوات

کرایۂ مکانات
کرایۂ دواب
صدقۂ فطر
لحم اضحیہ
مال مہر
مزدوری
نوکری چاکری
کسب حجامت
مہر بغی
حلوان کاہن
اجرت اذان نماز
قفیز طحان
اجرت تلاوت قرآن
کرایۂ زمین یہ حلال ہے
آمدنی جاگیر
احیاء موات
مال کتابت غلام
ہدیہ
آمدنی نذور قبور اموات واعراس
آمدنی دیت قتل

مال موصی بہ
مال میراث
طعام میزبان
زراعت
تجارت
خیاطت
آہنگری
معماری
درودگری
غزل
نسج
فلاحت
صید
غواصی
سناری
شیشہ گری
خشت پزی
کتابت کتب
باورچیگری
گاذری
رنگریزی

سنگ تراشی
وزن کشی
تیراندازی
طبع کتب
شتربانی وغیرہ
عطر فروشی
بیضہ فروشی
روغن فروشی
نعلین فروشی
جامہ فروشی

باب ششم بیان میں تیسیر اکل حلال کے ہر زمانے میں

اصل اول
اصل دوم
اصل سوم
اصل چہارم
اصل پنجم
شرح حدیث مشتبہات
حلال بیّن
حرام بیّن
مشتبہ

خاتمہ بیان میں جواز کسب رزق کے واسطے اپنے اور اہل وعیال کے اور طلب تونگری

اتصال بملوک
اخذ مال از ملوک

تمت

صحت نامہ سبعة المجال

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴	۶	ہوا تھا	تھا	۴۷	۱۸	قرانی	قرآنی
۶	۱۵	بیمت	بہت	۴۸	۷	ً	؍؍
۱۵	؍؍	بیل	پہل	؍؍	۴	خشیشہ	حشیشہ
۱۶	۱۴	مزانبہ	مزابنہ	۵۲	۳	ہاتہ	ہاتھ
؍؍	۱۵	کا عوض	کو عوض	۵۵	۱۰	شراب	شرب
[illegible]	[illegible]	وتقبل	تقبل	۵۹	۲۰	بہ سکتے	ہوسکتے
۲۴	۱۶	فیھا	فیھما	۶۳	۲	باب	باب سے
۲۵	۴	دسروا	خسروا	۶۷	۹	اوریس	ادریس
۲۶	۱۰	بناتے	بتاتے	۷۱	۱۸	اسدم	اسوقت
۲۸	۱۱	تلادہ	قلادہ	؍؍	۲۱	رکوع	اکوع
۳۲	۱۳	ابن	وابن	۷۲	۶	جوینی نے	جوینی
؍؍	۱۹	رکھا	نہ رکھا	۷۷	۱۴	لحبان	لحمان
۳۰	۱۷	پڑھیے	پڑھتے	۷۹	۱۴	عاریہ	جاریہ
۳۷	۲	التفاق	الفاق	؍؍	۱۸	بجہ	بچہ
۳۸	۱	اسی	ایسی	؍؍	۲۰	کیا ہے	ہے
۴۰	۱۶	بہ زکاۃ	نہ ذکاۃ	۸۲	۸	بہ حکم	یہ حکم
؍؍	۱۷	لپٹتا	لپٹا	؍؍	۱۵	سبب	بسبب
۴۱	۱۴	آیت	آیت کے	۸۳	۲۱	استکسار	استکثار
۴۷	۱	مہکر	سکر	۸۴	۳	الطالب	الطالب

قطعه فارسی بطور تقریظ کتاب سعة المجال از تصنیف احمد خان صوفی مهتمم مطبع مفید عام آگره سلمه الله المتعال

میر صدیق حسن خان بهادر نواب | خامهٔ تست که صد گوهر غلطان ریزد
از تصانیف تو صد نعمت الوان پیدا | هر کتاب تو شکر در دهن جان ریزد
رشحهٔ کلک تو بر صفحه فشاند گوهر | همچو آن قطره که از ابر بهاران ریزد
لب شیرین تو در خلق و جهان شور افگن | صد نمکدان بدل زخمی سحبان ریزد
گوش گل از سخن پاک تو چون کان گهر | پیش رنگ رخ تو رنگ گلستان ریزد
از نی کلک تو بهتر نتواند که زند | نغمه بر نغمه اگر مرغ خوش الحان ریزد
شاخ سرسبز قلم صد گل مضمون بخشد | همچو آن نخل که اثمار فراوان ریزد
قلمش حاصل صد کان بدهد وقت رقم | لب لعلش دُر و یاقوت درخشان ریزد
دل و جان باد فدا بر همه تصنیف جدید | که بسی رنگ نصیحت به عزیزان ریزد
بر کتاب تو اگر حرف بگیرد ناکس | سطر سطرش بگلو کحل صفاهان ریزد
رنگ گیرد چو چمن کاغذ ابیض بکفت | از نی خشک قلم سنبل و ریحان ریزد
کرد تسخیر دل من به لسان العرفان | آنکه نوری بدل مرد مسلمان ریزد
گر دمی حقهٔ لعلش بتکلم آید | گوهری چند بهر جیب بدامان ریزد
آتش لعل کند از لب لعلین خاموش | آبروی گهر از گوهر دندان ریزد
خضر وقت است که از پند گران مایه خوش | در لب تشنه دو صد چشمهٔ حیوان ریزد
دور نواب بگوید که بخور خون و غم خور | باده در جام اگر لاله بستان ریزد
صوفی از درد و غم کثرت عصیان شبها | لخت دل همره اشک از سر مژگان ریزد

تمت